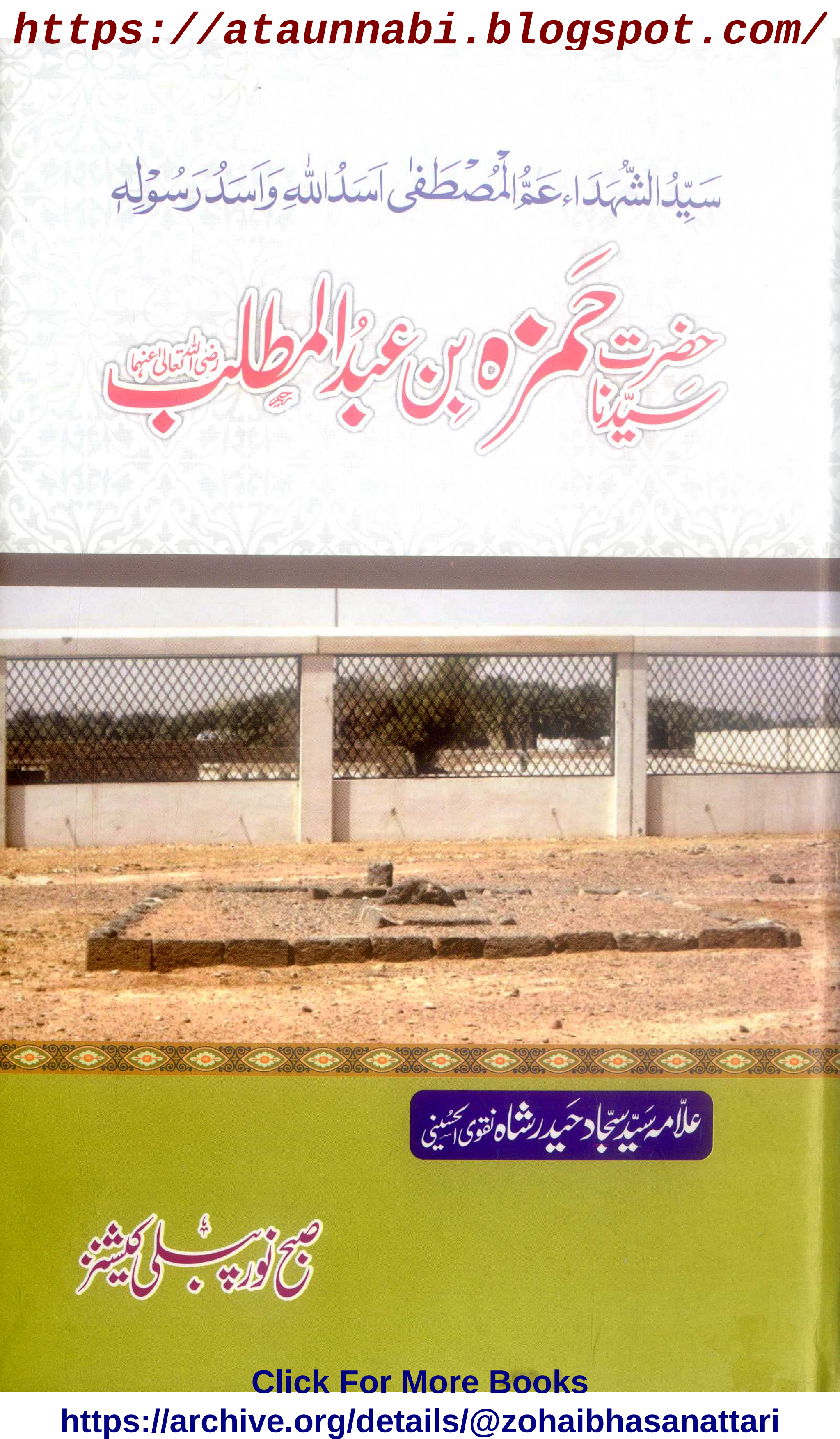


https://ataunnabi.blogspot.com/
سیّدُ الشُّہداء عمُّ المُصطفیٰ اسدُ اللہِ واسدُ رسولِہ
سیّدنا حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما
علّامہ سیّد سجّاد حیدر شاہ نقوی الحسینی
صبح نور پبلی کیشنز
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

فردوس بداماں، غیرت مہر وماہ، جنت نگاہ، قرار روح وراحت جاں، عشرت قلب حزیں، مرکز انوار و تجلیات اور محبط ملائکہ، وہ مقدس و بابرکت اور منور و معظم قطعہ ارضی ہے جس کے یمن و نور اور بخت رسا پہ، عرش اعظم بھی فخر کرتا اور اس کے حسن و جمال کو پیار سے مسکرا کر دیکھتا ہے۔

وہ سبز، اونچا، عالی شان اور باوقار گنبد، جس کا تصور آتے ہی سچے امتی کے دل کی دھڑکنیں تیز اور دیدار کے لئے ترستی آنکھیں شدت جذبات سے لبریز ہو جاتی ہیں۔

وہ روضہ اطہر، جس کے متعلق ہر نیاز مند صاحب دل مسلمان کا نظریہ ہے:

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و با یزید ایں جا

اور جس مکین کی محبت و عقیدت ہر امتی کی متاع گراں بہا ہے۔

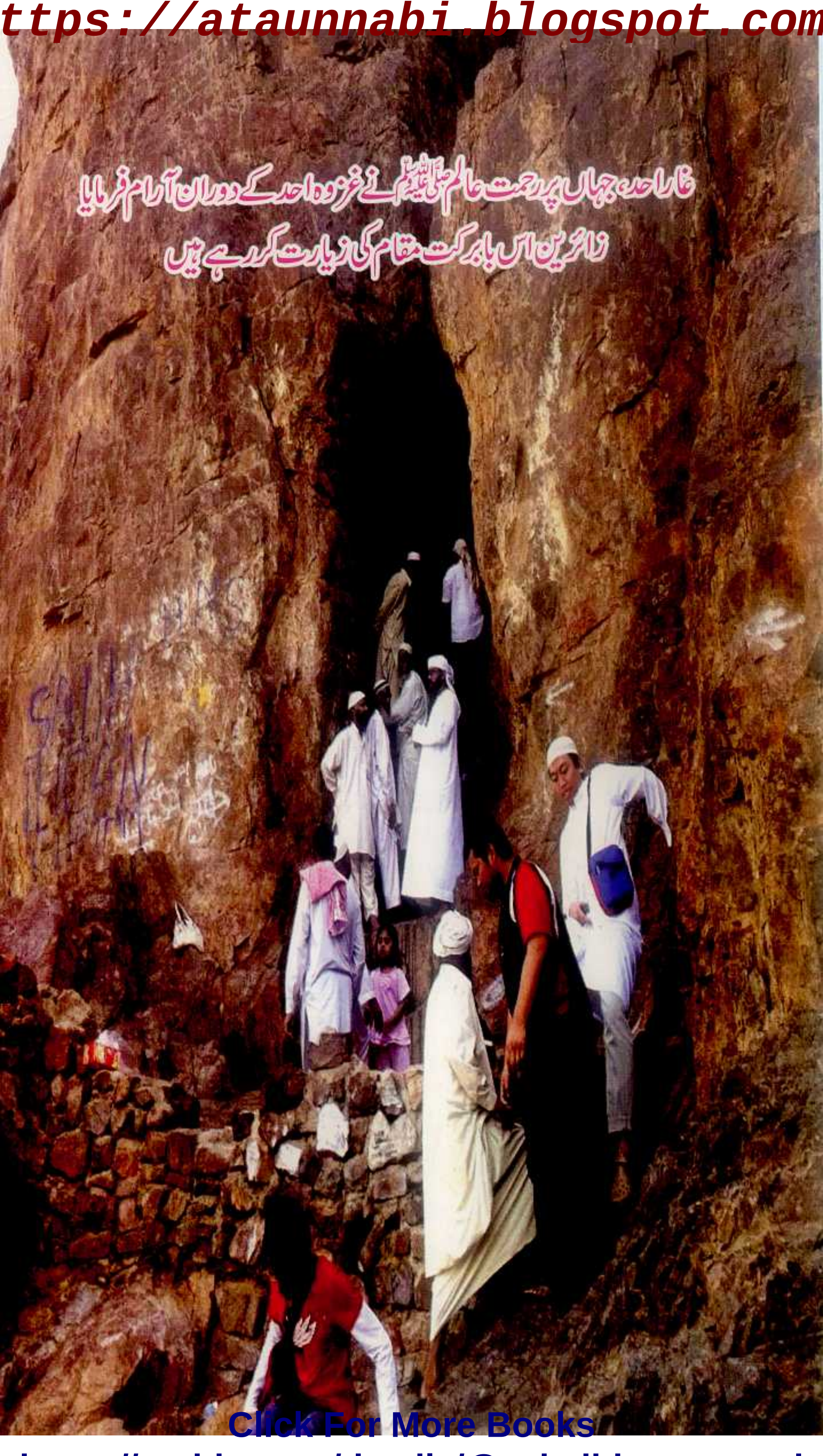
در دل مسلم مقام مصطفیٰ ست
آبروئے ما ز نام مصطفیٰ ست

نقشہ جبل احد بصورت اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم



جبل احد کی سیٹلائٹ سے لی گئی تصویر

جبل احد اور شہدائے احد کے مزارات کا فضائی منظر



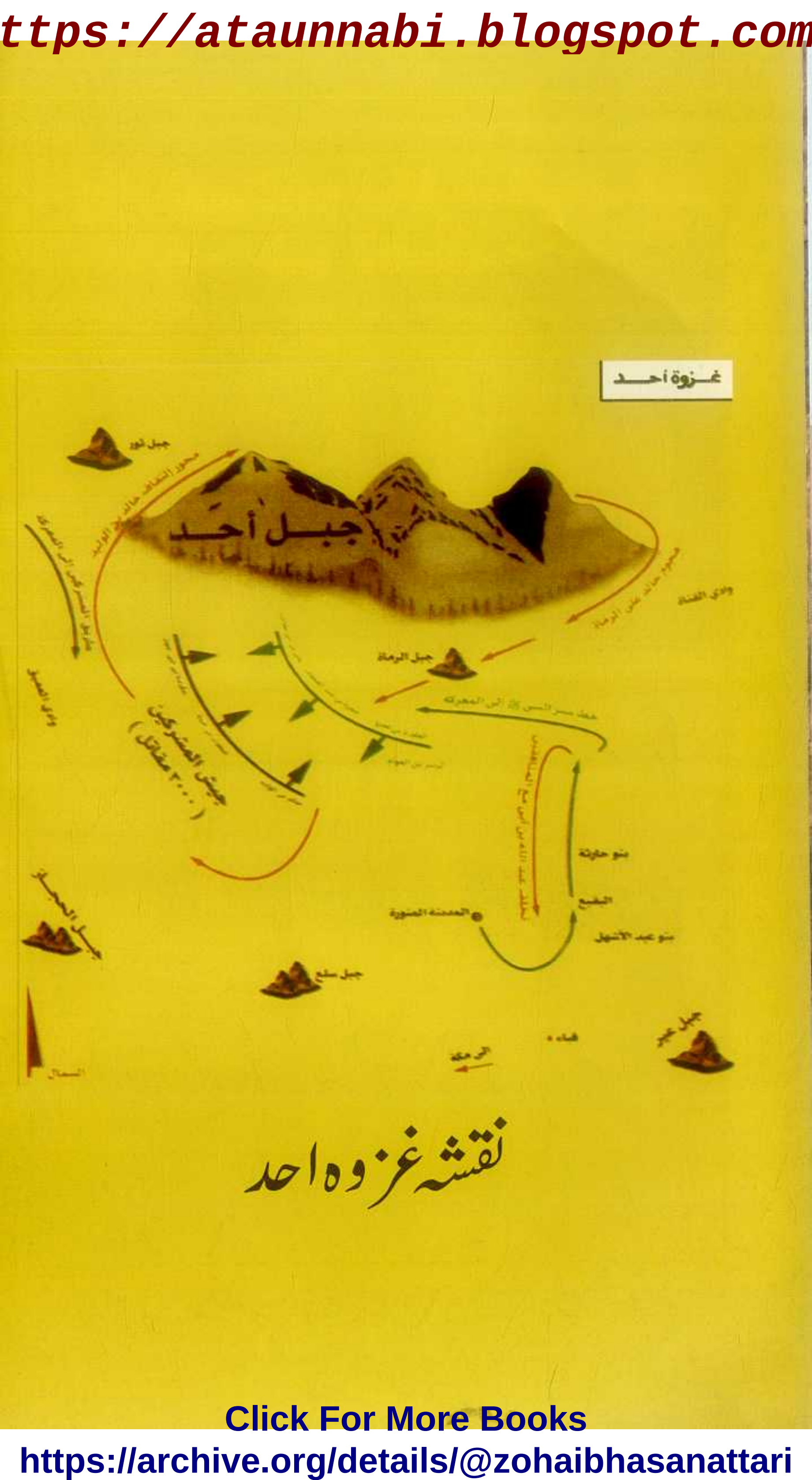
غار احد، جہاں پر رحمت عالم ﷺ نے غزوہ احد کے دوران آرام فرمایا
زائرین اس بابرکت مقام کی زیارت کر رہے ہیں



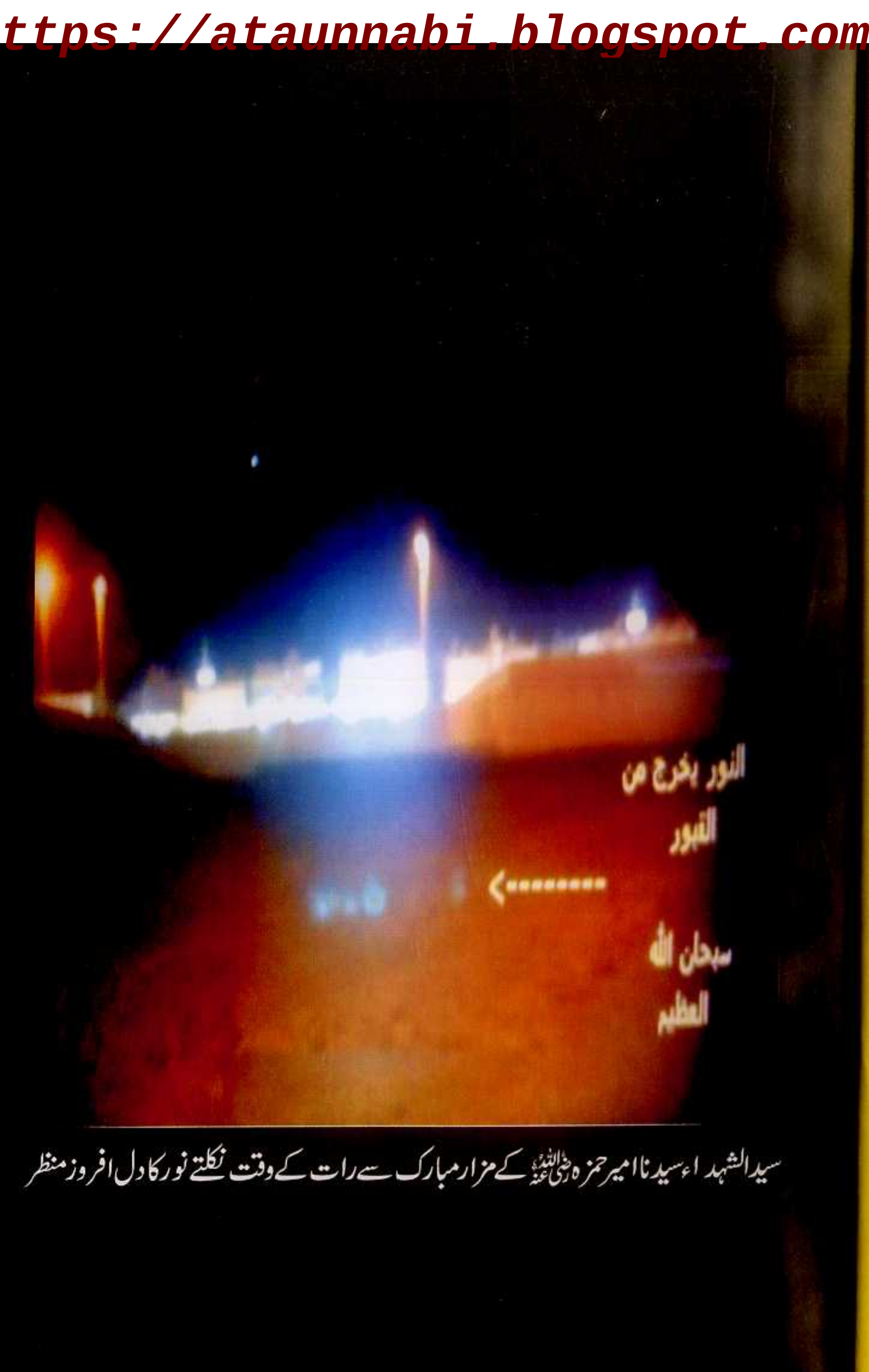
ترک دورِ خلافت میں سید الشہداء حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزارِ مبارک کا منظر



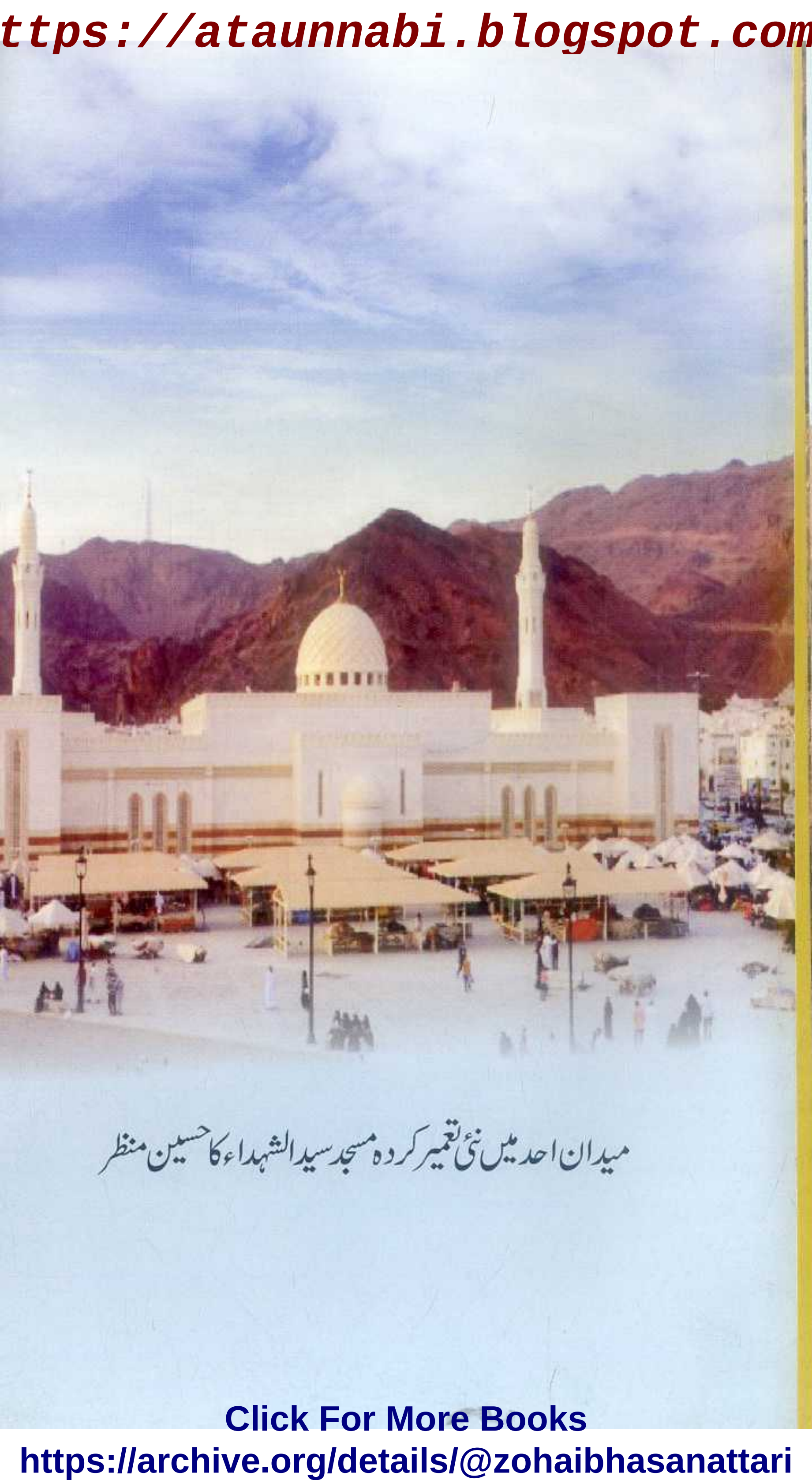
انہدام کے بعد حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزارِ مبارک کا منظر



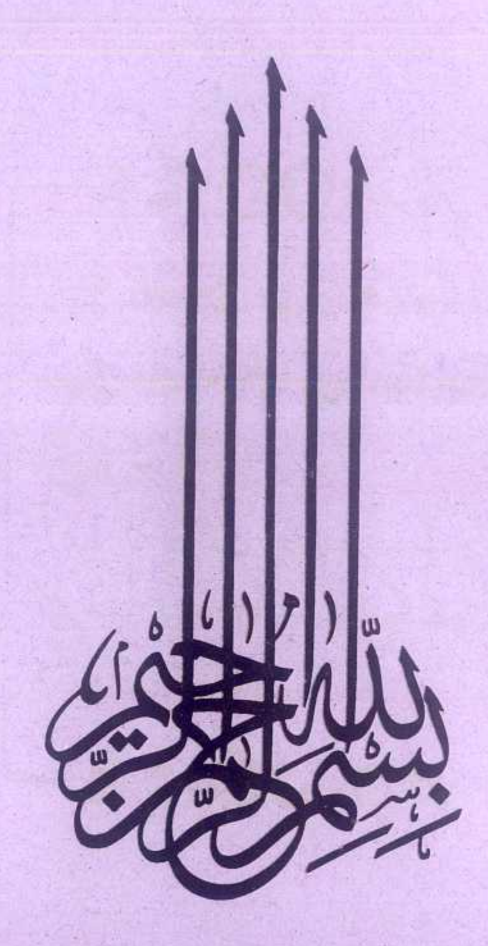
نقشہ غزوہ احد



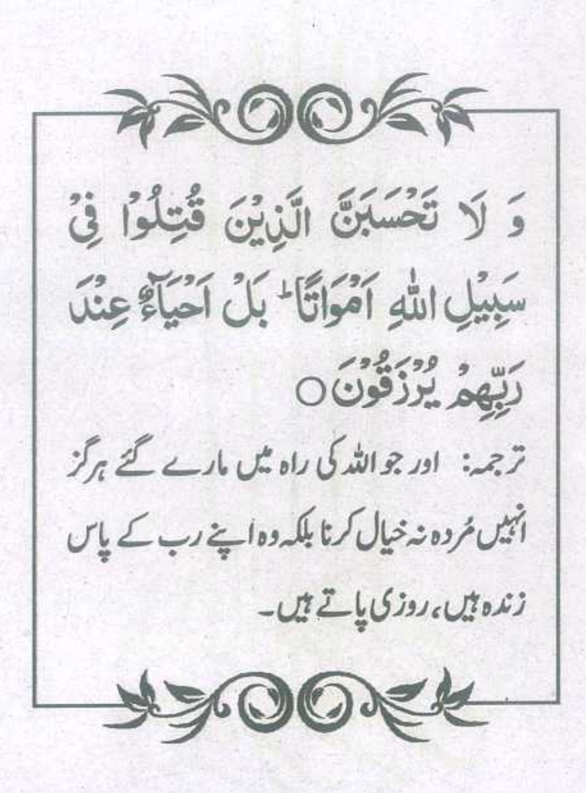
سیدالشہدا ءسیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک سے رات کے وقت نکلتے نور کا دل افروز منظر



میدان احد میں نئی تعمیر کردہ مسجد سید الشہداء کا حسین منظر



ہمیشہ، بار بار اور ہر جہاں میں رحم فرمانے والے اللہ کے نام کے ساتھ



وَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًاؕ بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ ۝

ترجمہ: اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انہیں مُردہ نہ خیال کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں، روزی پاتے ہیں۔

سَیِّدُ الشُّہَدَاءِ عَمُّ الْمُصْطَفٰی اَسَدُ اللّٰہِ وَاَسَدُ رَسُوْلِہٖ



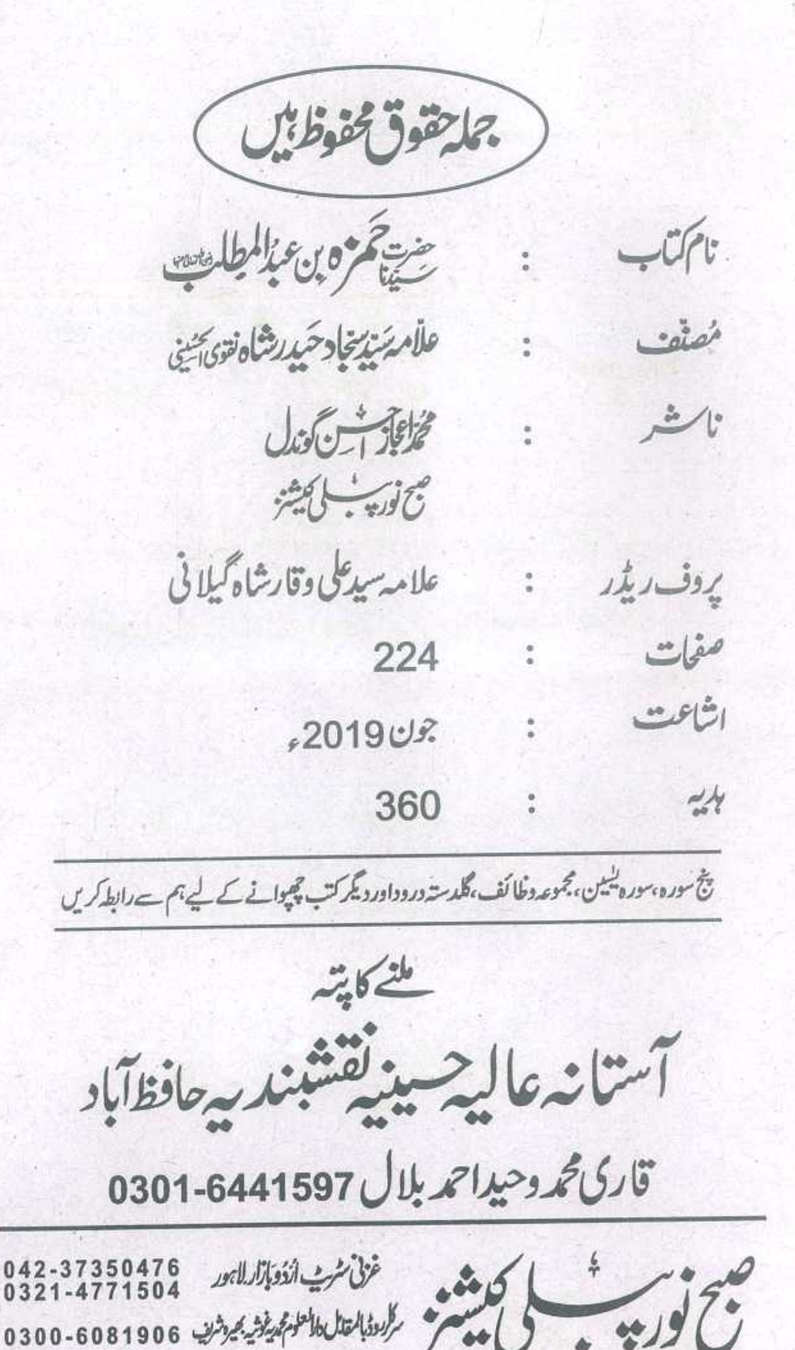
کی سیرت، فضائل و مناقب اور روحانی

فیوض و برکات پر جامع اور مستند تحریر

سرکارِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک دوسرے کو تحفہ دیا کرو، تمہارے درمیان محبت پیدا ہوگی۔
کتاب تحفہ بھی ہے اور صدقہ جاریہ بھی

علامہ سید سجاد حیدر شاہ نقوی الحسینی





نام کتاب	:	حضرت سیدنا حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ
مصنف	:	علامہ سید سجاد حیدر شاہ نقوی الحسینی
ناشر	:	محمد اعجاز احسن گوندل صبح نور پبلی کیشنز
پروف ریڈر	:	علامہ سید علی وقار شاہ گیلانی
صفحات	:	224
اشاعت	:	جون 2019ء
ہدیہ	:	360

ملنے کا پتہ

آستانہ عالیہ حسینیہ نقشبندیہ حافظ آباد

قاری محمد وحید احمد بلال 0301-6441597

صبح نور پبلی کیشنز

غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور 042-37350476 0321-4771504

سرکلر روڈ بالمقابل دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف 0300-6081906

Email: subhenoorpublications@gmail.com / facebook.com/subhenoorbookbank

فہرست

شرف انتساب

بحضور ناز سید الشہداء عم المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اَسَدُ اللّٰہِ وَ اَسَدُ رَسُوْلِہٖ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما

کی کریم بارگاہ مقدسہ میں نہایت اخلاص اور ادب واحترام سے

پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

احقر

سید سجاد حیدر شاہ نقوی

ہدیۂ نیاز

درخدمت اقدس خطیب اعظم پاکستان شہنشاہ اقلیم خطابت

حضور قبلہ والد کریم

پیر سید فدا حسین شاہ صاحب نقوی الحسینی دامت برکاتہم العالیہ

جن کی کریمانہ تربیت کے سبب بندۂ ناچیز کے دل میں

محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل بیت اطہار، صحابہ کبار رضی اللہ عنہم

سے محبت و عقیدت کا شعور پختہ ہوا اور مجھے تحریر و تقریر اور تدریس کا سلیقہ آیا۔

احقر

سید سجاد حیدر شاہ نقوی

نشانِ منزل

کچھ مصنف کے بارے میں

خاندانی پس منظر:

حضرت مولانا علامہ صاحبزادہ سید سجاد حیدر شاہ حافظ آبادی خاندان سادات کے قابل ذکر فرزند ارجمند ہیں۔ یہ خاندان عظمت نشان (ساداتِ حافظ آباد) کے نام سے خوب متعارف ہے۔

حضرت علامہ پیر سید **شبیر حسین شاہ** رحمۃ اللہ علیہ حافظ آبادی، حضرت علامہ پیر سید فدا حسین شاہ دامت برکاتھم العالیہ حافظ آبادی کے والد گرامی حضرت پیر سید نواب علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ بہت نیک سیرت اور متقی بزرگ تھے۔ انہوں نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی عظیم ہستی اعلیٰ حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے دست اقدس پر بیعت کی اور روحانی فیوض و برکات حاصل کیئے۔ اتباع شریعت و سنت جو کہ خواجگان نقشبند کا معمول ہے آپ اس کا منہ بولتا ثبوت تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ساری زندگی کبھی تہجد قضا کرتے بھی نہیں دیکھا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑی وجاہت اور رعب و دبدبہ عطا فرمایا تھا۔ ایثار و سخاوت کا یہ عالم تھا کہ جو کچھ بھی پاس ہوتا اسے راہِ خدا میں خرچ کر دیتے۔ غریبوں کی دادرسی فرماتے کبھی کسی کو اپنے دروازے سے خالی نہ جانے دیتے تھے۔ بے شمار غرباء کے لیے ماہانہ اخراجات اور ضروریات زندگی کا اہتمام کیا کرتے تھے۔ یہ آپ ہی کی حسن تربیت کا نتیجہ تھا جس نے پیر سید شبیر حسین

شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور پیر سید فدا حسین شاہ صاحب کی شخصیت مین جرأت، سچائی، بے باکی، سخاوت، وفا اور سب سے بڑھ کر عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا کیا۔ آپ کا وصال 28 فروری 1986 بروز جمعۃ المبارک حافظ آباد میں ہوا بوقت نماز عصر اچانک طبیعت خراب ہوئی اور اذان عصر کے وقت مؤذن اذان کہہ رہا تھا جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک آیا آپ نے انگوٹھے چوم کر اپنی آنکھوں سے لگائے اسی دوران آپ کی روح پرواز کر گئی۔ آپ کا مزار آبائی گاؤں منڈیالہ تیگہ ضلع گوجرانوالہ مسجد کے احاطہ میں ہی ہے۔ جو مسجد آپ کے نام (جامع مسجد پیر سید نواب علی شاہ والی) سے منسوب ہے۔

حضرت علامہ پیر سید شبیر حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت علامہ پیر سید فدا حسین شاہ دامت برکاتھم العالیہ کی ذات ستودہ صفات نے جہاں حافظ آباد کو دینی، علمی، روحانی اور سیاسی خدمات سے بہرہ مند فرمایا وہاں بین الاقوامی سطح پر بھی بے مثال اور منفرد خطابت کے پرچم لہرائے۔ حافظ آباد کی سیاسی و مذہبی تاریخ کو ان دونوں بھائیوں کی مثالی خدمات کا اعتراف کیئے بغیر مکمل قرار نہیں دیا جا سکتا۔ دنیائے سنیت کو ان دونوں شہزادوں پر ناز ہے۔ جس جرأت اور بے باکی سے ان دونوں شہزادوں نے دین اسلام اور مسلک اہلسنت کی ترجمانی کی ہے وہ کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ پاکستان بھر کی تمام خانقاہوں کے مشائخ عظام اور علمائے کرام ان کے لیے سراپہ نیاز ہیں اور قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

حضرت صاحبزادہ پیر سید فدا حسین شاہ صاحب اپنے بڑے بھائی کی طرح خطابت میں پوری دنیا میں اپنا ایک نام اور مقام رکھتے ہیں۔ آپ کی تقریر میں درد و سوز اور عشق و مستی کی جو کیفیت ہوتی ہے یہ بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مقبولیت کی دلیل ہے۔ پاکستان بھر میں شاید ہی کوئی شہر یا قصبہ ایسا ہو جہاں آپ نے خوبصورت اور

دلکش بیانات سے نہ نوازا ہو۔ آپ جہاں بھی تشریف لے جاتے ہیں آپ کے چاہنے والے خیر مقدم کے لیے سراپہ منتظر رہتے ہیں۔ بڑی بڑی کانفرنسوں، عظیم الشان جلسوں نیز مدارس اہلسنت کے دستار فضیلت کے پروگراموں میں آپ کو بڑے اہتمام کے ساتھ مدعو کیا جاتا ہے۔ ہزاروں سامعین آپ کی مسحور کن آواز سے محظوظ ہوتے ہیں۔

حضرت صاحبزادہ پیر سید فدا حسین شاہ صاحب اس حوالہ سے بھی بڑے خوش نصیب ہیں کہ آپ کی اولاد امجاد علوم اسلامیہ اور عصریہ سے مرصّع ہے۔ آپ کے تین صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں ہیں جو اس خاندان عظمت نشاں کی شہرت و ناموری کا باعث ہیں۔ آپ کے صاحبزادوں کے اسماء گرامی ملاحظہ فرمائیں:

☆ صاحبزادہ سید حسن المجتبیٰ شاہ

☆ صاحبزادہ علامہ سید علی حسین شاہ (فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور)

☆ صاحبزادہ علامہ سید سجاد حیدر شاہ (فاضل دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف)

صاحبزادہ سید سجاد حیدر شاہ مدظلہ:

یہی اس وقت میرے قلم کا موضوع ہیں لہٰذا آپ کے احوال و آثار پر چند کلمات ضبط تحریر میں لائے جا رہے ہیں۔ صاحبزادہ سید سجاد حیدر شاہ 10 اگست 1991 کو پیر سید فدا حسین شاہ حافظ آبادی کے ہاں حافظ آباد میں پیدا ہوئے۔

تعلیمی زندگی:

گھریلو ماحول بتمامہ دینی و مذہبی تھا لہٰذا آپ کی دینی و اسلامی تعلیم کا آغاز گھر سے ہی ہوا۔ پرائمری اور میٹرک تک تعلیم حافظ آباد کے مقامی سکول سے ہی حاصل کی پھر مزید دینی و درسی تعلیم حاصل کرنے کے لیے ملک پاکستان کی عظیم علمی درسگاہ

دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف میں داخل ہوئے اور مسلسل کئی سال تک علوم وفنون درسیہ کے ساتھ ساتھ عصری علوم بھی حاصل کیئے۔ یہاں تک کہ 2016 میں دورہ حدیث شریف مکمل کر کے دستار فضیلت اور سند فراغت سے نوازے گئے۔ آپ کے چند اساتذہ کرام کے اسمائے گرامی ملاحظہ فرمائیں:

☆ جگر گوشۂ ضیاء الامت ڈاکٹر ابوالحسن محمد شاہ الازہری صاحب
☆ شیخ التفسیر والحدیث علامہ محمد خان نوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ
☆ حضرت علامہ مفتی محمد شیر خان صاحب
☆ شیخ الحدیث حضرت علامہ پیر سید اقبال شاہ گیلانی صاحب
☆ حضرت علامہ ملک محمد بوستان صاحب
☆ حضرت علامہ پیر محمد اسلم رضوی صاحب

ازدواجی زندگی:

آپ کا عقدِ نکاح خطیب ملت، مصنف کتب کثیرہ حضرت علامہ پیر سید خضر حسین چشتی رحمۃ اللہ علیہ (منڈی بہاؤالدین) کی صاحبزادی سے ہوا۔ بحمدہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک بیٹی اور ایک بیٹے سے نوازا ہے۔

عملی زندگی:

خطابت جو کہ سادات حافظ آباد کی پہچان ہے اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ اس گھرانے نے خطابت اور خطباء کو ایک عزت اور وقار عطا کیا ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توصیف وثناء، والدین رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت وشان، اہل بیت اطہار، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مقام ومرتبہ اور مسلک حقہ اہلسنت کو جس جرأت سے بیان کیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ صاحبزادہ سید سجاد حیدر شاہ صاحب بھی گھریلو تربیت اور ماحول

کی برکت سے زمانہ طالب علمی سے ہی خطابت فرما رہے ہیں۔ پہلے حافظ آباد میں ہی خطبۂ جمعہ کے فرائض سرانجام دیئے اور اب علی پور چٹھہ ضلع گوجرانوالہ بازار والی مسجد میں خطابت کے جوہر دکھا رہے ہیں۔ اور اپنے انداز بیاں میں اپنے بزرگوں کا سوز و ساز سمیٹے ہوئے ہیں۔

تدریس:

یہ اللہ تعالیٰ کی عنایت خاصہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نظر عنایت ہے کہ صاحبزادہ صاحب خطابت کے ساتھ ساتھ تدریس کا بھی ازحد شوق رکھتے ہیں۔ گزشتہ تین سال سے گوجرانوالہ کی عظیم علمی درسگاہ حضرت ابوالبیان علامہ پیر محمد سعید احمد مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے قائم کردہ ادارہ دارالعلوم نقشبندیہ، امینیہ ماڈل ٹاؤن میں فقہ، گرائمر اور دیگر مضامین کی تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

صاحبزادہ صاحب علم و عمل کی صفات سے مرصّع ہیں اور ایک ساتھ خطیب، مدرّس اور مصنف ہیں۔ یہ فقط اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست

صاحبزادہ سید سجاد حیدر شاہ صاحب اپنے مزاج اور عادات و خصائل کے لحاظ سے اپنے پورے خاندان میں ایک منفرد پہچان اور تشخص رکھتے ہیں تواضع و انکساری اور سادگی آپ کے جملہ اوصاف کو منور کررہی ہے۔

حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ سے محبت اور وجہ تصنیف:

یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم اور سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نگاہِ کرم کی برکت اور انتخاب ہے کہ صاحبزادہ صاحب کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے محبوب چچا حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ سے غیر معمولی محبت اور عقیدت ہے اور یہی محبت اور روحانی نسبت زیر

نظر کتاب کو لکھنے کی وجہ ہے۔آپ حافظ آباد میں 15 شوال کو حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کا عرس مبارک کا پوری شان و شوکت اور ادب و احترام سے اہتمام کرتے ہیں۔

حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی سیرت، فضائل و مناقب کو بڑی تفصیل سے زیر نظر تصنیفِ لطیف میں قلمبند کیا ہے جو اپنی نوعیت کی بے مثال تاریخ ہے۔جس میں ادب کے ساتھ ساتھ تحقیق کا بھی حق ادا کیا گیا ہے۔آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ اور اقوال کو بڑی محنت کے ساتھ با حوالہ ذکر کیا ہے۔حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی نسبت کو بڑی وضاحت سے واضح کیا ہے جو اہل علم و قلم کے لیے گراں قدر علمی تحفہ ہے۔ قارئین کرام اسے پڑھ کر عشق و محبت کی بے پایاں دولت سے مستفیض ہوں گے۔شاہ صاحب نے جس محبت کے ساتھ اس کتاب کو قلمبند فرمایا ہے اس کا اظہار اس کے الفاظ اور اسلوب تحریر سے واضح ہو رہا ہے۔

جب اس کتاب کو لکھا جا رہا تھا اسی دوران اللہ تعالیٰ نے صاحبزادہ صاحب کو بیٹے کی نعمت سے بہرہ مند فرمایا۔آپ نے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ سے نسبت کرتے ہوئے اپنے نومولود فرزند کا نام ''سید محمد حمزہ حسین'' رکھا۔اللہ تعالیٰ آپ کے بیٹے کو خاندان کے لیے باعث عزت و وقار بنائے اور علم و عمل کی گرانمایاں دولت عطا فرمائے۔ہم سب کو حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی محبت اور فیض عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم

محمد منشاء تابش قصوری

مرید کے

19 اپریل 2019 بروز جمعرات

مقدمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَحْمَۃٍ لِّلْعَالَمِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ وَاَصْحَابِہِ الْھَادِیْنَ اَمَّا بَعْدُ

سب تعریفیں اس بزرگ و برتر خلاق عالم کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کو مرتبہ کمال تک پہنچانے والا ہے اور لامحدود درود سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس پر ہو جو وجہ تخلیق کائنات ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء و رسول سے بڑھ کر اعلیٰ و افضل مقام و مرتبہ عطا فرمایا اور آپ کی نسبت کے سبب جملہ اہل بیت کرام اور صحابہ عظام رضی اللہ عنہم کو امتیازی شان اور خصوصی فضیلت عطا فرمائی۔ ہمارے لیے نجات کا یہی ذریعہ ہے کہ ہم اہل بیت نبوی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام کی محبت سے اپنے قلوب واذہان کو روشن کریں۔

ان نفوس قدسیہ میں بعض وہ مقدس ہستیاں ہیں جنہیں خالق کائنات نے اہل بیت نبوت اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرابت کے شرف سے نوازا۔ پھر صحابیت کے درجۂ کمال پر بھی سرفراز فرمایا۔ انہی مقدس، باکمال اور بے مثل و بے مثال شخصیات میں ایک نمایاں ہستی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب چچا سید الشہداء حضرت سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما ہیں۔

حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کا اسم مبارک آتے ہی ایک مسلمان کی کیفیت بدل جاتی ہے۔ جسم میں قوت کی لہر دوڑ جاتی ہے۔ تمام رنج و غم ختم ہو جاتے ہیں اور طبیعت مسرور ہو جاتی ہے۔ آپ کی ساری حیات بھی خوشبودار ہے اور شہادت بھی خوشبودار

ہے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانثار اور محبوب چچا ہیں۔ آپ نبوت کے دوسرے سال مشرف باسلام ہوئے۔ آپ کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اہل حق کی مدد اور تائید فرمائی۔ آپ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں ڈوبے ہوئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سے ازحد لگاؤ تھا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد آپ نے محبت اور غلامی کا وہ مظاہرہ فرمایا کہ انسانی تاریخ ایسی مثال دینے سے قاصر ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو سید الشھداء کے دل نواز لقب سے نوازا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ وہ عظیم ہستی ہیں جنہیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رضاعی بھائی عظیم چچا اور بچپن کے عزیز دوست ہونے کا شرف حاصل ہے۔

وہ عظیم ہستی ہیں جن کے اسلام قبول کرنے سے دین اسلام کو تقویت اور عزت ملی اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو انتہا درجہ خوشی محسوس ہوئی۔

وہ عظیم ہستی ہیں جن کا اسم گرامی بھی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو محبوب ہے۔

وہ عظیم ہستی ہیں جنہیں لشکر اسلام کے پہلے جنگی قائد ہونے کا عظیم اعزاز حاصل ہوا۔

وہ عظیم ہستی ہیں جن کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے لشکر اسلام کا پہلا علم عطا فرمایا۔

وہ عظیم ہستی ہیں جنہیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد و معاونت کر کے غزوہ بدر و احد میں کفار مکہ کے غرور و تکبر کو خاک میں ملانے کا اعزاز حاصل ہوا۔

وہ عظیم ہستی ہیں جن کو سید الشھداء، اسد اللہ و اسد رسولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک القابات سے نوازا گیا۔

وہ عظیم ہستی ہیں جن کی شہادت پر آنسو بہانے والی صحابیات خواتین سے

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ تم سے اور تمہاری اولاد سے راضی ہو۔

وہ عظیم وخوش نصیب ہستی ہیں جن کے مزار پر انوار کی زیارت کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باقاعدگی سے تشریف لایا کرتے۔

وہ عظیم ہستی ہیں جن کے مزار پر خلفائے راشدین، صحابہ کرام اور سیدۃ النساء سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا تواتر سے حاضر ہوتی تھیں۔

وہ عظیم ہستی ہیں جن سے امت کے اولیاء وصوفیاء کوایک منفرد عقیدت اور محبت ہے۔

وہ عظیم ہستی ہیں جو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عظیم سفارش ہیں۔

سببِ تالیف

فروری 2017 میں مجھ غلام کو دوسری مرتبہ اپنے کریم آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کا شرف نصیب ہوا۔ نماز عشاء حرم شریف میں ادا کرنے کے بعد اپنے عزیز بھائی ڈاکٹر سید غلام مصطفی شاہ گردیزی (گکھڑ) اور دیگر رفقاء کے ہمراہ بارگاہ سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ میں ہدیۂ سلام پیش کرنے کے لیے حاضر ہوا۔ بس یہی لکھ سکتا ہوں کہ۔۔۔

بس وہ حاضری تھی کہ اس کے بعد میرے شب و روز حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے ذکر مبارک اور آپ رضی اللہ عنہ کی یاد میں بسر ہونے لگے۔ خانۂ دل آپ کی حسین یادوں کا گنجینہ بن گیا اور میری ہر مجلس کا عنوان آپ رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی بن گئی۔ اسے صرف اور صرف سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاص کرم اور حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ کا عطیہ سمجھتا ہوں کہ مجھ حقیر اور خطا کار کو اپنی غلامی اور محبت کی دولت سے نوازا اور اپنے چاہنے والوں کے قافلے میں شامل فرمایا۔ پھر ایک دن آپ کی بارگاہِ مقدسہ سے ابر کرم برسا اور میری سرزمین دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ

کی سیرت مبارک پر ایک منفرد کتاب لکھوں جب اس عظیم کام کا آغاز کیا تو اس بات کا ادراک ہوا کہ آپ کی سیرت پاک پر اردو زبان میں لٹریچر بالکل برائے نام ہے اور جو کتابیں موجود ہیں ان میں بھی آپ کی حیات مبارکہ کا تذکرہ نامکمل ہے اور تحقیق لوازم کو بھی نظر انداز کیا گیا ہے۔ اہل علم کی اس جانب توجہ کیوں نہیں گئی یہ ایک الگ سوال ہے؟

دوسری اہم بات جو اس کتاب کو لکھتے وقت میرے سامنے تھی وہ یہ کہ حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب، شجاعت و بہادری اور دردناک شہادت جہاں آپ کے مقام و مرتبے اور رتبے کو ظاہر کرتی ہے وہاں آپ کی عظمت و شان کا ایک روشن پہلو آپ کے روحانی فیوض و برکات اور اولیاء و صوفیاء کی آپ کی ذات کے ساتھ روحانی نسبت اور عقیدت بھی ہے۔ یہ اہل محبت کا طریقہ کار ہے کہ جب وہ مدینہ طیبہ حاضر ہوتے ہیں تو پہلے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں اور یہ عرض کرتے ہیں کہ:

''آپ رضی اللہ عنہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ہماری سفارش فرمائیں''۔

اور پھر حرم نبوی میں حاضر ہو کر آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی سفارش سے اپنی مناجات پیش کرتے ہیں اور یہ طریقہ اہل مدینہ اور بیشتر بزرگوں سے بھی مروی ہے۔ قطب مدینہ علامہ ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ یہ فرمایا کرتے تھے:

مَنْ اَرَادَ یَسْتَشْفَعُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَلْیَسْتَشْفِعْ لِعَمِّہٖ

ترجمہ: جو چاہتا ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں سفارش لائے وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چچا (حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ) کی سفارش پیش کرے۔

محترم قارئین کرام!

حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی سیرت اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت اور وفا جہاں ہمارے لیے مشعل راہ ہے وہاں آپ کا دربار کرم وہ عظیم بارگاہ ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرب اور محبت لینے کا بہترین ذریعہ ہے۔ آپ کی بارگاہ گنبد خضریٰ سے خیرات لینے کا دروازہ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں سب سے بڑی سفارش ہے۔ اولیاء وصوفیاء کی آپ کی ذات کے ساتھ ایک منفرد عقیدت اور محبت ہے۔ اس کتاب کو لکھنے کا مقصد قطعاً اپنے آپ کو مصنفین اور محققین کی فہرست میں شامل کرنا نہیں بلکہ اپنے آقا و مولیٰ حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی کریم بارگاہ میں محبت اور عقیدت کا نذرانہ پیش کرنا ہے۔ کتاب ہذا میں آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ اور مختلف اقوال کو اعراب اور ترجمہ بمعہ حوالہ پیش کرنے کی کوشش کی ہے تا کہ قارئین کرام کیلئے سہولت پیدا ہو۔

آخر میں اپنے انتہائی محترم استاذ العلماء مصنف کتب کثیرہ حضرت علامہ مولانا محمد منشاء تابش قصوری صاحب دامت برکاتھم العالیہ کا از حد مشکور ہوں جنہوں نے کتاب ہذا کی تیاری میں تعاون فرمایا اور کتاب کے آغاز میں نشان منزل لکھ کر حوصلہ افزائی فرمائی اور ساتھ ہی استاذ العلماء حضرت علامہ محمد بشارت علی مجددی (مدرس دار العلوم نقشبندیہ امینیہ گوجرانوالہ) کا بھی از حد مشکور ہوں جنہوں نے مختلف مواقع پر رہنمائی فرمائی۔ ان تمام شعرائے کرام کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے میری درخواست پر حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں مناقب کا نذرانہ نظم کی صورت میں لکھ کر مجھے ارسال فرمایا۔

میں اپنی اس خوش بختی پر اللہ تعالیٰ کے حضور سر بسجود ہوں جس نے مجھ حقیر اور گنہگار کو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی محبت کی دولت سے نوازا

۔اللہ تعالیٰ اس محبت کے سبب خاتمہ بالایمان فرمائے اور تمام پڑھنے والوں کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی محبت اور فیض سے بہرہ مند فرمائے۔آمین

اس نام کا صدقہ اس کی بھی تعظیم میں دل سے کرتا ہوں
دنیا میں کہیں بھی مل جائے ہم نام امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا

شاہانِ طریقت و محبت سب دربار میں ان کے جھکتے ہیں
سجاؔد تو ہے اک ادنیٰ سا غلام امیر حمزہ کا

احقر

سید سجاد حیدر شاہ نقوی

باب اول:

حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کا خاندانی پس منظر

اجمالی تعارف:

سید الشہداء عم المصطفیٰ حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے بیٹے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جان نثار، وفا شعار اور محبوب ترین چچا ہیں۔ آپ رشتہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رضاعی بھائی اور خالہ زاد بھائی بھی ہیں۔ حضرت سیدنا عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے کل بارہ بیٹے تھے۔ حضرت حمزہ گیارویں صاحبزادے ہیں۔ آپ حضرت عبداللہ (حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد گرامی) سے چھوٹے ہیں۔ اور آپ سے چھوٹے حضرت عباس ہیں۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ جنہیں زبان رسالت سے سید الشہداء ہونے کا لقب عطا ہوا آپ نے مکہ مکرمہ کے اس معزز اور صاحب کمال گھرانے میں آنکھ کھولی جسے تمام عرب میں عزت اور شرف کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔

آپ نبوت کے دوسرے سال مشرب بہ اسلام ہوکر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حلقۂ غلامی میں داخل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعے اسلام کو عزت اور طاقت عطا فرمائی۔ تاریخ اسلام میں سب سے پہلا سَرِیَہ، سریہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ہی ہے۔ اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تاریخ اسلام کا پہلا جھنڈا آپ ہی کو عطا کیا۔ آپ نے جنگ بدر میں جرأت وبہادری کے بے مثال کارنامے سر انجام دیئے۔ سرکار دو

عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو اَسَدُ اللّٰہِ وَ اَسَدَ رَسُوْلِہٖ کا لقب عطا فرمایا۔ آپ نے غزوہ احد میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔ اور سید الشھداء کے بلند منصب پر فائز ہوئے۔ آپ کا مزار پرانوار مدینہ منورہ میں جبل احد کے دامن میں ہے۔

آپ کے حالاتِ زندگی اور سیرت بیان کرنے سے پہلے یہ امر ضروری ہے کہ قبیلہ قریش کے ان بلند مرتبت بزرگوں کا ذکر مبارک مختصراً بیان کیا جائے جنھیں محبوب رب کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباء ہونے کا شرف نصیب ہوا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بھی اسی خاندان کے چشم و چراغ اور فرزند ہیں۔ قسامِ ازل نے پوری کائنات میں جو مقام و مرتبہ ان ہستیوں کو دیا اور عزتوں کی جن بلند ترین مندوں پر بٹھایا جن کی چوٹی دیکھنے کے لیے نظر تھک جائے مگر احاطہ نہ کر پائے وہ مقام عظمت یہ ہے کہ وجہ تخلیق کائنات محبوب رب العالمین حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباؤ اجداد ہیں۔

اب ان نفوسِ قدسیہ کے اسمائے گرامی اور چند مستند احادیث پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں جن سے ان بلند بخت ہستیوں کی شانِ رفیع کا اظہار ہوتا ہے اور اس در کے عشاق اور غلاموں کے لیے تسکین اور راحت کا سامان مہیا ہوتا ہے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا شجرہ مبارک:

حضرت سیدنا حمزہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد المناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن نضر بن نزار بن معد بن عدنان

ضروری نوٹ:

تمام مؤرخین نے اس بات کو بیان کیا ہے کہ حضرت سیدنا عدنان رضی اللہ عنہ تک سلسلۂ نسب میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اور حضرت عدنان کا حضرت سیدنا اسماعیل کی

اولاد سے ہونا مسلّم ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اپنا نسب حضرت عدنان تک بیان فرمایا ہے۔ لہٰذا اسی بات کو مناسب سمجھتے ہوئے نسب شریف کو یہاں تک نقل کیا گیا ہے۔ اب چند احادیث مبارکہ کا ذکر کرتے ہیں جن میں خود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے آباء واجداد کی فضیلت بیان فرمائی ہے۔

حضور کے آباء واجداد کی فضیلت میں احادیث

پہلی حدیث:

عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَ سْقَعِ یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یَقُوْلُ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی کِنَانَةَ مِنْ وُلْدِ اِسْمَا عِیْلَ وَاصْطَفٰی قُرَیْشاً مِنْ کِنَا بَةَ وَاصْطَفٰی مِنْ قُرَیْشٍ بَنِیْ هَاشِمٍ وَاصْطَفَانِیْ مِنْ بَنِیْ هَاشِمٍ[1]۔

ترجمہ: حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں کنانہ کو فضیلت دی اور کنانہ میں سے قریش کو فضیلت دی اور قریش میں سے بنو ہاشم کو فضیلت دی اور بنو ہاشم میں سے مجھ کو فضیلت دی۔

دوسری حدیث:

عَنْ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خَرَجْتُ مِنْ نِکَاحٍ وَلَمْ اَخْرُجْ مِنْ سِفَاحٍ مِنْ لَّدُنْ آدَمَ اِلٰی اَنْ وَلَدَنِیْ اَبِیْ وَاُمِّیْ لَمْ یُصِبْنِیْ مِنْ نِکَاحِ الْجَاهِلِیَّةِ شَیْءٌ[2]۔

[1] صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب الفضل النسب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

[2] سبل الھدی والرشار، ج 1 ص 237، دارالکتب العلمیہ بیروت

ترجمہ: حضرت علی سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نکاح سے ظاہر ہوا ہوں میں ناجائز طریقے سے ظاہر نہیں ہوا (پیدا ہونا) آدم علیہ السلام سے لے کر اس وقت تک جبکہ میرے والد اور والدہ نے مجھے جنا مجھے زمانہ جاہلیت کی کسی غلط نکاح نے نہیں چھوا۔

تیسری حدیث:

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ، قَالَ رَسُوْلُ اللهِ قَالَ لِیْ جِبْرِیْلُ علیہ السلام قَلَّبْتُ الْاَرْضَ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا فَلَمْ اَجِدْ رَجُلاً اَفْضَلَ مِنْ مُحَمَّدٍ وَلَمْ اَجِدْ بَنِیْ اَبٍ اَفْضَلُ مِنْ بَنِیْ هَاشِمٍ [1]۔

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے جبریل نے بتایا کہ میں نے زمین کے مشارق اور مغارب کو کھنگالا اس میں، میں نے آپ سے افضل کسی کو نہیں دیکھا اور کسی باپ کے بیٹے مجھے بنو ہاشم سے اعلیٰ نظر نہیں آئے۔

حضرت سیدنا ہاشم رضی اللہ عنہ

تعارف:

ہاشم بن عبدالمناف بن قصی بن کلاب۔

حضرت ہاشم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پردادا، حضرت عبدالمطلب کے والد اور حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے دادا ہیں آپ کا اصل نام عمرو ہے۔ ہاشم آپ کا لقب ہے آپ کی نسبت سے ہی خاندانِ قریش ہاشمی کہلائے ہیں اور اسی اسمی نسبت کی وجہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رسول ہاشمی کے مبارک لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

[1] دلائل النبوہ ج 1 ص 176، دارلکتب العلمیہ بیروت

ہاشم نام کی وجہ تسمیہ:

ہاشم کا لغوی معنیٰ ہے:

هَشَماً الشَّیْءَ: کسی شئے کو توڑتا

جس طرح کہا جاتا ہے (هَشَمَ الثَّرِيْدَ لِقَوْمِهِ) اس نے اپنی قوم کے لیے روٹی کو توڑ کر شوربے سے تر کر کے ترید بنایا۔

حضرت ہاشم رضی اللہ عنہ ایک کثیر الصفات شخصیت تھے جن میں سخاوت، غریب پروری، یتیموں کے سر پر دست شفقت رکھنا اور مہمان نوازی نمایاں تھے۔ اسی سخاوت اور مہمان نوازی کے ایک واقعہ نے آپ کو عمرو سے ہاشم بنا دیا۔

ہوا کچھ یوں کہ ایک دفعہ قحط سالی کے باعث شدید فاقہ تک نوبت پہنچ گئی۔ لوگوں کو کئی کئی روز تک کھانے پینے کا کچھ میسر نہ آیا۔ حضرت ہاشم مکہ سے شام یا بعض روایات کے مطابق فلسطین گئے۔ وہاں سے آٹا اور کعک خریدا اور واپس مکہ مکرمہ لوٹے۔ اونٹ قطار در قطار ذبح کیئے ان کے گوشت کو پکایا گیا۔ سالن کے شوربے میں روٹیاں کوٹ کوٹ کر ڈالی گئیں اور ترید بنایا گیا۔ تمام اہل مکہ کو دعوت دی گئی۔ سب نے قریش کے اس دستر خوان سے خوب سیر ہو کر کھایا۔ ہَشَم کا معنیٰ ترید بنایا ہے بس اسی ترید بنانے کی وجہ سے آپ ہاشم کے لقب سے معروف ہو گئے۔

وَلُقِبَ هَاشِماً لِاَنَّهُ أَوَّلَ مَنْ هَشَمَ الثُّرِيْدَ لِقَوْمِهِ بِمَكَّةَ وَأَطْعَمَهُ[1]۔

ترجمہ: ان کا لقب ہاشم تھا کیونکہ انہوں نے اہل مکہ کو ترید کھلائی تھی۔

سیرت:

کتب سیرت میں حضرت ہاشم کے خصائص و شمائل کے خوبصورت باب موجود ہیں آپ اپنی صفات اور خصلتوں کے سبب اہل مکہ کے سردار اور رئیس شمار

[1] سبل الھدیٰ والرشاد، ج 1، ص 268، مکتبہ دار الکتب العلمیہ بیروت

ہوتے تھے۔ آپ طبعاً شریف، نیک اور منکسر المزاج تھے۔ آپ کی طبیعت میں خدمت مزاجی، غریب پروری اور سخاوت بدرجہ اتم موجود تھی۔ آپ لوگوں کی خدمت میں خوشی محسوس کرتے حاجیوں کے لیے خود پانی کا انتظام کرتے۔ غریب اور مفلس لوگوں میں درہم و دینار تقسیم کرتے۔ ان کے سر دست شفقت رکھتے۔ حق و انصاف کی بھرپور حمایت کرتے۔ یہی وہ انداز زندگی تھا جو آپ کو بلندیوں تک لے گیا۔ آپ نے اہل مکہ کی اجتماعی قومی اصلاح اس نرالے اور حکیمانہ انداز سے کی کہ متنفر دلوں کو آپ نے جوڑ کر ان کے درمیان اخوت اور محبت کا رشتہ قائم کیا۔ اس سے اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ کریم نے اپنے محبوب نبی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباء و اجداد کو ظاہری و باطنی عظمتوں سے نوازا اور ہر دور میں دوسروں سے ممتاز کیا۔

مدینہ طیبہ میں عقدِ نکاح:

جس طرح گزشتہ صفحات میں گزر چکا ہے کہ حضرت ہاشم مکہ کے ایک عظیم تاجر تھے۔ آپ تجارت کی غرض سے شام جا رہے تھے کہ راستے میں یثرب (مدینہ المنورہ) سے گزرے عمرو بن زید بن لبید جو بنی نجار کے سردار تھے ان کے ہاں چند روز ٹھہرے اس دوران عمرو کی بیٹی سلمہ کو دیکھا حضرت ہاشم رضی اللہ عنہ نے اس کا رشتہ اس کے باپ سے طلب کیا عمرو نے بڑی خوشی سے مکہ کے اس قریشی سردار کے ساتھ اپنی بیٹی کا رشتہ دینا منظور کر لیا۔ شادی ہوگئی پر رخصتی نہ ہوئی البتہ عمرو نے یہ شرط لگائی کہ جب اس کی بیٹی کے ہاں اولاد پیدا ہونے کا وقت آئے گا تو وہ اپنے گھر میں جنے گی۔ حضرت ہاشم رضی اللہ عنہ اپنی کاروباری مصروفیات کے سلسلے میں شام چلے گئے۔ واپسی اپنے سسرال آئے عمرو نے بیٹی کو آپ کے ساتھ رخصت کر دیا[1]۔

---

[1] سبل الھدیٰ والرشاد ج1 ص262، مکتبہ دار الکتب العلمیہ بیروت

وفات:

حضرت ہاشم کی عمر ابھی پچیس سال تھی کہ آپ ایک تجارتی قافلہ کے ہمراہ شام گئے وہیں بیمار ہو گئے اور وفات پائی آپ کا مزار غزہ شہر میں ہے۔

مَاتَ هَاشِمٌ بِغَزَہ وَلَهُ خَمْسٌ وعِشْرُونَ سَنَةً[1]۔

ترجمہ: حضرت ہاشم نے 25 سال کی عمر میں غزہ میں وفات پائی۔

تذکرہ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ

تعارف:

حضرت عبدالمطلب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا حضرت عبداللہ (والد گرامی سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور حضرت حمزہ کے والد ہیں۔ آپ کا اصل نام شیبہ ہے۔

عبدالمطلب نام کی وجہ تسمیہ:

جیسا کہ گزشتہ صفحات میں گزر ہو چکا ہے کہ حضرت ہاشم نے مدینہ منورہ میں بھی ایک نکاح فرمایا۔ مگر شرط یہ لگائی گئی کہ آپ کی زوجہ پہلے بچے کو اپنے میکے کے ہاں جنے گی۔ جب حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی ولادت کا وقت قریب آیا تو حسب وعدہ اپنی اہلیہ کو لے کر یثرب (مدینہ منورہ) تشریف لے آئے جب حضرت سیدنا عبدالمطلب رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو ان کے سر کے بالوں میں چند بال سفید تھے۔ تو سفید بالوں کی وجہ سے آپ کا نام شیبہ (بوڑھا) تجویز ہوا۔ حضرت سیدنا عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت مدینہ طیبہ میں ہوئی اور اپنی زندگی کے ابتدائی ساتھ یا آٹھ سال یہیں بسر کیئے۔

---

[1] سبل الھدیٰ والرشاد ج 1، ص 271، مکتبہ دارالکتب العلمیہ بیروت

مکہ مکرمہ واپسی:

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت مدینہ طیبہ میں ہوئی۔ اور اپنی زندگی کے ابتدائی سات یا آٹھ سال مدینہ طیبہ میں ہی رہے۔ اتفاقاً بنو حارث کا ایک آدمی مدینہ المنورہ سے گزرا اس نے کم سن بچوں کو تیر اندازی کرتے دیکھا۔ ایک بچہ جب بھی اس کا تیر نشانے پر لگتا تو بڑی مسرت اور فخر سے نعرہ لگاتا

اَنَا اِبْنُ ھَاشِمٍ اَنَا اِبْنُ سَیِّدِ الْبَطْحَآءِ۔

ترجمہ: میں ہاشم کا بیٹا ہوں میں بطحا کی وادی کے سردار کا بیٹا ہوں۔

اس شخص نے پوچھا:

مِنْ مَنْ اَنْتَ یَا غُلَامُ؟

ترجمہ: اے بچے تیرا تعلق کن کے ساتھ ہے؟

تو آپ نے جواب دیا:

اَنَا شَیْبَۃُ بْنُ ھَاشِمِ بِنِ عَبْدِ مَنَافٍ[1]۔

ترجمہ: میں شیبہ بن ہاشم بن عبد مناف ہوں۔

وہ شخص مکہ مکرمہ واپس آیا اور حضرت ہاشم کے چھوٹے بھائی مطلب کو کہا کہ میں ابھی ابھی یثرب (مدینہ منورہ) سے آیا ہوں میں نے وہاں تیر اندازی کرتے ہوئے بچے دیکھے اور سارا واقعہ سنا دیا۔ اور کہا یہ کسی طرح مناسب نہیں کہ ہاشم کا بیٹا غریب الوطنی کی زندگی بسر کرے۔ یہ آپ کے خاندان کی شان کے خلاف ہے۔ مطلب فوراً مدینہ گئے۔ اور اپنے بھتیجے شیبہ (عبدالمطلب) کو لے کر فوراً مکہ روانہ ہوئے۔ جب مکہ مکرمہ پہنچے تو دوپہر کا وقت تھا۔ بڑے بڑے رئیس اپنی اپنی مجلسیں

---

[1] سبل الھدیٰ والرشاد، ج 1 ص 262، دار الکتب العلمیہ بیروت

جمائے بیٹھے تھے۔ جب مطلب ان کے پاس سے گزرے تو انہوں نے پوچھا یہ بچہ کون ہے؟ آپ نے جواب دیا یہ میرا غلام ہے تو لوگوں نے یہ کہا کہ عبدالمطلب یعنی مطلب کا غلام ہے۔ آپ گھر آئے بچے کو نہلایا شانِ شایان کپڑے پہنائے اور لوگوں کو بتایا یہ میرا غلام نہیں بلکہ میرے بڑے بھائی ہاشم کا بیٹا شیبہ ہے۔ لیکن عبد المطلب نام کو ایسی مقبولیت ملی کہ عمر بھر اسی نام سے پکارے جاتے رہے۔

سیرت:

حضرت سیدنا عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بنو ہاشم کے سردار اور قابل فخر فرزند تھے۔ آپ بہت عابد، زاہد اور مستجاب الدعوات بزرگ تھے۔ سب سے پہلے غار حرا میں آپ ہی خلوت نشیں ہوئے تھے۔ آپ کئی کئی روز تک وہاں تنہا قیام فرماتے اور خدائے واحد کی عبادت کرتے تمام قریش آپ سے بڑی عقیدت رکھتے تھے۔

آپ صحیح معنوں میں اپنے عظیم المرتبت والد کے جانشیں تھے۔ آپ کا چہرہ انتہائی خوبصورت اور چمکدار تھا۔ اور آپ کے جسم اقدس سے خوشبو آتی رہتی تھی۔ آپ حد درجہ مہمان نواز اور سخی تھے۔ دستر خوان نہایت وسیع تھا انسان تو انسان جانوروں اور پرندوں کے لیے بھی کھانے کا انتظام فرماتے۔ اسی لئے آپ کو مطعم الطیر ات (پرندوں کو کھانا کھلانے والے) کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

بیئر زمزم کی تجدید نو:

حضرت عبدالمطلب کی زندگی کے اہم واقعات میں بئر زمزم کی ازسر نو کھدائی ہے۔ مکۃ المکرمہ میں زمزم کا کنواں جو آج بھی جاری ہے۔ حضرت سیدنا حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بند ہو چکا تھا۔ اور اس کی جگہ کا صحیح علم قریش کو نہ تھا۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو چار لگاتار خوابوں کے ذریعے بیئر زمزم کی صحیح جگہ کی

رہنمائی کی گئی۔آپ اپنے بیٹے حارث کے ہمراہ بتائی گئی جگہ پر آ کے کھدائی شروع کردی یہاں تک کہ وہ ایک ایسی تہہ تک پہنچ گئے جس سے کامیابی کے امکانات روشن ہو گئے۔قریش نے ابتداء تو آپ کے اس عمل کی کوئی پرواہ نہ کی لیکن جب پانی کے آثار نظر آنے لگے تو انہوں نے کہا ہمیں بھی اس کھدائی مین شریک کریں یہ ہم سب کے باپ کا کنواں ہے۔لیکن آپ نے اس سے انکار کر دیا۔الغرض حضرت سیدنا عبد المطلب رضی اللہ عنہ وہ ہستی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے بئر زمزم کی از سرنو کھدائی کا اعزاز عطا فرمایا۔

اصحاب فیل کا واقعہ:

اصحاب فیل کا واقعہ بھی حضرت سیدنا عبد المطلب رضی اللہ عنہ کی زندگی کا ایک اہم باب ہے۔سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے صرف پچپن دن پہلے شاہ حبشہ کا گورنر ابرہہ ایک لشکر جرار کے ساتھ شہر مکہ پر لشکر کشی کرنے اور خانہ کعبہ کو گرانے کی نیت سے آیا۔اس کا سبب یہ تھا کہ اس نے ایک عظیم الشان گرجہ تعمیر کیا اور یہ کوشش کرنے لگا کہ عرب کے لوگ خانہ کعبہ جانے کی بجائے یمن آ کر اسے گرجے کا حج کیا کریں۔وہ اس نیت سے مکہ مکرمہ آیا کہ میں لوگوں کو یہاں حج کرنے کی دعوت دوں اگر وہ اس کو قبول کریں تو ٹھیک ہے ورنہ خانہ کعبہ کو منہدم کر دوں۔

جب ابرہہ نے مکہ کی طرف پیش قدمی شروع کی تو ایک حبشی فوجی اسود کو مکہ بھیجا کہ چراگاہوں میں قریش اور دیگر قبائل کے انٹوں کو اپنے ہمراہ لے آئے ان میں حضرت سیدنا عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے دو سو اونٹ شامل تھے۔حضرت سیدنا عبد المطلب رضی اللہ عنہ کو اس بات کا از حد دکھ ہوا۔آپ اس وقت قریش کے سردار تھے ابرہہ نے اپنا ایک خاص قاصد اہل مکہ کی طرف روانہ کیا۔کہ تم جاؤ اس شہر کا جو رئیس ہے اس

سے ملاقات کرواور میرا یہ پیغام دو کہ ابرہہ تم سے جنگ نہیں کرنا چاہتا وہ صرف خانہ کعبہ کو گرانا چاہتا ہے۔ تمہارے ساتھ جنگ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں اور اگر وہ میرے ساتھ جنگ کا ارادہ نہ رکھتا ہوتو اسے میرے پاس لے کرآنا وہ شخص حضرت عبد المطلب کے پاس آیا اور ابرہہ کا پیغام سنایا آپ نے فرمایا ہم اس کے ساتھ جنگ کا ارادہ نہیں رکھتے اور نہ ہی ہمارے پاس یہ طاقت کہ ہم اس سے لڑائی کرسکیں یہ اللہ تعالیٰ کا حرمت والا گھر ہے اگر وہ خود اس کی حفاظت کا بندوبست کرے تو اس کی مرضی اور اگر وہ خود ابرہہ کی مزاحمت نہ کرے اس کو اپنا گھر گرانے دے تو بھی اس کی مرضی ہم ابرہہ کے ساتھ جنگ کا ارادہ نہیں رکھتے۔

حضرت سیدنا عبد المطلب رضی اللہ عنہ اپنے چند بیٹوں کے ہمراہ ابرہہ کے لشکر کی طرف روانہ ہوئے تو حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ کا حسن و جمال اور چہرے کی وجاہت اور شرافت دیکھ کر ابرہہ نے آپ کی بڑی تعظیم کی بڑے آداب بجالایا اور خود تخت سے نیچے اتر کر آپ کے برابر بیٹھ گیا۔ بادشاہ نے پوچھا آپ کس مقصد کے لیے آئے ہیں تو آپ نے جواب دیا سپاہی میرے دوسو اونٹوں کو پکڑ کر لے آئے ہیں مجھے وہ واپس دے دیئے جائیں ۔ یہ جواب سنتے ہی ابرہہ نے کہا آپ اپنے دوسو اونٹوں کے بارے میں سوال کر رہے ہیں جب کہ میں خانہ کعبہ کو گرانے آیا ہوں۔ جب کہ وہ آپ کا اور آپ کے آباؤ اجداد کا دین ہے۔

آپ نے جواب دیا کہ میں اونٹوں کا مالک ہوں تو اونٹوں کا سوال کیا ہے اس گھر کا بھی ایک مالک ہے وہ خود اس کی حفاظت فرمائے گا۔ ابرہہ نے بڑے غرور سے کہا کہ خانہ کعبہ کو کوئی بھی میری زد سے نہیں بچا سکتا۔ حضرت سیدنا عبد المطلب رضی اللہ عنہ واپس اپنی قوم کے پاس تشریف لائے اور انہیں شہر مکہ سے نکل کر پہاڑوں کی غاروں میں پناہ لینے کا کہا۔ دوسری صبح ابرہہ خانہ کعبہ کو منہدم کرنے کے لیے شہر مکہ کی طرف

بڑھا۔ تو نفیل بن حبیب آیا اور ہاتھی کے کان میں کہا اے محمود (ہاتھی کا نام) بیٹھ جاؤ یا واپس لوٹ جاؤ کیونکہ تو اللہ تعالیٰ کے مقدس شہر میں ہے۔ یہ سنتے ہی ہاتھی بیٹھ گیا بادشاہ نے ہاتھی کو مارا کہ وہ کھڑا ہو لیکن اس نے اٹھنے کا نام نہ لیا انہوں نے ہاتھی کا رخ یمن کی طرف کیا تو وہ بھاگنے لگا، شام کی طرف موڑا پھر بھاگنے لگا لیکن جب مکہ کی طرف منہ کیا پھر بیٹھ گیا اسی دوران ابابیل کی ایک ٹکڑی سمندر کی طرف سے اڑتی ہوئی آئی ہر پرندے کی چونچ اور دونوں پنجوں میں ایک ایک کنکری تھی۔ جس کی مقدار چنے کے دانوں کے برابر تھی۔ جس کے سر پر وہ گرتی اس کے فولادی جسم کو چیرتی جسم کے پار ہو جاتی ابرہہ کے لشکر میں تیرہ ہاتھی موجود تھے۔ محمود کے علاوہ سارے ہاتھی ہلاک ہو گئے۔ محمود نے کیوں کہ حرم شریف کی طرف جانے سے انکار کیا تھا اس لیے بچ گیا۔ ابرہہ بڑی اذیت ناک موت سے دو چار ہوا۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کفالت کا اعزاز:

اُمّ الرسول سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے انتقال پر ملال کے بعد حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ کو محبوب خدا کی کفالت کا اعزاز نصیب ہوا۔ آپ اپنے یتیم پوتے سے حد درجہ محبت کرتے۔ کبھی ان کی انگلی پکڑے حرم کی طرف جا رہے ہیں۔ کبھی انہیں اپنے کندھوں پر اٹھائے کعبے کے گرد طواف کر رہے ہیں۔ کھانا کھاتے ہیں تو اپنے ساتھ بٹھا کر، سوتے ہیں تو رات انہیں اپنے پہلو میں سُلاتے ہیں۔ ایک لمحہ کے لیے بھی اُپنے آپ سے جُدا نہ کرتے۔

حضرت سیدنا عبد المطلب رضی اللہ عنہ جب حرم شریف میں حاضری کے لیے جاتے تو ظل کعبہ میں ان کے لیے مخصوص نشست گاہ بنائی جاتی۔ کسی بڑے سے بڑے آدمی کی مجال نہ تھی کہ اس پر قدم رکھ سکے۔ حتی کہ ان کے صاحبزادے بھی از راہ ادب اس

نشست سے دور بیٹھتے۔ لیکن جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لاتے تو انہیں اپنے ساتھ بیٹھاتے اور ان کی معصوم ادائیں دیکھ کر خوش ہوتے۔

وفات:

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ 110 سال کی عمر اور دوسری روایات کے مطابق 130 سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔ آپ کے وصال کے موقع پر شہر مکہ میں بازار اور منڈیاں بند کر دی گئیں۔ کئی دن تک آپ کے وصال کا سوگ منایا جاتا رہا۔ شعراء عرب نے اس موقع پر مرثیے لکھے۔ آپ کی قبر مبارک مکہ مکرمہ جنت المعلی میں ہے۔

درود نسب شریف

مصر کے ولی کامل، عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت شیخ عبدالمقصو د محمد سالم رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''انوار الحق فی الصلاۃ علی سید الخلق'' میں فرماتے ہیں کہ مجھے زندگی میں بے شمار مصائب و آلام درپیش ہوئے لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ کا فضل وکرم کہ مجھے ہمیشہ صبر و استقامت اور قوت ایمانی جیسی نعمتوں سے نوازتا رہا۔

ایک مرتبہ مجھ پر ایک ایسی مصیبت کا نزول ہوا جس کی وجہ سے قریب تھا کہ میں صبر و استقامت جیسی نعمتوں سے محروم ہو جاتا۔ اس مصیبت کی مدت طویل ہوئی اور پریشانی میں دن گزرتے رہے۔ انہی ایام میں ایک وحشت ناک خواب بھی دیکھی لیکن اس میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے میری مدد فرماتے ہوئے مجھے الہام فرمایا کہ میں یہ پڑھوں۔ ''اللھم بحق نبینا و سیدنا محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب۔۔۔ نسب شریف کے آخر تک'' اس کے بعد پڑھوں ''اللھم ارفع عنا ھذا البلاء '' اے اللہ مجھ سے یہ پریشانی دور فرما۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ ظہر کی نماز قاہرہ کی جامع مسجد حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ میں پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

نماز کے بعد نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نسب مبارک کے درود شریف کو کئی بار پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔

حضرت شیخ عبد المقصود محمد سالم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد میں نے ہمیشہ کے لیے اپنا معمول بنالیا کہ مجھے جب بھی کوئی مشکل یا پریشانی پیش آتی تو نسب شریف کے درود مبارک کا ورد شروع کر دیتا حتیٰ کہ اس کی برکت سے میری ساری مشکلیں اور پریشانیاں دور ہو جاتیں اور مجھے فتح و کامیابی نصیب ہوتی۔

پریشانیوں اور مشکلوں سے نجات کیلئے کثرت سے اس درود پاک کا ورد کیا جائے۔

درود نسب شریف

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا عَظِيْمِ الْاٰبَاءِ مِنْ سَيِّدِنَا آدَمَ اِلٰى سَيِّدِنَا عَبْدِاللهِ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِاللهِ ابْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبْ ابْنِ هَاشِمْ بِنِ عَبْدِ مُنَافِ اِبْنِ قُصِيِّ ابْنِ مَالِكِ ابْنِ النَّضَرِ اِبْنِ كِنَانَةَ اِبْنِ خُزَيْمَةَ اِبْنِ مُدْرَكَةَ اِبْنِ اِلْيَاسِ اِبْنِ مُضَرِ اِبْنِ نِزَارِ اِبْنِ مَعَدِ اِبْنِ عَدْنَانَ اِللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدِ كَرِيْمِ الْاُمَّهَاتِ مِنْ سَيِّدَتِنَا اَلسَّيِّدَةِ حَوَّاءَ اِلٰى سَيِّدَتِنَا اَلسَّيِّدَةِ آمِنَةُ بِنْتِ وَهَبْ اِبْنِ عَبْدِ مُنَافِ اِبْنِ زُهْرَةَ اِبْنِ حَكِيْمِ۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدِ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَاَوْلَادِهٖ سَيِّدِنَا اَلْقَاسِمِ وَسَيِّدِنَا عَبْدِاللهِ وَسَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِهٖ
وَصَحْبِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَاَوْلَادِهٖ سَیِّدَتِنَا السَّیِّدَةِ اُمِّ كُلْثُوْمٍ وَسَیِّدَتِنَا السَّیِّدَةِ
فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ اُمِّ مَوْلَانَا اَلْاِمَامِ الْحَسَنِ وَاُمِّ مَوْلَانَا اَلْاِمَامِ الْحُسَیْنِ
وَسَیِّدَتِنَا السَّیِّدَةِ زَیْنَبَ۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِهٖ
وَصَحْبِهٖ وَذُرِّیَّتِهٖ وَعَلٰی عَمَّیْهِ خَیْرِ النَّاسِ سَیِّدِنَا حَمْزَةَ وَسَیِّدِنَا الْعَبَّاسِ۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ آلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه، اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ
لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّیْتَ
عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاهِیْمَ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ
عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا
اِبْرَاهِیْمَ فِی الْعٰلَمِیْنَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔



باب دوم

حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے ابتدائی احوال

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت:

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی تاریخ پیدائش کے حوالے سے کتب سیرت واحادیث میں مختلف روایات موجود ہیں جو روایات زیادہ قریب الفہم ہیں ان کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ اپنی عمر کے اعتبار سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دوسال یا چار سال بڑے ہیں۔ سنِ عیسوی کے اعتبار سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت 22 اپریل 571 عیسوی میں ہوئی۔ مندرجہ بالا تاریخ کے مطابق حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا سن ولادت 567 یا 569 عیسوی ہے۔

پہلی روایت:

أَسَنُّ مِنْ رَسُولِ اللهِ بِسِنَتَيْنِ وَقِيلَ بِأَرْبَعِ بِسِنَتَيْنِ وَالْأَوَّلُ أَصَحُّ[1]

ترجمہ: حضرت حمزہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دوسال بڑے تھے اور کہا جاتا ہے چار سال بڑے تھے پہلا قول صحیح ہے۔

دوسری روایت:

وَكَانَ أَسَنُّ مِنْ رَسُولِ اللهِ بِأَرْبَعِ سِنِيْنَ[2]

---

[1] أُسْدُ الغَابَة فِي مَعرِفَةِ الصَّحَابَه، ج:2، ص:46، داراحیاء التراث العربی لبنان، بیروت

[2] مستدرک للحاکم، ج:3، ص:212، دارالکتب العلمیہ بیروت

ترجمہ: آپ عمر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چار سال بڑے تھے۔

تیسری روایت:

وَلَدَ قَبْلَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وسلم بِسَنَتَيْنِ وَقِيلَ بِأَرْبَعٍ[1]۔

ترجمہ: آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دو سال قبل پیدا ہوئے اور کہا جاتا ہے کہ چار سال قبل پیدا ہوئے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک اس لحاظ سے یوں بیان کی جاسکتی ہے کہ غزوہ احد شوال 3 ہجری بمطابق 627 ءعیسوی کو ہوا اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے جامِ شہادت نوش فرمایا تب حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک 56 سال تھی نتیجاً حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی ظاہری عمر مبارک 58 یا 60 برس ہوئی۔ یہاں حضرت ام بکر بنت المسور بن مخرمہ کا قول نقل کرتا ہوں جو اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتی ہیں کہ حضرت عبد المطلب کا نکاح حضرت ہالہ (اُمّ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ) سے اور حضرت عبد اللہ (والد کریم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا نکاح حضرت آمنہ سے ایک مجلس میں ہوا۔ جس سے حقیقتِ حال واضح ہوجاتی ہے۔

آپ روایت کرتی ہیں کہ:

عَنْ أُمِّ بَكْرٍ بِنْتِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرِمَةَ عَنْ أَبِيهَا أَنَّ آمِنَةَ وَهْبٍ أُمَّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ فِي حِجْرِ عَمِّهَا أُهَيْبِ بْنِ عَبْدِ مُنَافِ بْنِ زُهْرَةَ وَأَنَّ عَبْدَ الْمُطَّلِبِ بْنِ هَاشِمٍ جَاءَ بِابْنِهِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَبِي رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَزَوَّجَ عَبْدُ اللهِ آمِنَةَ بِنْتَ وَهْبٍ وَتَزَوَّجَ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ هَالَةَ بِنْتَ أُهَيْبِ بْنِ عَبْدِ مُنَافِ بْنِ زُهْرَةَ وَهِيَ أُمُّ

---

[1] الاصابۃ فی تمیز الصحابہ، ج1، ص:353، داراحیاء التراث العربی بیروت

حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فِي مَجْلِسٍ وَّاحِدٍ وَكَانَ قَرِيْبَ السِّنِّ مِنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَخُوْهُ مِنَ الرَّضَاعَةِ[1]۔

ترجمہ: حضرت ام بکر بنت المسور بن مخرمہ اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ محترم حضرت آمنہ بنت وہب رضی اللہ عنہا، اپنے چچا اہیب بن عبد مناف بن زہرہ کی پرورش میں تھیں، حضرت عبد المطلب بن ہاشم اپنے بیٹے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد گرامی حضرت عبد اللہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ لائے اور ان کے ساتھ حضرت آمنہ بن وہب کا نکاح کر دیا اور اسی مجلس میں حضرت عبد المطلب نے خود اپنا نکاح ہالہ بنت اہیب بن عبد مناف بن زہرہ کے ساتھ کر لیا، یہی (ہالہ بنت عبد اہیب) حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ ہیں۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تقریباً ہم عمر ہی ہیں۔ اور آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رضاعی بھائی بھی ہیں۔

حمزہ نام کی محبوبیت:

حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کا اسم مبارک وہ مبارک نام ہے جو محبوب رب کائنات کو بھی محبوب ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سے اس قدر لگاؤ تھا کہ روایات میں ملتا ہے کہ کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ نے بیٹا عطا فرمایا ہے کیا نام رکھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ نام رکھو جو مجھے سب سے زیادہ پسند ہے یعنی حمزہ رضی اللہ عنہ۔

پہلی روایت:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ وُلِدَ لِرَجُلٍ مِنَّا غُلَامٌ،

---

[1] مستدرک للحاکم، ج:3، ص:212، حدیث نمبر:4877، دار الکتب العلمیہ بیروت

فَقَالُوا مَانُسَمِّيهِ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمُّوهُ بِأَحَبِّ الْأَسْمَائِ إِلَيَّ حَمْزَةَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ [1]۔

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک آدمی کے گھر بچہ پیدا ہوا، انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ اس بچے کا نام کیا رکھا جائے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس کا وہ نام رکھو، جو مجھے سب سے زیادہ اچھا لگتا ہے۔ (اور وہ ہے) حضرت عبد المطلب کے صاحبزادے کا نام ''حمزہ'' رضی اللہ عنہ۔

دوسری روایت:

عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، سَمِعَ رَجُلًا بِالْمَدِينَةِ يَقُولُ جَاءَ جَدِّي بِأَبِي إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ هٰذَا وَلَدِي، فَمَا أُسَمِّيهِ؟ قَالَ سَمِّهِ بِأَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ حَمْزَةَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ [2]۔

ترجمہ: حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے مدینہ میں ایک آدمی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میرے دادا جان، میرے والد کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے کر آئے اور عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ میرا بیٹا ہے، میں اس کا نام کیا رکھوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ نام رکھو جو مجھے تمام لوگوں سے زیادہ عزیز ہے (اور وہ ہے) حضرت عبد المطلب کے صاحبزادے کا نام ''حمزہ'' رضی اللہ عنہ۔

ساتویں آسمان پر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے نام کا چرچا:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ، عَنْ شُيُوخِهِ، قَالُوا لَمَّا أُصِيبَ حَمْزَةُ جَعَلَ

[1] مستدرک للحاکم، ج:3، ص:216، حدیث نمبر:4888، دار الکتب العلمیہ بیروت

[2] مستدرک للحاکم، ج:3، ص:217، حدیث نمبر:4889، دار الکتب العلمیہ بیروت

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَنْ أُصَابَ بِمِثْلِكَ اَبَدًا، ثُمَّ قَالَ لِفَاطِمَةَ وَلِعَمَّتِهِ صَفِيَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَبْشِرَا اَتَانِي جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، فَاَخْبَرَنِيْ اَنَّ حَمْزَةَ مَكْتُوْبٌ فِيْ اَهْلِ السَّمَاوَاتِ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَسَدُ اللّٰهِ وَاَسَدُ رَسُوْلِهٖ[1]۔

ترجمہ: حضرت محمد بن عمر اپنے اساتذہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیری طرح کوئی شہید نہیں ہوگا، پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور اپنی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ تم خوش ہو جاؤ کیونکہ میرے پاس جبرائیل امین آئے تھے انہوں نے مجھے بتایا کہ حمزہ کو آسمانوں میں حمزہ بن عبدالمطلب اسد اللہ و اسد رسولہ (اللہ اور اس کے رسول کے شیر) کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

کنیت:

حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوی علی اور ابو عمارہ ہے جو ان کے صاحبزادے عمارہ اور یعلیٰ کے نام کی وجہ سے ہے۔

كَانَتْ لَهٗ كُنْيَتَانِ اَبُوْ يَعْلٰى وَاَبُوْ عَمَّارَةَ لِابْنَيْهِ يَعْلٰى وَعَمَّارَةَ[2]۔

ترجمہ: حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی دو کنیتیں اور ابو یعلیٰ اور ابو عمارہ جو آپ کے بیٹے یعلیٰ اور عمارہ کی وجہ سے ہے۔

اَبُوْ يَعْلٰى وَقِيْلَ اَبُوْ عَمَّارَةَ كُنِّيَ بِاَبْنِيَةِ يَعْلٰى وَعَمَّارَةَ[3]۔

---

[1] مستدرک للحاکم، ج:3،ص:214، حدیث نمبر:4881، دار الکتب العلمیہ بیروت

[2] مستدرک للحاکم، ج:3،ص:211، دار الکتب العلمیہ بیروت

[3] اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ، ج:2،ص:46، دار الاحیاء، التراث العربی بیروت

ترجمہ: حضرت حمزہ کی کنیت ابو یعلی اور ابو عمارہ جو آپ کے بیٹوں کے ناموں سے منسوب ہے۔

القابات:

حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ سے مختلف مواقع پر کئی القابات سے نوازا گیا جو آپ کی عظمت وشان کو ظاہر کرتے ہیں۔ ان میں سے چند یہ ہیں:

(1) سید الشہداء

(2) اسد اللہ

(3) اسد الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(4) فاعل الخیرات (نیکیاں کرنے والے)

(5) کاشف الکربات (مصائب دور کرنے والے)

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَيِّدُ الشُّهَدَاءِ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَرَجُلٌ قَالَ إِلَى إِمَامٍ جَائِرٍ، فَأَمَرَهُ وَنَهَاهُ فَقَتَلَهُ [1]۔

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمام شہیدوں کے سردار حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں، اور ایسا شخص ہے جو جابر بادشاہ کے سامنے حق بات کہے اور وہ اس کی پاداش میں اس کو قتل کروا دے۔

عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَبِيبَةَ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنَّهُ لَمَكْتُوبٌ عِنْدَهُ فِي

[1] مستدرک للحاکم، ج:3، ص:215، حدیث نمبر:4884، دار الکتب العلمیہ بیروت

السَّمَاءِ السَّابِعَةِ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَسَدُ اللهِ، وَاَسَدُ رَسُوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [1]

ترجمہ: حضرت یحیٰ بن عبدالرحمٰن بن ابی لبیبہ اپنے دادا کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے بے شک ساتویں آسمان پر لکھا ہوا ہے ''حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شیر ہیں''۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رضاعی بھائی ہونے کا شرف:

حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو یہ اعزاز اور شرف بھی حاصل ہے کہ آپ تین رضاعی ماؤں کی نسبت سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رضائی بھائی بھی ہیں۔

(1) حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا:

حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے بعد سب سے پہلے حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا جو ابولہب کی کنیز تھی۔ ابولہب نے انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں آزاد کر دیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دودھ نوش فرمایا جبکہ وہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بھی رضاعی ماں ہیں۔

وَاَخُوْهُ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَاَرْضَعَتْهُمَا ثُوَيْبَةُ مَوْلَاةُ اَبِيْ لَهَبٍ [2]۔

ترجمہ: حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رضاعی بھائی ہیں۔ ان دونوں ہستیوں کو حضرت ثویبہ نے دودھ پلایا جو ابولہب کی لونڈی تھی۔

(2) حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا:

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی نسبت سے بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت

[1] مستدرک للحاکم، ج:3، ص:219، حدیث نمبر:4898، دارالکتب العلمیہ بیروت

[2] الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ج:1، ص:353، دارالاحیاء، التراث العربی بیروت

حمزہ رضی اللہ عنہ رضاعی بھائی ہیں۔

حَمْزَةُ رَضِيْعُ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مِنْ جِهَةِ حَلِيْمَةِ السَّعْدِيَّةِ [1]

ترجمہ: حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کی نسبت سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رضاعی بھائی ہیں۔

(3) بنو سعد کی دوسری خاتون:

جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں دود پیتے تھے۔ اس دوران بنو سعد کی ایک دوسری خاتون نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ پلانے کی سعادت حاصل کی جبکہ وہ پہلے حضرت حمزہ کی بھی رضاعی والدہ تھیں۔ روایات میں ان کا نام مذکور نہیں۔

عَنْ اِبْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ اَنَّ حَمْزَةَ كَانَ مُسْتَرْضِعًا لَهُ عِنْدَ قَوْمٍ مِنْ بَنِيْ سَعْدِ بِنْ بَكْرٍ، وَكَانَتْ اُمُّ حَمْزَةَ قَدْ اَرْضَعَتْ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَهُوَ عِنْدَ اُمِّهِ حَلِيْمَةَ [2]۔

ترجمہ: ابن ابی ملکیہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے بنی سعد بن بکر کی ایک خاتون کا دودھ نوش فرمایا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی اس رضاعی والدہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دود پلایا جب آپ اپنی رضاعی والدہ (حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا) کے ہاں قیام پذیر تھے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نسبتی قرابتیں:

حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کئی نسبتیں حاصل ہیں۔

---

[1] سبل الھدی والرشاد، ج:1، ص:379، دار الکتب العلمیہ بیروت

[2] سبل الھدی والرشاد، ج1، ص377، دار الکتب العلمیہ بیروت

1۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نسبتی لحاظ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا ہیں۔

2۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ رضاعت کے لحاظ سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رضاعی بھائی بھی ہیں۔

3۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ سیدہ ہالہ بنت وہب بن عبد مناف سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ بنت وھب بن عبد مناف کی چچا زاد بہن ہیں۔ اس لحاظ سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خالہ زاد بھائی بھی ہیں۔

حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی خصوصی تربیت:

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی تربیت مبارکہ اپنے والد گرامی حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے زیر سایہ ہوء جو بنو ہاشم اور قریش کے سردار تھے۔ آپ کی تربیت کا ایک نمایاں پہلو یہ بھی ہے کہ آپ کی تربیت حضور سرکار دو عالم کے ساتھ ہو رہی تھی۔ یہ دونوں ہستیاں اکٹھی پروان چڑھ رہی تھیں۔ سخاوت، شجاعت اور بہادری جیسی عظیم صفات سے متصف ہو رہی تھیں۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ ایک ساتھ رہتے۔ ایک دوستر خوان پر کھانا تناول فرماتے۔ اور کبھی ایک دوسرے سے جدا نہ ہوتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سے از حد لگاؤ تھا۔

اسی تربیت مبارکہ کا نتیجہ تھا کہ ان دونوں ہستیوں کے درمیان ایک سچی، گہری اور مضبوط دوستی کا رشتہ بن گیا اور یہی وجہ تھی کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا اور حلقہ غلامی میں داخل ہو گئے۔

حسن و جمال:

حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے ظاہری حسن و جمال اور صوری خوبیوں کے حوالے

سے کتب سیرت میں زیادہ تذکرہ نہیں ملتا۔ البتہ آپ کی شجاعت، بہادری اور دلیری سے اس بات کا اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو باطنی محاسن کے ساتھ ساتھ ظاہری حسن اور رعب و دبدبہ بھی عطا فرمایا تھا۔ بنو ہاشم کے دیگر عظیم المرتبت بزرگوں کے ظاہری حسن کے حوالہ سے جو روایات ملتی ہیں۔ اس سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آپ انتہائی خوبصورت اور حسن و جمال کے مالک تھے۔ خوبصورت پیشانی، دراز قد اور قوی الجثہ تھے۔

اخلاق و عادات:

حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے قابلِ فخر فرزند اور صفات بنو ہاشم کے امین تھے۔ آپ غیور، نڈر اور بہادر ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی خوش اخلاق، سخی اور دل نواز شخصیت کے مالک تھے۔ آپ تمام نوجوانان قریش میں ایک منفرد پہچان اور تشخص رکھتے تھے۔ آپ پورے مکہ میں ظلم، ناانصافی اور زیادتی کے خلاف لڑنے والے انسان کے طور پر بھی معروف تھے۔ صلہ رحمی، غم خواری آپ کی امتیازی خصوصیات تھیں۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان آپ کی سیرت مبارکہ کو کھول کر بیان کرتا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے جسد مبارک کے پاس کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا:

رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْكَ، قَدْ كُنْتَ وَصُوْلاً لِلرَّحِمِ، فَعُوْلاً لِلْخَيْرَاتِ [1]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے، آپ صلہ رحمی کرنے والے اور نیکیاں کرنے والے ہو۔

آپ کو شمشیر زنی، گھڑسواری، نیزہ بازی اور تیر اندازی کا از حد شوق تھا۔ آپ

[1] مستدرک للحاکم، ج3، ص218، حدیث نمبر:4894، دارالکتب العلمیہ بیروت

ہر قسم کی جنگی مہارت پر عبور رکھتے تھے۔ دونوں ہاتھوں میں تلواریں پکڑ کر مشق کیا کرتے تھے۔ نیز آپ سیر وسیاحت اور شکار کے بھی شوقین تھے۔

ازدواج واولاد:

طبقات ابن سعد کی روایات کے مطابق حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے تین شادیاں کیں اور ہر زوجہ کے بطن مبارک سے اولاد ہوئی۔

(1) حضرت بنت الملہ رضی اللہ عنہا الاوسیہ:

حضرت بنت الملہ رضی اللہ عنہا الاوسیہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی پہلی زوجہ تھیں۔ آپ قبیلہ اوس سے تعلق رکھتی تھیں ان سے ایک صاحبزادی فاطمہ اور تین صاحبزادے یعلیٰ، عامر اور بکر پیدا ہوئے۔ اسی وجہ سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو یعلیٰ ہے۔ حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ کے پانچ بیٹے تھے جن کے نام فضل، زبیر، عقیل، محمد اور عمارہ ہیں۔

(2) حضرت خولہ بنت قیس رضی اللہ عنہا:

حضرت خولہ بنت قیس رضی اللہ عنہا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی دوسری زوجہ تھیں۔ آپ کا شمار جلیل القدر صحابیات میں ہوتا ہے۔ آپ سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ایک صاحبزادے حضرت عمارہ پیدا ہوئے جن کے نام سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو عمارہ ہے۔

(3) حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا بنت عمیس:

حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا بن عمیس حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی تیسری زوجہ تھیں۔ ان سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی ایک صاحبزادی حضرت امامہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں۔ انھیں "امتہ اللہ" بھی کہا جاتا ہے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت وہ کمسن تھیں۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی حضرت امامہ رضی اللہ عنہا کے متعلق صحیح بخاری میں یہ واقعہ مذکور ہے کہ ذیقعد 6 ہجری میں حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم عمرۃ القضاء کے لیے مکہ معظمہ

تشریف لے گئے۔ صلح نامہ حدیبیہ کی شرط کے مطابق تین دن کے قیام کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے رخصت ہونے لگے تو امامہ رضی اللہ عنہا بنت حمزہ رضی اللہ عنہ ''یاعم یاعم'' کہتی ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف دوڑیں (ایک اور روایت میں ہے کہ اس وقت وہ یااخی یا اخی یعنی بھائی بھائی کہہ رہی تھیں۔ (فی الحقیقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے رضاعی اور خالہ زاد بھائی بھی تھے اور ان کے بھتیجی بھی تھے۔ اس لحاظ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امامہ رضی اللہ عنہا کے چچا بھی تھے اور بھائی بھی) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو گود میں اٹھالیا اور اپنے ساتھ لے جا کر حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے سپرد کر دیا کہ تمہاری بنت عم ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ، اُن کے بھائی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب اور حضرت زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ نے امامہ رضی اللہ عنہا کو اپنی آغوش تربیت میں لینے کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں الگ الگ دعوے پیش کیے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ امامہ رضی اللہ عنہا میرے چچا کی لڑکی ہے، اس لیے میں حق دار ہوں۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ یہ کہہ کر اپنا استحقاق ظاہر کرتے تھے کہ وہ میری بنت عم ہونے کے علاوہ میری اہلیہ اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس کی حقیقی بھانجی بھی ہے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ کہتے تھے کہ وہ میرے عزیز ترین دینی بھائی (حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ) کی بیٹی ہے۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فیصلہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے حق میں صادر فرمایا اور ارشاد فرمایا

اَلْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الْاُمِّ [1]

ترجمہ: خالہ ماں کے درجے میں ہوتی ہے۔

کیونکہ ان کی زوجہ حضرت اسماء بنت عمیس، حضرت امامہ رضی اللہ عنہا کی حقیقی خالہ تھیں اور خالہ ماں کے برابر ہوتی ہے۔

[1] صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب عمرۃ القضاء، حدیث نمبر 4251

باب سوم

حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کا شرف اسلام

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کب اسلام لائے:

اس بارے میں کتب سیرت میں مختلف اقوال ملتے ہیں بعض روایات کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ اعلان نبوت کے دوسرے سال اور بعض روایات کے مطابق اعلان نبوت کے چھٹے سال مشرف بالسلام ہو کر حلقۂ غلامی میں داخل ہوئے۔

پہلا حوالہ: علامہ ابن حجر عسقلانی تحریر فرماتے ہیں کہ

اَسْلَمَ فِی السَّنَةِ الثَّانِيَةِ مِنَ الْبَعْثَةِ [1]

ترجمہ: اور آپ (حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ) اعلان نبوت کے دوسرے سال اسلام لائے۔

دوسرا حوالہ: علامہ ابن اثیر لکھتے ہیں کہ

اَسْلَمَ فِی السَّنَةِ الثَّانِيَةِ مِنَ الْمَبْعَثِ [2]۔

ترجمہ: آپ رضی اللہ عنہ اعلان نبوت کے دوسرے سال ایمان لائے۔

تیسرا حوالہ: علامہ احمد بن زینی دحلان السیرۃ النبویہ میں لکھتے ہیں کہ

كَانَ اِسْلَامُ حَمْزَةَ رضی اللہ عنہ فِی السَّنَةِ الثَّانِيَةِ مِنَ النُّبُوَّةِ عَلَى الصَّحِيحِ

[1] الاصابۃ فی تمیز الصحابہ، ج1، ص354، مکتبہ احیاء التراث العربی بیروت

[2] اسد الغابہ فی المعرفۃ الصحابہ، ج2ص46، مکتبہ التراث العربی بیروت

وَقِیلَ اَلسَّنَةُ السَّادِسَةُ [1]

ترجمہ: صحیح قول یہ ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نبوت کے دوسرے سال ایمان لائے اور بعض نے چھٹا سال کہا ہے۔

سید جعفر بن حسن بن عبدالکریم البن زنجی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب سیدالشہداء میں تحریر فرمایا ہے کہ آپ بعثت کے دوسرے سال اور ایک قول کے مطابق چھٹے سال ایمان لائے۔

اب اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ آپ بعثت کے چھٹے سال ایمان لائے تو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ چھ سالوں کی تبلیغ کے نتیجے میں صرف انتالیس لوگ اسلام لائے۔ لہذا وہی قول بہتر ہے کہ آپ بعثت کے دوسرے سال مشرف بالسلام ہوئے۔

(واللہ اعلم بالصواب)

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے قبل مسلمانوں کی حالت زار

حضور نبی آخر وزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے 40 سلا کی عمر مبارک میں بمطابق 611 سال عیسوی شہر مکہ کی فضاؤں میں خدائے واحد کی توحید اور وحدنیت کا اعلان کیا تو وہ اہل مکہ جو آنکھیں بند کر کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن عمل اور حسن کردار کی گواہی دیتے تھے آپ کے اخلاق کی بلندی اور سیرت کی پاکیزگی کے گن گاتے تھے۔ آپ کو صادق اور امین کہہ کر پکارتے تھے سب اس ھادی برحق کے مخالف بن گئے عفت وحیاء اس مجسم پیکر کو داغ دار کرنے اور ان کے پیغام حق کو روکنے کے لیے طرح طرح

[1] السیرۃ النبویۃ، احمد بن زینی، ج1، ص213

کے حربے استعمال کرنے لگے محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سراپا ہدایت وجود کو کبھی معاذ اللہ ''مجنوں، دیوانہ اور کبھی جادوگر'' کہتے جو زیادہ شقی القلب اور بغض وحسد کی آگ میں جلنے والے تھے ان بدبختوں نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی راہ میں کانٹے بچھائے پتھر مارے حتی کہ آپ کا جسم اقدس زخمی تک کر دیا مگر رحمۃ العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان رحمت اور عفو ودرگزر کا کیا کہنا کہ پتھر مارنے والوں کو بھی معاف کیا اور ہدایت کی دعا فرمائی۔

دعا مانگی الٰہی قوم کو چشم بصیرت دے
الٰہی بے خبر انجان ہیں نور ھدایت دے

اس قافلہ عشق ومستی کے اولین مسافر جنہوں نے اس پیغام حق کو قبول کرتے ہوئے لبیک کہا ان پر بھی ظلم وزیادتی کے وار کرنے لگے جوں جوں اہلیان مکہ اس آفتابِ نبوت کی کرنوں سے ضیاء پا کر حلقہ غلامی میں داخل ہونے لگے توں توں کفارِ مکہ کے غم وغصہ میں اضافہ ہونے لگا یہاں تک کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عظیم دوست وفا شعار ساتھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر کفار نے ہلہ بول دیا اور آپ کو دھکے دے کر زمین پر گرا دیا اور لاٹھیوں سے مارا گیا آپ زخمی ہو کر بے ہوش ہو گئے سارا دن گزر گیا غروف آفتاب کے وقت ہوش آیا تو پہلا جملہ یہ نکلا

مَا فَعَلَ رَسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ترجمہ: میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا کیا حالی ہے۔

لاکھوں کروڑوں سلام اس حبشی النسل فنا فی الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سیدنا بلال رضی اللہ عنہ پر جن کا آقا امیہ بن خلف دوپہر کی تپتی دوپہر میں گرم ریت پر لٹا دیتا سینے پر بھاری پتھر رکھتا اور کہتا کہ اگر تو نجات چاہتا ہے تو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا انکار کر دے لات وعزیٰ کی پرستش کر۔ مگر آپ کی زبانِ مبارک سے احد احد کے سوا کچھ نہ نکلتا۔

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں ہزاروں ظلم سہتے تھے
خدا پر تھی نظر ان کی زبان سے کچھ نہ کہتے تھے

وہ نفوسِ قدسیہ جو نگاہِ محبوبِ خدا کا اولین انتخاب تھے۔ ان جانثاروں نے راہِ محبت پر چلتے ہوئے کفار مکہ کے سامنے جرأت مندی اور ثابت قدمی کا حیران کن مظاہرہ کیا۔ ظلم وستم کی تندوتیز آندھیاں آفتاب نبوت کے روشن کئے گئے چراغوں کو بجھا نہ سکیں۔ ظلم وستم کے پہاڑ توڑے گئے۔ لیکن ان کی حوصلہ مندیوں میں ذرا فرق نہ آیا۔ اسلام کی بڑھتی ہوئی موج کو روکنے کے لیے کئی اذیتیں دی گئیں مگر کفارِ مکہ کی ساری ایذا رسانیاں ان اصحاب محبت کی وفاداری کو بدل نہ سکیں۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے شرفِ اسلام کے اہل مکہ پر اثرات:

ابتداً جو لوگ چشمہ رحمت و برکت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سیراب ہو کر اسلام لائے۔ ان میں اکثر ظاہری جاہ و منصب کے مالک نہ تھے۔ اکثریت غریب اور دنیاوی اعتبار سے کمزور اور ضعیف تھے۔ کفار مکہ ان کا تمسخر اڑاتے کہ یہ کمزور بے حیثیت ہمارا مقابلہ کریں گے۔ ہم مکہ کے تمام سیاسی فیصلوں اور اختیارات کے مالک ہیں۔ تو ضرورت تھی کہ اسلام کے پیغام حق کو ایسی ہستیاں بلند کرتیں جن کا اسلام لانا مکہ کے سیاسی اور داخلی حالات کو متاثر کرتا۔ جن قوی، نڈر اور عالی مرتبت افراد کا حضور نبی دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی میں آنا کفار کے غرور اور تکبر کو مات دیتا۔

اب تک مسلمانوں کی تعداد اڑتیس تھی۔ جن میں بزرگ، نوجوان، بچے اور خواتین شامل تھیں پھر دو ہستیوں نے کلمہ پڑھا۔ جس سے مسلمانوں کی تعداد چالیس ہو گئی۔ ان دونوں کے اسلام قبول کرنے کے درمیان تین دن کا فاصلہ ہے۔ پہلے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عظیم چچا خانوادہ حضرت ہاشم کے عظیم چشم و چراغ حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو مسلمانوں کی تعداد انتالیس ہو گئی۔

اور تین دن کے بعد حضرت فاروق اعظم عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کی تو مسلمانوں کی تعداد چالیس ہوگئی۔ ان شیرانِ عرب کے اسلام قبول کرنے سے اہل مکہ حیران ہو گئے۔ ایوان کفر کے درودیوار میں لرزہ طاری ہو گیا کیونکہ اب مسلمانوں کی صف میں دو عظیم سپہ سالار کھڑے ہو گئے تھے ان کے وجود مبارک سے اللہ تعالیٰ نے اسلام اور مسلمانوں کی مدد کی صحابہ کرام پر ظلم کرنے والوں میں بھی کسی حد تک کمی واقع ہو گئی تھی ان کے قبول اسلام سے اللہ تعالیٰ نے اسلام کو شان عطا فرمائی۔

قبول اسلام کا واقعہ:

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب چچا حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ تاریخ اسلام میں ایک انفرادی اور امتیازی شان رکھتا ہے اور آپ رضی اللہ عنہ کی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت اور لگاؤ کو ظاہر کرتا ہے۔

ایک روز حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفا کی پہاڑی پر تشریف فرما تھے ابو جہل کا ادھر سے گزر ہوا اس کے ناپاک سینے میں جو بغض و حسد کی آگ سلگ رہی تھی پھٹ پڑی اس نے طعن و تشنیع کے پتھر برسانے شروع کر دیئے مگر آپ نے حلم و وقار کا مظاہرہ فرمایا اور کوئی جواب نہ دیا۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس شانِ بے نیازی کو دیکھ کر اس لعین کو اور غصہ آ گیا۔ اس کے ہاتھ میں لاٹھی تھی جس سے اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مارنا شروع کر دیا مگر اس پیکر تسلیم و رضا نے اُف تک نہ کی۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور شانِ رسالت کا دفاع:

ابو جہل ساری غبار نکال کر صحن حرم میں اپنے قبیلے کی محفل میں جا کر بیٹھ گیا۔ عبداللہ بن جدعان کی لونڈی یہ سارا منظر دیکھ رہی تھی۔ ابھی تھوڑی دیر ہی گزری کہ

حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اپنی کمان زیب تن کیے شکار سے واپس لوٹے آپ کا یہ معمول تھا کہ جب بھی شکار سے لوٹتے پہلے حرم شریف میں حاضری دیتے۔ بیت اللہ کا طواف کرتے پھر صحن حرم میں رؤسا قریش کی محفل میں بیٹھتے بات چیت کرتے اور مزاج پرسی کرنے کے بعد گھر تشریف لاتے۔ آپ نوجوانانِ قریش میں بہت معزز اور غیور تھے اور بنو ہاشم میں ایک منفرد پہچان رکھتے تھے۔

اس روز بھی اسی ارادے سے وہ حرم شریف کی طرف جا رہے تھے کہ کوہ صفا کہ پاس سے گزرے عبد اللہ بن جدعان کی کنیز نے ابوجہل کی اس گستاخی اور بے ادبی کا دل خراش منظر جو اس نے دیکھا تھا آپ رضی اللہ عنہ کو سنایا وہ راستہ روک کر کھڑی ہو گئی اور کہا

فَقَالَتْ لَهٗ یَا اَبَا عَمَّارَةَ، لَوْ رَاَیْتَ مَا لَقِیَ ابْنُ اَخِیْكَ مُحَمَّدٍ مِنْ اَبِی الْحَكَمِ آنِفًا وَجَدَهٗ هَا هُنَا، فَاٰذَاهُ وَشَتَمَهٗ، وَبَلَغَ مَا یُكْرَهُ، ثُمَّ انْصَرَفَ عَنْهُ فَعَمَدَ اِلٰى نَادِی قُرَیْشٍ عِنْدَ الْكَعْبَةِ، فَجَلَسَ مَعَهُمْ وَلَمْ یُكَلِّمْ مُحَمَّدًا، فَاحْتَمَلَ حَمْزَةُ[1]۔

ترجمہ: اور کہنے لگی: اے ابو عمارہ! کاش کہ تم وہ حالات دیکھ لیتے جو ابو الحکم نے تیرے چچا زاد بھائی محمد کے ساتھ کیا ابھی کچھ دیر پہلے یہاں پر اس (بد بخت) کی ان سے ملاقات ہوئی اور اس نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت تکلیف دی اور گالیاں بکی ہیں اور بہت برا بھلا کہا ہے پھر وہ یہاں سے کعبہ کے قریب بیٹھے ہوئے قریش کی ایک مجلس کی جانب چلا گیا اس پورے معاملے میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں کوئی جواب نہیں دیا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو بہت غصہ آیا ان کلمات کو سننا تھا کہ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ غصے سے بے قابو ہو کر سیدھا بیت

[1] المستدرک للحاکم، ج3، ص213، حدیث 4878، دار الکتب العلمیۃ بیروت

اللہ شریف پہنچے اور لعین ابو جہل کو تلاش کرنے لگے۔

سوئے خانہ چلے جاتے تھے رستے میں یہ سن پایا
بھتیجے کو مرے بوجہل نے صدمہ ہے پہنچایا
یہ سن کر جوش خون سے روح میں غیظ و غضب دوڑا
پلٹ کر سوئے کعبہ ابن عبد المطلب دوڑا

آج اس فرزند عبد المطلب ہاشمی شیر کی کیفیت ہی نرالی تھی۔آپ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے حد محبت کرتے تھے صحن حرم میں داخل ہو کر مست شیر کی طرح چلتے ہیں نہ کسی سے پرسش احوال کر رہے ہیں اور نہ ہی کسی محفل میں کھڑے ہو کر سلام کہہ رہے ہیں ابو جہل کی تلاش میں آگے بڑھتے چلے جا رہے ہیں آخر کار آپ کی نظر پڑ گئی وہ اپنے قبیلہ کی محفل میں غرور اور تکبر کی مسند پہ بیٹھا تھا لوگ سراپا ادب بن کر اس کے گرد حلقہ باندھے بیٹھے تھے۔

آپ رضی اللہ عنہ کا اسلام کا اعلان کرنا:

حضرت امیر حمزہ اس مجمع میں گھس گئے اپنی کمان سے اس مردود کے سر پر کئی ضربیں لگائیں کہ اس کا سر پھٹ گیا پھر اپنی گرج دار آواز میں بولے

أَتَشْتُمُهُ فَأَنَا عَلٰى دِيْنِهٖ أَقُوْلُ مَا يَقُوْلُ فَرُدَّ ذٰلِكَ عَلَيَّ اِنْ اسْتَطَعْتَ۔[1]

ترجمہ: کیا تو ان کو برا بھلا کہتا ہے جبکہ میں بھی ان کے دین پر ہوں میں وہی کہتا ہوں جو وہ (سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہتے ہیں اگر تم میں جرأت ہے تو مجھے روک کر دیکھو۔

جب معاملہ شدید بڑھنے لگا تو قبیلہ بنی مخزوم کے کچھ لوگ کھڑے ہو گئے کہ ابو جہل کی مدد کریں مگر وہ نہیں جانتا تھا کہ حمزہ جیسے شیر دل اور بہادر کا مقابلہ ان لومڑیوں

[1] الروضۃ الانف فی تفسیر السیرۃ النبویہ لا ابن ھشام، ج2، ص45، دار الکتب العلمیہ بیروت

سے نہیں ہو سکتا اس نے قبیلے والوں سے کہا

فَقَالَ اَبَا جَهْلٍ دَعُوْا اَبَا عَمَّا رَةَ فَاِنِّیْ وَاللهِ قَدْ سَبَبْتُ اِبْنَ اَخِيْهِ سَبًّا قَبِيْحًا۔[1]

ترجمہ: بولا ابو عمارہ (حمزہ) کو چھوڑ دو بخدا میری غلطی ہے میں نے اس کے بھتیجے سے بدکلامی کی ہے۔

حضرت حمزہ کو شیطان کا وسوسہ ڈالنا:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت میں اور رشتہ داری کے جوش میں یہ سب ہو تو گیا ابو جہل سے اپنے بھتیجے کا بدلہ بھی لے لیا اور مسلمان ہونے کا علان بھی کر دیا لیکن جب گھر لوٹے تو شیطان نے ذہن میں وسوسے ڈالنے شروع کر دیے۔

کہ اے احمزہ رضی اللہ عنہ تو نے یہ کیا کیا تو سید القریش ہے اپنے قبیلے کا سردار اور فخر ہے۔ غصے میں اتنا دور چلا گیا کہ اپنے آباؤ اجداد کے دین کو چھوڑ دیا اور بغیر سوچے ایک نئے دین کو قبول کر لیا۔ ساری رات بے چینی اور اضطراب میں گزری کہ یہ کیا ہو گیا ایسی پریشانی والی رات انہوں نے آج تک نہیں گزاری تھی آپ نے اللہ کی بارگاہ میں دعا کی:

اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ رُشْدًا فَاجْعَلْ تَصْدِيْقَهٗ فِیْ قَلْبِیْ وَاِلَّا فَاجْعَلْ لِّیْ مِمَّا وَقَعْتُ فِيْهِ مَخْرَجًا۔[2]

ترجمہ: حضرت حمزہ نے دعا مانگی کہ (یا اللہ اگر میں ہدایت پر ہوں تو اس کی تصدیق میرے دل میں ڈال دے ورنہ جس میں میں مبتلا ہو چکا ہوں اس سے نکلنے کا کوئی راستہ بنا دے)۔

[1] الروضۃ الانف فی تفسیر السیر ۃ النبویہ، ج2، ص45، دار الکتب العلمیہ بیروت

[2] مستدرک للحاکم ج3، ص213 حدیث نمبر 4878، دار الکتب العلمیہ بیروت

بارگاہ رسالت میں حاضری:

ساری رات انتہائی بے چینی اور کرب میں گزارنے کے بعد اس عظیم دن کی روشن صبح طلوع ہوئی جس دن ایک مرد عرب کے مضبوط کندھوں نے قلعہ اسلام کی دیواروں کو مضبوط کیا جس کی گرج دار آواز سے کفر کے ایوان لرز گئے آپ پوری نیاز مندی سے آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور آ کر عرض کیا

فَقَالَ اِبْنَ اَخِیْ اِنِّیْ وَقَعْتُ فِیْ اَمْرٍ لَا اَعْرِفُ الْمُخْرَجَ مِنْهُ وَ اِقَامَهُ مِثْلِیْ عَلٰی مَالَا اَدْرِیْ مَاهُوَ اَرُشْدٌ هُوَ اَمْ غِیٌّ شَدِیْدٌ فَحَدِّثْنِیْ حَدِیْثًا فَقَدْ اِسْتَشْفَیْتُ یَا اِبْنَ اَخِیْ اِنْ تُحَدِّثَنِیْ۔[1]

ترجمہ: (حضرت حمزہ نے عرض کی) اے میرے بھتیجے! میں ایسے مخمصے میں پھنسا ہوا ہوں کہ مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ اس سے کیسے جان چھڑاوں، میں ایسے نظریے پہ قائم نہیں رہ سکتا کہ جس کے بارے میں مجھے یہ پتا ہی نہ نہیں کہ یہ راہ حق ہے یا گمراہی۔ اس لیے چاہتا ہوں کہ آپ مجھے کوئی ایسی بات بتا دیں کہ جس سے مجھے اطمینان قلبی حاصل ہو جائے۔

حضور نبی دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی کریمانہ نظر سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے دل بے تاب پر توجہ فرمائی بڑے دلنشیں انداز میں اسلام کی صداقت اور حقانیت پر گفتگو فرمائی۔ وَیُزَکِّیْهِمْ کی شان والے نبی کی نظر کرم کی دیر تھی کہ ظلمات کے سارے پردے اٹھ گئے شک وشبہ کے سارے بادل چھٹ گئے دل نور ایمان سے منور ہو گیا پھر وہ لمحہ سعید آیا پہنچا آپ دربار رسالت میں پکار اٹھے

اَشْهَدُ اَنَّکَ لَصَادِقٌ

[1] الروضۃ الانف فی تفسیر السیرۃ النبویہ، ج2، ص45، دارالکتب العلمیہ بیروت

ترجمہ: میں دل کی گہرائیوں سے گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سچے ہیں۔

دل کا ہر بوجھ ہو گیا ہلکا
جب انھیں حال دل سنا بیٹھے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دعا:

حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ جب مشرف با اسلام ہوئے اور دل سے تمام اوہام اور شک کے بادل چھٹ گئے دراصل یہ دعا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت تھی جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے حق میں فرمائی:

أَنَّهُ قَالَ لَمَّا احْتَمَلَنِي الْغَضَبُ وَقُلْتُ أَنَا عَلَى آبَائِي وَقَوْمِي، وَ بِتُّ مِنَ الشَّكِّ فِي أَمْرٍ عَظِيمٍ لَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ ثُمَّ أَتَيْتُ الْكَعْبَةَ، وَتَضَرَّعْتُ إِلَى اللهِ سُبْحَانَهُ أَنْ يَشْرَحَ صَدْرِي لِلْحَقِّ وَيُذْهِبَ عَنِّي الرَّيْبَ فَمَا اسْتَتْمَمْتُ دُعَائِي حَتَّى زَاحَ عَنِّي الْبَاطِلُ وَامْتَلَأَ قَلْبِي يَقِيناً أَوْ كَمَا قَالَ۔ فَغَدَوْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا كَانَ مِنْ أَمْرِي، فَدَعَا لِي بِأَنْ يُثَبِّتَنِي اللهُ وَقَالَ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ حِينَ أَسْلَمَ۔[1]

ترجمہ: واقعہ یہ ہے کہ جب مجھ پہ غصہ غالب ہو گیا تو میں نے کہا کہ میں اپنی قوم و قبیلہ کے دین پر ہوں اور میں اس بڑی کشمکش میں اس اہم معاملہ میں اس طرح رات گزاری کہ لحہ بھر بھی نہ سویا، پھر میں کعبۃ اللہ شریف کے پاس آیا اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے دربار میں تفرع وزاری کی کہ اللہ تعالیٰ میرے سینہ کو حق کے لیے کھول دیا اور مجھ سے شک وشبہ کو رفع کر دے، تو میں نے ابھی دعا ختم ہی کی تھی کہ باطل مجھ سے دور ہو گیا، اور میرا قلب یقین کی دولت سے مالا مال ہو گیا پھر صبح میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا

[1] الروضۃ الانف فی تفسیر السیر ۃ النبویہ، ج2،ص44، دار الکتب العلمیہ بیروت

اور اپنی تمام حالت بیان کی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے حق میں دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس نعمت اسلام پر ہمیشہ ثابت قدم رکھے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام اور اہم نقطہ:

جس وقت عبد اللہ بن جدعان کی باندھی نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عظیم اور محبوب چچا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ سے ابو جہل کی بے ادبی اور گستاخی کا واقعہ بیان کیا تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ غصے سے بھڑک اٹھے مستدرک للحاکم میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا غیظ وغضب ان الفاظ سے مروی ہے،

فَاحْتَمَلَ حَمْزَةُ الْغَضَبَ لَمَّا اَرَادَ اللهُ مِنْ كَرَامَتِهِ۔[1]

ترجمہ: حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو بہت غصہ آیا اس لیے اللہ تعالیٰ نے انھیں کرامت اور شرف عطا کرنے کا ارادہ فرمایا۔

معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتا ہے جسے ہدایت عطا فرما کر عزت وتکریم کی منزلیں عطا فرمانا چاہتا ہیاس کے دل میں اپنے محبوب کے دشمنوں کا غیظ وغضب ڈال دیتا ہے بلا شک وشبہ یہ ایمان کا بہترین درجہ ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر کیمیا سے ہدایت پانے والے نفوس قدسیہ حضرات صحابہ کرام کی سیرت طیبہ کا بغور جائزہ لیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ ہر صحابی کے قبول اسلام کا کوئی نہ کوئی سبب اور وجہ بھی ہے۔جیسے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حلقۂ غلامی میں آنے کی وجہ اور سبب اللہ تعالیٰ کا کلام لا ریب ہے۔جس کو سنتے ہی دل ونگاہ کی دنیا بدل گئی۔جلیل القدر صحابی حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ دیکھ کے مشرف باسلام ہوئے،کئی سلیم الفطرت اہل مکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کریمہ سے متاثر ہوا ایمان لائے۔

[1] مستدرک للحاکم، ج3،ص213،حدیث 4778،دار الکتب العلمیہ بیروت

مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عظیم اور محبوب چچا حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ جن کے قبول اسلام کی وجہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں پہ غیظ و غضب اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دفاع ہے۔

نبی کا بدلہ لیا جنہوں نے
نبی کے دشمن کو خوب مارا
جنہیں محبت کے واسطے سے
ملی ہدایت امیر حمزہ

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے اشعار بوقت اعلان اسلام:

کتب سیرت میں یہ بات موجود ہے کہ حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ عرب کے شعراء کی طرح کبھی کبھار شاعری کا ذوق بھی فرمایا کرتے تھے یہ عرب کے ماحول کا بھی اثر تھا اور خاندانی ماحول کے بھی اثرات تھے۔ خاندان بنو ہاشم کے کئی عظیم المرتبت افراد جن میں حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ (والد گرامی حضور مولائے کائنات حضرت علی رضی اللہ عنہ) اور آپ کی تمام ہمشیرگان کے لکھے گئے کلام کتب سیرت میں موجود ہیں، ذیل میں اس کلام کو ذکر کیا جاتا ہے جو حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے اسلام کی دولت سے مالا مال ہونے کے بعد خوشی میں لکھا:

حَمِدْتُ اللهَ حِيْنَ فُؤَادِيْ
اِلَى الْاِسْلَامِ وَالدِّيْنِ الْحَنِيْفِ

میں نے خدا کا شکر ادا کیا جب اس نے میرے دل
کو اسلام اور بلند مرتبہ دین کو توفیق بخشی

الدِّيْنُ جَآءَ مِنْ رَبٍّ عَزِيْزٍ
خَبِيْرٍ بِالْعِبَادِ بِهِمْ لَطِيْفٍ

اس دین کی جو عظمت والے پروردگار کی طرف سے آیا ہے
جو بندوں کے تمام حسابات سے باخبر اور ان پر بڑا مہربان ہے

اِذَا تُلِیَتْ رِسَائِلُهٗ عَلَیْنَا
تَحَدَّرُ دَمْعُ ذِی اللُّبِّ الْحَصِیْفِ

جب اس کے پیغاموں کی تلاوت ہمارے سامنے کی جاتی ہے
تو ہر صاحب عقل اور صائب الرائے کے آنسو رواں ہو جاتے ہیں

رَسَآئِلُ جَآءَ اَحْمَدُ مِنْ هُدَاهَا
بِاٰیَاتٍ مُّبَیِّنَةِ الْحُرُوْفِ

وہ پیغامات جن کی ہدایتوں کو احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لے کر آئے
واضح الفاظ و حروف والی آیتوں میں

وَ اَحْمَدُ مُصْطَفًی فِیْنَا مُطَاعٌ
فَلَا تَغْشَوْهُ بِالْقَوْلِ الْعَنِیْفِ

اور احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم میں برگزیدہ ہیں جن کی اطاعت کی جاتی ہے
لہٰذا تم ان کے سامنے نا ملائم لفظ بھی منہ سے نہ نکالنا

فَلَا وَ اللّٰهِ نُسَلِّمُهٗ لِقَوْمٍ
وَلَمَّا نَقْضِ فِیْهِمْ بِالسُّیُوْفِ[1]

تو خدا کی قسم ہم ان کو اس قوم کے حوالے کبھی نہیں کریں گے
جن کے بارے میں ہم نے ابھی تلواروں سے کوئی فیصلہ نہیں کیا ہے

کلام حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ برموقع اعلان اسلام حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وفا شعار اور عظیم تایا حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ جو

[1] الروضۃ الانف فی تفسیر السیر ۃ النبویہ، ج2، ص45، دار الکتب العلمیہ بیروت

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے فرزند ارجمند اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے والد گرامی ہیں آپ رضی اللہ عنہ کی شان اور مدح کا سب سے روشن پہلو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی کفالت کا اعزاز آپ کو عطا فرمایا آپ بھی خاندان بنو ہاشم کی طرح عرب کے شہرہ آفاق شعراء میں سے ہیں آپ کا تمام کلام دیوان ابوطالب کے نام سے موجود ہے جس کا اردو ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔

حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ کو اپنے عظیم اور مایہ ناز بھائی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا مشرف باسلام ہو کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی میں آجانے کی اس قدر خوشی ہوئی کہ آپ نے اس موقعہ پہ چند اشعار لکھے جو قارئین کی خدمت میں پیش کیے جارہے ہیں۔

فَصَبْرًا اَبَا یَعْلٰی عَلٰی دِیْنِ اَحْمَدٍ
وَکُنْ مُظْھِرًا لِلدِّیْنِ وُفِّقْتَ صَابِرًا

ترجمہ: اے ابویعلی (حمزہ رضی اللہ عنہ) تم حضرت احمد مجتبیٰ کے لائے ہوئے دین پر ثابت قدم رہنا اور ہمیشہ دین کے آئین کا اظہار کرتے رہنا اور اس پر ہمیشہ صبر و استقامت کے ساتھ چلتے رہنا۔

وَحُطْ مَنْ اَتٰی بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِ رَبِّہٖ
بِصِدْقٍ وَعَزْمٍ لَا تَکُنْ حَمْزُ کَافِرًا

ترجمہ: اور اس کی حمایت اور حفاظت کرو جو اپنے رب کی جانب سے حق بات لے کر آیا ہے صدق اور عزم و ہمت کے ساتھ اور اے حمزہ کبھی بھی کفر اختیار نہ کرنا۔

فَقَدْ سَرَّنِیْ اِذْ قُلْتَ اِنَّکَ مُؤْمِنٌ
فَکُنْ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ فِی اللّٰہِ نَاصِرًا

ترجمہ: مجھے یہ سن کر نہایت خوشی ہوئی جب تم نے یہ کہا کہ تم مومن ہو لہٰذا تم اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اللہ کی راہ میں مددگار بن کر رہو۔

وَنَادِ قُرَيْشًا بِالَّذِي قَدْ أَتَيْتَهُ
بِهَارًا وَقُلْ مَا كَانَ أَحْمَدُ سَاحِرًا

ترجمہ: اے حمزہ! اب تم اعلانیہ طور پر قریش کو بتلادو اور اعلان کردو کہ تم مسلمان ہو اور یہ بھی کہہ دو کہ احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جادوگر نہیں (بلکہ اللہ کے رسول ہیں)۔

حضرت فاروق اعظم کا قبول اسلام اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شجاعت:

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ جیسی بہادر اور نامور ہستی کے اسلام لانے سے مکہ کی فرعونی طاقتوں پر سکتہ طاری ہو گیا مزید کفار مکہ کیلئے حیران کن اور وحشت زدہ یہ بات ثابت ہوئی جب مکہ کے ایک نڈر اور بہادر نوجوان عمر بن خطاب نے اسلام قبول کیا ایک دن آپ نے اپنے اردگرد ہونے والے واقعات کا تجزیہ کرنا شروع کیا کہ یہ کیسا دین ہے ایک تنہا آدمی کی دعوت نے مکہ کے ماحول کو بگاڑ دیا۔ قبائل میں باہمی امن خراب ہو رہا ہے خاندانوں کی ایک دوسرے سے محبت نفرت اختیار کرتی جا رہی ہے بلکہ باپ بیٹوں سے بھائی بھائی سے نظریاتی راہیں جدا کر رہا ہے۔ ہمارے آباؤ اجداد جن کی دانشمندی کی قسمیں کھائی جاتی تھیں آج ان کو گمراہ اور احمق کہا جا رہا ہے ان لوگوں نے صدیوں پرانی رسومات کو کیوں تبدیل کرنے کا عزم کر رکھا ہے۔ کیوں نہ اس سارے بگاڑ کو درست کرنے کیلئے اس شخص کی زندگی کے چراغ کو بجھا دیا جائے جس نے نئے دین کا نعرہ لگایا ہے اس ارادے کو عملی جامہ پہنانے کے لیے تلوار پکڑے چل دیئے راستے میں ایک قریشی نوجوان حضرت نعیم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوگئی۔ عمر کے تیور دیکھ کر انہوں نے بھانپ لیا اور پوچھا عمر کہاں کا ارادہ ہے حضرت عمر نے کہا کہ اس شخص کو ختم کرنے جا رہا ہوں جس نے میرے شہر کا سکون ختم کر دیا ہے۔ حضرت نعیم رضی اللہ عنہ نے کہا اے عمر پہلے اپنے گھر جا کر دیکھ لو تمہاری بہن فاطمہ بن خطاب اور

تمہارے بہنوئی سعید بن زید نے اسلام قبول کرلیا ہے یہ خبر سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ غصے سے مزید بھڑک اٹھے۔ سیدھے اپنی بہن کے گھر پہنچے دونوں کو مار مار کر لہولہان کر دیا بہن نے کہا اے بھائی جتنا جی چاہتا ہے مجھے مار میرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے مگر میں قطعًا اس دین کو نہیں چھوڑوں گی۔ بہن کا یہ جرأت مندانہ جواب سن کر کہا یہ صحیفہ مجھ کو دو جس کو تو پڑھ رہی تھی بہن نے پھر جواب دیا تم مشرک ہو ناپاک ہو نجس ہو اس صحیفے کو ہاتھ نہیں لگا سکتے۔ پہلے غسل کرو پھر تم کو یہ صحیفہ دوں گی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے غسل کیا صحیفہ پکڑا کھولا تو سامنے سورۃ طٰہٰ تھی ابھی چند آیتیں پڑھی کہ دل کی دنیا بدل گئی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے پوچھا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہاں تشریف فرما ہیں میں ان کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے بے قرار ہو گیا ہوں میں بھی ان کے دامن رحمت سے وابستہ ہونا چاہتا ہوں۔

حضور نبی دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے غلاموں کے ساتھ حضرت ارقم رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف فرما تھے کسی صحابی نے دروازے کے سوراخ سے دیکھا کہ عمر آرہے ہیں ہاتھ میں برہنہ تلوار ہے دروازے پر پہنچ کر دستک دی بولے درواہ کھولو میں خطاب کا بیٹا عمر ہوں صحابہ خوف زدہ ہو کر سہم گئے اس وقت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ گرج دار آواز میں بولے

فَقَالَ حَمْزَةُ بِنْ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ فَأْذَنْ لَهُ فَأِنْ كَانَ جَاءَ يُرِيْدُ خَيْرًا بَذَلْنَاهُ لَهُ وَاِنْ كَانَ جَآئَ يُرِيْدُ شَرًّا اَقْتَلْنَاهُ بَسِيْفِهِ [1]

ترجمہ: حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا عمر کو اندر آنے کی اجازت دو۔ اگر خیر کی نیت سے آرہا ہے تو اس کا خیر مقدم کریں گے وگرنہ اُسی کی تلوار سے اس کو قتل کردیں گے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اندر داخل ہوئے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے عمر اسلام قبول کرلے اے اللہ اس کے دل کو ہدایت کے نور سے روشن کردے اتنی دیر تھی

[1] الروضۃ الانف فی تفسیر السیر ۃ النبویہ، ج2، ص124، دار الکتب العلمیہ بیروت

کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کلمہ پڑھ کر دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی بہادری اور شجاعت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آپ کس قدر بہادر اور دلیر تھے۔

اس واقعہ کے بعد مسلمان دو صفیں بنا کر جانب کعبہ نکلے ایک صف کے آگے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور دوسرے صف کے آگے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے ان دو ہستیوں کی سپہ سالاری میں مسلمان کعبۃ اللہ میں داخل ہوئے اور علی الاعلان اللہ تعالیٰ کی توحید اور اپنے آقا و مولا کی رسالت کا نعرہ بلند کیا۔

عمر آئے مسلح ، آ کے دروازے پہ دستک دی
اسی انداز میں تھے ہاتھ میں تلوار تھی اب تک
صحابہ میں اکثر ڈر گئے اس رنگ ظاہر سے
عمر کا دبدبہ کچھ کم نہ تھا اک فوج قاہر سے
کہا حمزہ رضی اللہ عنہ نے جاؤ جس طرح آتا ہے آنے دو
اسے اندر بلاؤ جس جس طرح آتا ہے آنے دو
ادب ملحوظ رکھے گا تو خاطر سے بٹھائیں گے
نمونہ اس کو ہم خلق محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دکھائیں گے
اگر نیت نہیں اچھی تو اس کو قتل کر دوں گا
اسی کی تیغ سے سر کاٹ کر چھاتی پہ دھر دوں گا

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام بزبان شاہنامہ اسلام:

شاعر اسلام حفیظ جالندھری کی زبان سے سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

شجاع نامور فرزند عبد المطلب حمزہ رضی اللہ عنہ
وہ عم مصطفی عالی نسب والا حمزہ رضی اللہ عنہ

وہ حمزہ جس کو شاہ شہسوار ان عرب کہئے
جسے جان عرب لکھئے جسے شان عرب کہئے
اگرچہ اب بھی اپنے کفر کی حالت پہ قائم تھے
مگر فخر رسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دائمی الفت پہ قائم تھے
مشیت تھی کہ انکے دم سے تقویت ملے حق کو
مٹے باطل سے شان ظاہری، شوکت ملے حق کو
چلے آتے تھے اک دن دشت سے وہ پشت توسن پر
شجاعت اور جلال ہاشمی تھا اپنے جوبن پر
سوئے خانہ چلے جاتے تھے رستے میں یہ سن پایا
بھتیجے کو مرے بو جہل نے صدمہ ہے پہنچایا
یہ سن کر جوش خوں سے روح میں غیظ و غضب دوڑا
پلٹ کر سوئے کعبہ ابن عبد المطلب دوڑا
وہاں بو جہل اپنے ساتھیوں میں گھر کے بیٹھا تھا
مثیل ابرہہ تھا ہاتھیوں میں گھر کے بیٹھا تھا
کیا حمزہ نے نعرہ او ابو جہل او خر بزدل
محمد مصطفی کے دین میں اب میں بھی ہوں شامل
سنا ہے میں نے تو میرے بھتیجے کو ستاتا ہے
ہمیشہ گالیاں دیتا ہے اور فتنے اٹھاتا ہے
اگر کچھ آن رکھتا ہے تو آ میرے مقابل ہو
کہ تیری بدزبانی کا چکھادوں گا مزا تجھ کو
بلالے ساتھ اپنے ان حمایت کرنے والوں کو

ذرا میں بھی تو دیکھوں ان کمینوں کو رذالوں کو

یہ کہہ کر گھس پڑے حمزہ گروہ بد سگالاں میں

گریباں سے پکڑ کر کھینچ لائے اسکو میداں میں

کماں تھی ہاتھ میں وہ سر پہ ناہنجار کے ماری

گر بو جہل سر سے ہوگیا ناپاک خون جاری

سبھی سہمے کھڑے تھے چھا گیا تھا ایک سناتا

مگر حمزہ نے کھا کر رحم اس کا سر نہیں کاٹا

کہا گر آج سے میرے بھتیجے کی طرف دیکھا

تیرے ناپاک چمڑے میں شتر کی لید بھردوں گا

یہ کہہ کر چل دیئے، مشکر بھلا کیا ٹوک سکتے تھے

کہیں روباہ بھی اس شیر نر کو روک سکتے تھے

ابو جہل اس لیے دبکا پڑا تھا فرش کے اوپر

مبادہ واپس آکر قتل کردے عمِّ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یہاں سے جا کے حمزہ جلد تر ایمان لے آئے

بھتیجے کے وسیلے سے چچا نے مرتبے پائے



باب چہارم

حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے بعد از اسلام اہم واقعات

قریش مکہ کی مخالفت اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی وفاداری:

اعلان نبوت کے ساتویں سال قریش کی طرف سے بنو ہاشم بالعموم اور بنو عبد المطلب کیساتھ بالخصوص قطع تعلقی اور مکمل بائیکاٹ کا معاملہ پیش آیا جس کا موجب تھا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حلقہ غلامی میں داخل ہونا اور اسلام قبول کرنا اور ان کی بدولت اسلام کو عزت وغلبہ اور قوت وتوانائی ملنا، نیز بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان کا حبشہ کی طرف ہجرت کرنا اور ان کی بدولت ملک حبشہ میں اسلام کی اشاعت اور مکہ مکرمہ سے دور دراز کے علاقوں میں لوگوں کا اسلام میں داخل ہونا تو قریش کے دلوں میں حسد اور بغض کی آگ بہت تیز ہو گئی اور جناب حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا کہ اپنے بھتیجے کو اس دین کے پرچار سے روکو یا ان کو ہمارے حوالے کردو۔ جب انہوں نے دونوں مطالبوں کے پورا کرنے سے انکار کر دیا تو حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ نے تمام بن ہاشم کو جمع کیا اور بنو عبد المطلب بھی ان کے ساتھ متفق اور متحد ہو گئے اور قیش کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حملہ کی صورت میں مکمل دفاع اور تحفظ کا بندوبست کیا۔ اگرچہ بعض ان میں سے ابھی حلقہ اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے لیکن جاہلیت کے رسم ورواج کے مطابق خونی رشتے اور برادرانہ

نسبت کو سامنے رکھتے ہوئے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ دینے لگے اور شعب ابی طالب میں جمع ہو گئے اگر ان سے الگ تھلگ رہا تو صرف ابولہب بد بخت۔

قریش نے باہم یہ عہد و پیماں کیا کہ بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب کے ساتھ شادی بیاہ، خرید و فروخت، دوستی یاری بلکہ بول چال تک پر پابندی لگادی اور مکمل قطع رحمی کا پروگرام بنایا۔ حج کے موسم میں بھی شعب ابی طالب سے باہر آ کر عام لگنے والے بازاروں سے بھی کوئی شئی خریدنے نہیں دیتے تھے۔ ان تاجروں کو بھی منع کر رکھا تھا کہ اور کوئی بیچنے لگتا تو اس سے مہنگے داموں خود خرید لیتے تھے۔ تین سال کا عرصہ بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب نے اس شدت اور سختی میں گزارا جن میں سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اور مولائے مرتضیٰ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہاشمی و مطلبی بھی شامل تھے۔ ان سخت حالات میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عظیم چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے بھی رسم وفا نبھاتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حمایت میں علی الاعلان ڈٹے رہے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور رؤیت جبرئیل امین:

اسلام قبول کرنے کے بعد ایک دن حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا کہ وہ وحی الٰہی کے امین، سدرۃ المنتہیٰ کے مکین حضرت جبرئیل امین کی زیارت کرنا چاہتے ہیں۔ آپ کی خواہش پر نبی دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرئیل امین کو بلوایا اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے جبرئیل امین کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ دلائل النبوۃ میں روایت نقل کرتے ہیں کہ

عَنْ عَمَّارِ بْنِ أَبِي يَسَارٍ أَنَّ حَمْزَةَ عَبْدَالْمُطَّلِبِ قَالَ يَارَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أَرِنِي جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي صُوْرَتِهِ فَقَالَ اِنَّكَ لَا تَسْتَطِيْعُ اَنْ تَرَاهُ قَالَ بَلٰى فَأَرِنِيْهِ قَالَ فَقْعُدْ، فَقَعَدَ۔ فَنَزَلَ جِبْرَئِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

عَلٰی خَشْبَةٍ کَانَتْ فِی الْکَعْبَةِ یُلْقِی الْمُشْرِکُوْنَ عَلَیْهَا ثِیَابَهُمْ اِذَا طَافُوْا فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِرْفَعْ طَرْفَكَ فَانْظُرْ۔ فَرَفَعَ طَرْفَهُ فَرَأٰی قَدَمَیْهِ مِثْلَ الزَّبَرْجَدِ کَالزَّرْعِ الْاَخْضَرِ فَخَرَّ مُغْشِیًا عَلَیْهِ۔[1]

ترجمہ: حضرت عمار بن ابو عمار سے روایت ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے جبرائیل امین کا اُن کی حقیقی صورت میں دیدار کرنا ہے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا آپ انھیں حقیقی صورت میں دیکھنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یقیناً میں استطاعت نہیں رکھتا لیکن میں دیکھنے کی خواہش رکھتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا بیٹھ جایئے جب وہ بیٹھ گئے تو جبرئیل امین کعبہ کی اس لکڑی میں اترے جس پر مشرکین طواف کے وقت کپڑے ڈالا کرتے تھے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اپنی نگاہ اٹھایئے اور دیکھئے۔ آپ نے نگاہ اٹھائی اور حضرت جبرئیل امین کے دونوں قدموں کو دیکھا جو زمرد کی مانند سبز کھیتی کی طرح دکھائی دے رہے تھے۔ تو (کثرت انوار و تجلیات کی وجہ سے) آپ پر بے خودی طاری ہو گئی۔

ہجرت مدینہ اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے جاں نثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی جانب ہجرت فرمانا تاریخ انسانیت کا ایک منفرد واقعہ ہے۔ پوری تاریخ انسانیت میں ایسی وفاداری اور دلی محبت و وابستگی کی مثال نہیں ملتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں نے آپ کے ایک حکم پر اپنا مال و متاع، گھر بار، کاروبار، جائیداد حتی کہ اپنے سگے رشتے تک نبی دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں پر قربان کر کے محبت اور وفاداری کے

[1] دلائل النبوۃ۔ ج7، ص81 دار الکتب العلمیۃ البیروت

ایسے نقوش چھوڑے ہیں جس کی مثال نہیں ملتی۔

اعلان نبوت فرمانے کے بعد تمام کفار مکہ محبوب خدا کے مخالف بن گئے آئے روز اسلام اور اہل اسلام کی راہ میں کوئی نہ کوئی رکاوٹ ڈالی جاتی۔ طرح طرح کے ظلم کیئے جاتے۔ جو بھی کلمہ حق قبول کرتا اس کے خلاف محاذ آرائی کا بازار گرم کیا جاتا۔ کمزور اور غریب مسلمانوں کو مارنا شروع کر دیا۔ دن بدن کفار کے مظالم میں شدت بڑھتی گئی۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے شفیق اور وفادار چچا حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد اس میں مزید شدت آ گئی۔ کفار مکہ کے مظالم روز بروز بڑھنے لگے۔ یہاں تک کہ مسلمانوں کا مکہ مکرمہ میں رہنا مشکل ہو گیا۔

نبی دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مسلمانوں کو پہلے حبشہ اور پھر مدینہ طیبہ جانے کی اجازت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کا فضل اس طرح شامل ہوا کہ ایام حج میں مدینہ سے آئے لوگوں کو جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اسلام کی دعوت دی تو انھوں نے اس دعوت کو قبول فرمایا۔ کیونکہ وہ لوگ یہود مدینہ کی زباں سے سنا کرتے تھے کہ عنقریب مکہ میں نبی آخر الزماں تشریف لانے والے ہیں۔ اس طرح مدینہ طیبہ میں مسلمانوں کی تعداد بڑھنے لگی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہ کرام کو مدینہ طیبہ ہجرت کی اجازت دی۔ حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کا معاملہ رہا کہ مکہ میں کسی کافر کی جرأت نہ تھی کہ آپ کے سامنے آ کر آپ کو ایذا پہنچائے مگر جب ہجرت کا حکم آ گیا تو آپ نے مسلمانوں کے ساتھ ہجرت کی۔ آپ کا شمار ان چند مسلمانوں میں ہوتا ہے۔ جنہوں نے علی الاعلان ہجرت کی اور کسی کافر کی جرأت نہ ہوئی کہ آپ کا راستہ روک سکے۔ مدینہ طیبہ میں آپ نے حضرت کلثوم بن ہدم رضی اللہ عنہ کے ہاں قیام فرمایا جو اہل قبا کے سردار تھے۔[1]

مواخات مدینہ اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ:

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مدینہ طیبہ تشریف لانے کے بعد انصار و مہاجرین

[1] الروض الانف فی تفسیر السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ج2،ص302، دار الکتب العلمیۃ بیروت

کے درمیان مواخات (بھائی چارہ) کا رشتہ قائم کردیا۔ اس سے پہلے مکہ مکرمہ میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مہاجرین کے درمیان رشتہ اخوت قائم فرمایا۔ جو لوگ اسلام قبول کرنے کے باعث اپنی برادری سے کٹ گئے تھے اور اپنے آپ کو تنہا اور بے سہارا محسوس کرتے تھے اس مواخات کی برکت سے ان کے درمیان اپنائیت اور محبت کا وہ جذبہ پیدا ہوگیا کہ تنہائی، بے بسی کا خیال بھی انہیں پریشان نہ کرسکا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اپنا بھائی قرار دیا اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ (قرآنی آیت کے نزول سے قبل زید بن محمد کے نام سے پکارے جاتے تھے) اور اپنے محبوب چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ قائم فرمایا اور مدینہ منورہ آنے کے بعد بھی ان دونوں میں سابقہ اخوت کو برقرار رکھا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ جب غزوات میں جاتے تھے ان کو وصیت کرکے جاتے۔

وَكَانَ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ اَخَوَيْنِ۔[1]

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب اور حضرت زید بن حارث بھائی تھے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث:

صحابہ کرام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احوال پر مشہور زمانہ کتاب "اسد الغابۃ فی تمیز الصحابہ" کے مصنف نے حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث روایت کی ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ سے فرمایا اس دعا کو اپنے اوپر لازم کرلو۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاِسْمِكَ۔ الْاَعْظَمِ وَرِضْوَانِكَ الْاَكْبَرِ۔[2]

ترجمہ: اے اللہ میں تجھ سے تیرے اسم اعظم کے وسیلہ اور تیری عظیم رضا کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں۔

[1] الروض الانف فی تفسیر السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ج2ص 351، دارالکتب العلمیۃ بیروت

[2] اسد الغابہ فی تمیز الصحابہ، ج50،2، داراحیاء التراث العربی بیروت

باب پنجم

حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ اور میدان جہاد

جہاد کا معنیٰ:

جہاد عربی زبان کا لفظ ہے۔ اس کا لغوی معنیٰ کسی کام کے لئے کوشش کرنا ہے۔
اصطلاح شریعت میں اللہ کے دین کا بول بالا کرنے کے لیے اور دشمنانِ دین کا مقابلہ کرنے کے لیے ہر ممکن کوشش کرنے اور جان و مال کی قربانی دینے کا نام جہاد ہے۔

جہاد کی اہمیت:

جہاد بظاہر اسلام کے بنیادی ارکان میں شامل نہیں لیکن حقیقتاً ان سب کی روح جہاد ہے ارکان رکن کی جمع ہے۔ رکن عربی زبان میں ستون کو کہتے ہیں۔ کلمہ، نماز، روزہ، زکوۃ اور حج اسلام کے ارکان ہیں جن پر اسلامی عمارت کھڑی ہوتی ہے۔ جہاد اس عمارت کی چھت اور حفاظت کے لیے ڈھال ہے اگرچہ جہاد نہ ہو تو نہ دین باقی رہتا ہے اور نہ دین کے ارکان پوری زندگی اسلام کی سربلندی کی خاطر جان و مال کی قربانی دینا جہاد ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرت طیبہ کا اگرچہ ہر پہلو انتہائی اہم اور ہدایت بخش ہے لیکن کلمۂ حق کو بلند کرنے کے لیے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جدوجہد جسے جہاد یا غزوات سے تعبیر کیا جاتا ہے امت اسلامیہ کے سیاسی استحکام اور ترقی کے نقطہ نظر

سے از حد اہمیت کا حامل ہے۔ اکابرین امت نے اس موضوع پر بڑی توجہ دی اپنی اولادوں کو بھی سرفروشی اور قربانی کے جذبے سے سرشار کیا تا کہ اللہ کے نام کو بلند کرنے اور اسلام دشمن قوتوں سے مقابلہ کرنے میں کوئی جھجک محسوس نہ کرے اسی میں دنیاوی زندگی کی کامیابی اور اخروی زندگی کی سرخروئی ہے۔

جہاد کی اقسام:

اہل علم نے جہاد کی مختلف اقسام بیان کی ہیں جن کو اختصار کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔

1۔ جہاد بالسیف:

تلوار کے ساتھ جنگ کرنے کو جہاد بالسیف کہتے ہیں۔

2۔ جہاد بالسان:

زبان سے حق وصداقت کی صدا کو بلند کرنا۔

3۔ جہاد بالمال:

اللہ کی راہ میں مال خرچ کر کے جہاد کرنا۔

4۔ جہاد بالقلم:

اسلام کی حقانیت کو ثابت کرنے عقیدہ توحید اور عظمت رسالت کا دفاع کرنے کے لیے کتب ورسائل تحریر کرنا۔

5۔ جہاد بالنفس:

اپنے نفس اور خواہشات کے خلاف جہاد کرنا۔

فضیلت جہاد پر آیات قرآنیہ:

فضیلت جہاد پر آیاتِ قرآنیہ اور احادیث نبویہ بکثرت موجود ہیں۔ حصول برکت کے لیے چند ایک کا تذکرہ کرتے ہیں۔

يَاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ [1]

ترجمہ: اے نبی کافروں اور منافقوں کے خلاف جہاد کرو اور ان پر سختی کرو۔

فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ؕ وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى [2]

ترجمہ: اللہ نے اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرنے والوں کو بیٹھے والوں پر درجہ میں فضیلت دی ہے۔ اور ان سب سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا ہے۔

فضیلت جہاد پر احادیث نبویہ:

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَعْنِي يَقُولُ اللهُ عَزَّوَجَلَّ الْمُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللهِ هُوَ عَلَيَّ ضَامِنٌ اِنْ قَبَضْتُهُ أَوْرَثْتُهُ الْجَنَّةَ وَاِنْ رَجَعْتُهُ رَجَعْتَهُ بِأَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ۔ [3]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو شخص میرے راستے میں جہاد کرتا ہے میں اس کا ضامن ہوں اگر میں اس کی روح قبض کرتا ہوں تو اسے جنت کا وارث بنا دیتا ہوں۔ اگر میں (گھر) واپس لوٹاتا ہوں تو ثواب اور مال غنیمت کے ساتھ لوٹاتا ہوں۔

[1] سورۃ التوبہ آیت 73 پارہ 10

[2] سورۃ النسآء آیت 95 پارہ 5

[3] جامع ترمذی۔ کتاب فضائل جہاد حدیث نمبر 1545

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِي سَبِيلِ اللهِ فَقَدْ غَزَا وَمَنْ خَلَفَ غَازِيًا فِي أَهْلِهِ فَقَدْ غَزَا۔ [1]

ترجمہ: حضرت زید بن خالد الجہنی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کو ساماں مہیا کرے اس نے بھی جہاد کیا اور جس نے کسی مجاہد کے گھر کی نگرانی کی اس نے بھی جہاد کیا۔

غزوہ اور سَرِیَّہ میں فرق:

اسلامی جہاد کے تذکرہ کے ضمن میں دو لفظ بکثرت استعمال ہوتے ہیں غزوہ اور سریہ۔ ان کا صحیح مفہوم ذہن نشین کر لینا از حد ضروری ہے تا کہ کسی کو کوئی غلط فہمی نہ ہو۔

غزوہ:

غزوہ اس چھوٹے یا بڑے لشکر کو کہتے ہیں جس میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود شرکت فرمائی ہو خواہ اس سفر میں جنگ کی نوبت آئی ہو یا نہ آئی ہو خواہ اس لشکر کے پیش نظر جنگ کے علاوہ کوئی اور مقصد ہو۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کل انیس (19) غزوات میں شرکت فرمائی جن میں سے نو (9) غزوات میں جنگ ہوئی۔

سَرِیَّہ:

وہ فوجی دستہ جس میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود شرکت نہ فرمائی ہو بلکہ اپنے کسی صحابی کو اس دستے کا امیر مقرر کر کے روانہ فرمایا ہو اسے سریہ کہتے ہیں۔ سریہ کیلئے بھی یہ ضروری نہیں کہ دشمنوں کے ساتھ جنگ ہوئی ہو۔ اور یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ جنگ کی نیت سے روانہ ہوئے ہوں۔

[1] جامع ترمذی، کتاب فضائل جہاد حدیث نمبر 1555

ضروری نوٹ:

ہم یہاں موضوع کے مطابق صرف ان غزوات اور سرایا (جمع سریہ) کا ذکر کریں گے جن میں خصوصیت کے ساتھ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے شرکت فرمائی۔

سَرِیّہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور اوّل علم بردار:

ہجرت مدینہ کے بعد سب سے پہلی جنگی مہم جس کو حضور نبی دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روانہ فرمایا وہ سریہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ہے۔ آپ نے حضرت حمزہ کو اس لشکر کا قائد مقرر فرمایا اور اپنے دستِ مبارک سے ان کو پرچم باندھا۔ یہی وہ پہلا پرچم تھا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں میں کسی کے لیے باندھا۔ بعض روایات میں ہے کہ اس کے علمبردار ابو مرثد غنوی تھے لیکن امام حاکم مستدرک میں صحیح حدیث روایت کی ہے کہ پہلے علم بردار حضرت حمزہ ہیں۔ اور اس بات کی تائید حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے اشعار سے بھی ہوتی ہے جو آپ نے پہلا علم عطا ہونے پر کہے۔

بعض روایات میں ہے کہ پہلا علم سریہ حضرت ابو عبیدہ میں حضرت حضرت ابو عبیدہ کو عطا ہوا۔ ذیل میں حدیث مبارکہ اور حضرت امیر حمزہ کے اشعار کو با حوالہ پیش کیا جاتا ہے۔

حدیث:

عَنْ مُحَمَّدِ بِنْ عُمَرَ قَالَ اَوَّلَ لِوَاءٍ عَقَدَهٗ رَسُوْلَ اللہِ بِحَمْزَۃَ بِنْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ۔[1]

ترجمہ: حضرت محمد بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلا علم حضرت حمزہ بن عبد المطلب کو عطا فرمایا۔

[1] مستدرک للحاکم، ج3، ص207، حدیث نمبر 4861 دار الکتب العلمیہ بیروت

علامہ ابن ہشام نقل کرتے ہیں۔

كَانَتْ رَايَةُ حَمْزَةَ اَوَّلَ رَايَةٍ عَقَدَهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ لِاَحَدٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔[1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں میں پہلا پرچم حضرت حمزہ کو عطا فرمایا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے اشعار:

بِأَمْرِ رَسُوْلِ اللهِ، أَوَّلَ خَافِقٍ
عَلَيْهِ لِوَاءٌ لَمْ يَكُنْ لَاحَ مِنْ قَبْلِيْ

تو وہ پہلا موقع تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پہلا پرچم بردار تھا اور ایسا پرچم جس سے پہلے کوئی پرچم ظاہر نہیں ہوا تھا۔

لِوَاءٌ لَدَيْهِ النَّصْرُ مِنْ ذِيْ كَرَامَةٍ
اِلٰهٍ عَزِيْزٍ فِعْلُهُ اَفْضَلُ الْفِعْلِ[2]

وہ پرچم ایسا تھا کہ اس عزت وشان والے معبود کی مدد اس کے ساتھ تھی جس کا ہر کام بہترین کام ہے۔

الغرض تیس مہاجرین پر مشتمل حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں یہ پہلا سریہ سیف البحر کی طرف روانہ ہوا جس کا مقصد ابوجہل کے تجارتی قافلے کا تعاقب کرنا تھا جب دونوں قافلے سیف البحر کے مقام کے قریب پہنچے تو آمنا سامنا ہو فریقین جنگ کے لیے تیار ہو گئے عین موقع پر قبیلہ جہینہ کے سردار مجدی بن عمرو الجہنی نے اپنے اثر و رسوخ سے دونوں لشکروں کے درمیان صلح کروادی۔ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ

[1] الروض الانف فی تفسیر ابن ہشام، جلد 3، ص 35، مکتبہ دار الکتب العلمیہ بیروت

[2] الروض الانف فی تفسیر ابن ہشام، جلد 3، ص 36، مکتبہ دار الکتب العلمیہ بیروت

مدینہ طیبہ تشریف لے آئے اور ابو جہل اپنے حواریوں کے ہمراہ مکہ واپس لوٹ گیا۔

یہاں یہ امر قابل غور ہے کہ کفار کا امیر ابو جہل جیسا ضدی اور ہٹ دھرم شخص تھا دونوں لشکروں کی تعداد میں بہت تفاوت تھا لیکن وہ صلح کرنے پر کیسے آمادہ ہو گیا در اصل وہ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی بہادری اور دلیری سے بخوبی آگاہ تھا اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شیر نے جب جلال ہاشمی سے اس کی جانب دیکھا۔ وہ سہم گیا۔ وہ مسلمانوں کے جذبہ جہاد اور ولولۂ ایمانی کی تاب نہ لا سکا اس نے صلح کرنے میں ہی بہتری سمجھی اور فوراً راہ فرار اختیار کرتے ہوئے مکہ لوٹ گیا۔

تاریخ اسلام کا پہلا غزوہ:

اسلامی تاریخ کا پہلا غزوہ جو غزوہ ابواء اور غزوہ ودّان کے نام سے مشہور ہے اس میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود شرکت فرمائی اور اس کے علم بردار حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ تھے۔ ہجرت مدینہ کے قریباً ایک سال بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ماہ صفر میں مکہ ابوا کی طرف پہلا سفر جہاد فرمایا اس سفر جہاد کا مقصد قریش مکہ کے تجارتی قافلے کی سرکوبی کرنا تھی۔

اَلْاَبْوَاءُ فِیْ صَفَرٍ عَلٰی رَاسِ اِثْنَتَیْ عَشَرَ اَشْھُرٍ مِنْ مُھَاجَرَۃٍ وَحَمَلَ لِوَائَہٗ حَمْزَۃُ بْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبِ وَکَانَ لِوَاءٌ اَبْیَضَ [1]

غزوہ ابواء ہجرت کے بارہ ماہ بعد ماہ صفر میں ہوا اس کے علم بردار حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ تھے اور اس جھنڈے کا رنگ سفید تھا۔

اس سفر جہاد کا مقصد قریش مکہ کے تجارتی قافلے کی سرکوبی تھی جب لشکر اسلام ابواء کے مقام پر پہنچا تو کفار مکہ کا لشکر بچ کر نکلنے میں کامیاب ہو گیا اس لیے نبی کریم

[1] طبقات ابن سعد، ج 2، ص 8، دار الاحیاء التراث العربی بیروت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے جانثاروں کے ہمراہ واپس مدینہ منورہ تشریف لے آئے اگرچہ اس سفر جہاد کا مقصد تو پورا نہ ہوا لیکن اس سے ایک اہم کام پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ اس علاقہ میں نبو ضمرہ کا قبیلہ آباد تھا اس زمانے میں اس قبیلے کے سردار کا نام مخشی بن عمرو الضمری تھا۔ اس کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات ہوئی اور باہمی دوستی کا معاہدہ طے پایا۔ یہ معاہدہ قافلہ پر قبضہ کرنے کی کامیابی سے کہیں بڑھ کر کامیابی تھی۔ اب یہ قبیلہ مسلمانوں کے خلاف قریش مکہ کی مدد نہیں کرسکتا تھا۔ اس غزوہ کے دوران نبی دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تقریباً پندرہ دن کے بعد مدینہ طیبہ واپس تشریف لائے۔

غزوہ ذوالعُشَیرَہ:

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو اطلاع ملی کہ اہل مکہ کا ایک تجارتی قافلہ ابوسفیان کی قیادت میں شام جارہا ہے جس میں بہت بڑی سرمایہ کاری کی گئی ہے اور اس قافلے کو تیار کرنے کا سبب اور مقصد یہ تھا کہ کفار مکہ مدینہ پر لشکر کشی کرنے کی وسیع پیمانے پر علی الاعلان تیاری کر رہے تھے اور اس کے اخراجات کو پورا کرنے کے لیے انہوں نے فقید المثال تجارتی قافلہ تیار کیا۔ کوئی قریشی مرد یا عورت ایسی نہیں تھی جس نے اس قافلہ تجارت میں سرمایہ کاری نہ کی ہو انہوں نے اپنے تمام اموال اس قافلہ میں لگا دیئے۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس قافلہ کو ہراساں کرنے کے لیے ایک سو پچاس رفقاء کے ساتھ مدینہ طیبہ سے روانہ ہوئے۔ روانگی کے وقت حضرت عباس سلمی بن عبدالاسد المخزومی رضی اللہ عنہما کو اپنا نائب مقرر فرمایا اور اس مہم کا علم بھی حضرت حمزہ کو عطا کیا گیا۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فِي السَّنَةِ الثَّانِيَةِ اِلَى الْعَشِيْرَةِ فِي

الْمُهَاجِرِيْنَ فَاسْتَخْلَفَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ أَبَا سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الْاَسَدِ وَكَانَ يَحْمِلُ لِوَاءَهُ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کے دوسرے سال مہاجرین کے ہمراہ مقام عشیرہ کی طرف نکلے ابا سلمٰی بن عبدالاسد کو مدینہ میں خلیفہ مقرر فرمایا اور اس قافلہ کے علم بردار حضرت حمزہ بن عبدالمطلب تھے۔

حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے جانثار صحابہ کی قیادت فرماتے ہوئے عشیرہ کے مقام تک اس قافلے کا تعاقب فرمایا لیکن قافلہ کچھ دن پہلے نکل چکا تھا۔ عشیرہ کا قصبہ ینبع کے علاقہ میں ہے اسے ذوالعشیرہ بھی کہتے ہیں یہ ایک قلعہ ہے اور یہاں عمدہ قسم کی کھجوروں کے باغات ہیں۔ قافلہ تو نکل گیا لیکن چندروز قیام کے دوران عظیم سیاسی کامیابی حاصل ہوئی۔ بنومدلج بنوضمرہ کے حلیف تھے۔ تقریباً انہی شرائط پر ان سے بھی دوستی کا معاہدہ ہوا جن شرائط پر بنوضمرہ سے معاہدہ ہوا تھا جس سے مسلمانوں کی طاقت میں اضافہ ہوا اگر ایسا نہ ہوتا تو کچھ بعید نہ تھا کہ یہ قبیلے کفار مکہ کا ساتھ دیتے۔

غزوہ بدر اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ:

غزوہ بدر تاریخ اسلام کا وہ عظیم معرکہ ہے جب اسلام اور کفر، حق اور باطل کے درمیان پہلی ٹکر ہوئی۔ اس معرکہ میں فرزندانِ اسلام کی تعداد کفار کے مقابلہ میں ایک تہائی تھی۔ کفر بڑے غرور اور تکبر کے ساتھ میدان جنگ میں اترا لیکن ایسی فیصلہ کن ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا جس نے اس کی کمر توڑ دی۔ کفار کے بڑے بڑے سردار اور سرغنے واصل جہنم ہوئے پھر کبھی ان کو یہ ہمت نہ ہوئی کہ اس شان سے حق کو للکار سکیں یہ واقعہ معجزہ سے کم حیثیت نہیں رکھتا۔ اس معرکے کے بعد لوگوں کو اسلام کی

[1] دلائل النبوۃ، ج3، ص16، دار الکتب العلمیہ بیروت

حقانیت اور صداقت پر یقین ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے اہل اسلام کو عزت دی دین اسلام کو مضبوط اور مستحکم فرمایا۔

مورخین اس معرکہ کو غزوہ بدر کے نام سے یاد کرتے ہیں لیکن رب تعالیٰ نے اپنی لاریب کتاب میں اسے یَوۡمُ الفُرۡقَانُ کے نام سے یاد فرمایا ہے۔ یعنی وہ دن جب حق اور باطل کے درمیان فرق ہو گیا۔

آیت مبارکہ:

وَمَآ اَنۡزَلۡنَا عَلٰی عَبۡدِنَا یَوۡمَ الۡفُرۡقَانِ یَوۡمَ الۡتَقَی الۡجَمۡعٰنِ [1]

ترجمہ: اور جب ہم نے اتارا اپنے (محبوب پر) فیصلہ کے دن جس روز آمنے سامنے ہوئے دو لشکر۔

یہ غزوہ مبارکہ ہجرت کے دوسرے سال سترہ رمضان المبارک کو پیش آیا لشکر اسلام کی قیادت خود حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے تھے جس کی کل تعداد تین سو تیرہ (313) تھی۔ مسلمانوں کے پاس ایک گھوڑہ اور اسّی (80) اونٹ تھے۔ باقی مجاہدین پیادہ تھے۔ لشکر کفار کی قیادت ابو جہل کے ہاتھ میں تھی جب کہ اس کے لشکر کی تعداد ایک ہزار کے قریب تھی سواریاں ہتھیار بھی وافر تھا۔ اس غزوہ مبارکہ کا اختتام مسلمانوں کی فتح و نصرت پر ہوا۔ کفار کے ستر افراد مارے گئے اور اتنی ہی تعداد میں قیدی بنے۔

نہ تیغ و تیر پر تکیہ، نہ خنجر پر نہ بھالے پر
بھروسا تھا تو اک سادی سی کالی کملی والے پر

نوٹ: سطور ہذا میں غزوہ بدر کی تفصیل بیان کرنا مقصود نہیں یہاں صرف اس غزوہ

[1] سورۃ الانفال، آیت نمبر 21

مبارکہ میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے شجاعت اور بہادری کی جو داستان رقم فرمائی اس کا تذکرہ کرنا مقصود ہے۔

غزوہ بدر کا پہلا مقتول بدست حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ:

میدان بدر میں کفار مکہ نے اپنی صفوں کو درست کیا اس وقت مسلمانوں کی بے سروسامانی دیکھ کر اس امت کا فرعون ابوجہل للکارنے لگا۔ لات وعزیٰ کی قسم ہم ان تھوڑے سے مسلمانوں کو پہاڑوں میں دھکیل دیں گے۔ ان کو قتل کرنے کی بھی ضرورت نہیں ان کو پکڑ کر رسیوں میں جکڑتے جاؤ اس کے اس خطاب کے بعد کفار مکہ کا پہلا مقتول جسے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے واصل جہنم کیا اسود مخزومی تھا۔ جنگ کی پہلی چنگاری اُسی نے بھڑکائی یہ بڑا بدخو اور شریر شخص تھا۔ اس نے اعلان کی میں نے اللہ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ مسلمانوں کے حوض سے پانی پیئے گا اور اسے منہدم کردے گا جب وہ اپنی فاسد نیت سے پانی کے تالاب کی طرف بڑھا تو اسلام کے شاہین اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شیر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب اس پر جھپٹ پڑے جب ان کا آمنا سامنا ہوا تو آپ نے اس پر تلوار کا وار کیا اور اس کی پنڈلی کاٹ کر رکھ دی وہ اپنی پیٹھ کے بل گر پڑا اس کی ٹانگ سے خون بہنے لگا۔ وہ رینگتا ہوا اس ارادے سے حوض کے قریب ہوا کہ اس میں گھس کر اسے ناقابل استعمال بنادے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اس کی طرف بڑھے اور اس کا کام تمام کردیا۔ یہ پہلا کافر تھا جو جنگ بدر میں واصل جہنم ہوا۔

عتبہ کی دعوت مبارزت:

یہ منظر دیکھ کر مسلمانوں نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور دوسری طرف کفار مکہ دیکھ رہے تھے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کس طرح کفار کے مقابلے میں سینہ تان کر کھڑے ہیں۔

وَاتَّبَعَہٗ حَمْزَۃُ یَضْرِبُہٗ حَتّٰی قَتَلَہٗ فَکَانَ اَوَّلَ قَتِیْلٍ [1]

ترجمہ: حضرت حمزہ اس کی طرف بڑھے اس کو مارا یہاں تک کہ واصل جہنم کر دیا اور یہ بدر کا پہلا مقتول ہے۔

جنگ کا باقاعدہ آغاز:

اسود کو یوں دولخت دیکھ کر عتبہ بن ربیعہ جوش غضب سے اٹھا اور انتقام لینے کے لیے بے تاب ہو گیا اپنے بھائی شیبہ اور اپنے بیٹے ولید کو لے کر صفوں کے درمیان آ کھڑا ہوا اور ھَل مِن مُبَارِزٍ ا کا نعرہ لگا کر یہ تینوں اپنے مدمقابل کا انتظار کرنے لگے۔

فَبَرَزَ عُتْبَۃُ وَاَخُوْہٗ شَیْبَۃُ وَاَبْنُہٗ الْوَلِیْدُ فَقَالُوْا مَنْ یُّبَارِزُ

ترجمہ: عتبہ اسکا بھائی شیبہ اور اس کا بیٹا ولید میدان جنگ میں نکلے اور کہنے لگے ہمارا مقابلہ کون کرے گا۔

یہ سن کر تین انصاری نوجوان حضرت عوف، حضرت معاذ اور حضرت عبداللہ بن رواح رضی اللہ عنہم شیروں کی طرح دھاڑتے ان سے مقابلہ کرنے کے لیے نکلے۔ عتبہ نے پوچھا تم کون ہو وہ بولے

نَحْنُ فِتْیَۃٌ مِنَ الْاَنْصَارِ

ترجمہ: ہم قبیلہ انصار میں سے ہیں۔

اس پر عتبہ بولا ہم تم سے نہیں لڑیں گے ہمارے مدمقابل بنو قریش کے بہادروں کو بھیجو جو ہمارے برابر کے ہیں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے چیلنج کو قبول کرتے ہوئے فرمایا:

قُم یَا حُمْزَۃُ، قُمْ یَا عَلِیُّ ، قُم یَا عُبَیْدَہ ۔ [2]

[1] دلائل النبوۃ، ج3ص66، دارالکتب العلمیہ بیروت

[2] مستدرک للحاکم، ج3ص215، حدیث نمبر 4882، دارالکتب العلمیہ بیروت

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اے حمزہ تم اٹھو، اے علی تم اٹھو، اے عبیدہ تم اٹھو، اللہ کے یہ تینوں شیر ان کے نزدیک پہنچے تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے عتبہ کو للکارا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عتبہ کے بیٹے ولید کو اور حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ شیبہ کے مدمقابل ہوئے جرأت و بہادری کا دوسرا منظر یہ دیکھنے میں آیا جب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اپنے مدمقابل کو سنبھلنے کا موقع ہی نہ دیا اور ایک ہی وار میں اس کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ شیر خدا نے بھی ولید کو مہلت دیئے بغیر اس کا سرِ غرور تن سے جدا کر دیا جب حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ اور شیبہ کے درمیان مقابلہ ہوا جس میں دونوں زخمی ہوئے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور شیبہ کو واصل جہنم کیا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی عتبہ کو للکار اور نزول آیت قرآن:

جب میدان بدر میں عتبہ اپنے بھائی شیبہ اور بیٹے ولید کے ساتھ ھَل مِن مُبَارِزٍ کا نعرہ لگاتے ہوئے میدان میں اترا اور ان کے مدمقابل خاندان نبوت کے عظیم چشم و چراغ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ میدان میں اترے اور دشمنان دین کی دعوت مبارزت کو قبول کرتے ہوئے اللہ کی توحید کا نعرہ بلند کیا تو اس خوبصورت منظر کو اللہ نے اپنے کلام لاریب کا حصہ بنا دیا اور اس آیت کا نزول ہوا۔

آیت:

هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ ط يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ [1]

ترجمہ: یہ دو فریق جو جھگڑ رہے ہیں اپنے رب کے بارے میں تو وہ لوگ جنہوں نے

---

[1] تفسیر طبری، تفسیر مظہری، سورۃ الحج آیت نمبر 19

کفر اختیار کیا تیار کر دیئے گئے ہیں ان کیلئے کپڑے آتش (جہنم) سے انڈیلا جائے گا اور ان کے سروں پر کھولتا ہوا پانی۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا دو تلواروں سے لڑنا:

عَنْ عُمَیْرُ بْنِ اِسْحَاق قَالَ کَانَ حَمْزَۃُ یُقَاتِلُ بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بِسَیْفَیْنِ وَیَقُوْلُ اَنَا اَسَدُ اللّٰہِ[1]

ترجمہ: حضرت عمیر بن اسحاق فرماتے ہیں: حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے دو تلواروں کے ساتھ لڑائی کیا کرتے تھے اور زبان سے کہتے جاتے ''اللہ کا شیر ہوں''

حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں شروع سے لے کر آخر تک موجود رہے بہت جوانمردی سے دشمنوں کا مقابلہ کیا کفر کی صفوں کو درہم برہم کیا کفار کے بڑے سورماؤں کو واصل جہنم کیا۔ کفار نے خود اس بات کا اعتراف کیا کہ ہمیں سب سے زیادہ نقصان حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اور علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے پہنچایا۔

علی بھی میدان بدر میں تھے بنے قیامت جو دشمنوں پر
ہوئی تھی یکجا علی کی ہمت تیری شجاعت امیر حمزہ

غزوہ قینقاع:

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قیادت میں حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے غزوہ قینقاع میں بھی شرکت فرمائی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جھنڈا اٹھانے کی سعادت حاصل کی۔۔ علَمْ اٹھانا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ایک بہادر اور صاحب حکمت شخصیت کے مالک تھے اور مدمقابل کو شکست دینے والے تھے۔

[1] مستدرک للحاکم، ج3، ص212، حدیث 4875، دارالکتب العلمیہ بیروت

وَكَانَ الَّذِیْ حَمَلَ لِوَاءَهٗ یَوْمَئِذٍ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَكَانَ لِوَاءُ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَبْیَضَ [1]

ترجمہ: اور اس (غزوہ قینقاع) حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے جھنڈا اٹھایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جھنڈے کا رنگ سفید تھا۔

غزوہ قینقاع، غزوہ بدر کے واپسی پر شوال 2 ہجری کو پیش آیا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ قبیلہ قینقاع یہودیوں کے قبائل میں سے بہادر قبیلہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علاقائی امن کو قائم کرنے کے لیے ان کے ساتھ ایک معاہدہ فرمایا تھا۔ غزوہ بدر سے واپسی کے بعد قبیلہ بنوقینقاع نے دیکھا کہ فتح ونصرت مسلمانوں کے حصے میں آئی ہے اسلام کا جھنڈا دن بدن بلند ہوتا جا رہا ہے لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست اقدس پر بیعت کر کے آپ کے حلقے غلامی میں داخل ہو رہے ہیں تو ان کے دلوں میں بغض و حسد کی مخفی آگ بھڑک اٹھی انہوں نے علی الاعلان یہ کہنا شروع کر دیا کہ ہم نے وہ معاہدہ کالعدم کر دیا اب ہم پر اس معاہدے کی پابندی ضروری نہیں ہر دن بگڑتے ہوئے حالات کو سنبھالنے کے لیے ایک دن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنوقینقاع کے بازار میں خود تشریف لے گئے بہت محبت بھرے انداز میں گفتگو کا آغاز فرمایا اور انہیں ایسی حرکات سے باز رہنے کی تلقین فرمائی جو کسی بھی فتنوں اور فساد کا سبب بن سکتی ہے۔ انہوں نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپ نے ایسی قوم سے جنگ کی ہے جن کو فن حرب کا کوئی تجربہ نہ تھا۔ اگر ہم سے جنگ کرو تو تمہیں پتہ چل جائے گا کہ ہم کس طرح کے لوگ ہیں۔

یہودی آپ سے معاہدہ توڑنے کا سبب تلاش کرنے لگے اور کچھ ہی دنوں کے بعد معاہدہ توڑنے کا سبب پیدا ہو گیا۔

[1] طبقات ابن سعد، ج 2، ص 29، دار الاحیاء التراث العربی بیروت

ہوا کچھ یوں کہ مسلمانوں کی ایک خاتون اپنا کچھ سامان بیچنے بنو قینقاع کے بازار میں سنار کی دوکان پر گئی۔ یہودیوں نے اس کا چہرہ بے نقاب کرنا چاہا جس پر اس عورت نے مزاحمت کی یہودیوں نے اس کا مزاق اُڑایا تو اس نے مسلمان مردوں سے مدد طلب کی۔ ایک شخص نے آگے بڑھ کر اس یہودی کو مار ڈالا اس پر وہاں موجود سب یہودیوں نے مل کر اس مسلمان کو شہید کر دیا اس وجہ سے صورت حال مزید بگڑی اور فساد کا ماحول بن گیا۔

جب سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس ساری صورت حال کی خبر ہوئی تو آپ نے ایک لشکر تیار فرمایا اور یہودیوں کی سرکوبی کے لیے مدینہ طیبہ سے باہر نکلے۔ یہودیوں نے جب یہ منظر دیکھا تو وہ اپنے قلعوں میں داخل ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وفاداروں کے جذبوں کو دیکھ ان کے دل لرز گئے۔ تعداد میں زیادہ ہونے کے باوجود یہودیوں کی یہ جرأت نہ ہو سکی کہ اسلام کے شیدائیوں کا مقابلہ کرنے کے لیے باہر نکل سکیں۔ اس شرط پر قلعہ سے باہر آنے اور دروازہ کھولنے پر تیار ہو گئے کہ ہماری زمینیں اور اموال بے شک لے لیں لیکن انہیں یہاں سے باسلامت نکل جانے کی اجازت دی جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی تجویز کو قبول فرمایا اور تین دن کے اندر اندر مدینہ سے نکل جانے کی مہلت دی۔ وہ یہاں سے ملک شام چلے گئے لیکن کچھ عرصہ بعد ان کا نام و نشان نہ رہا۔

باب ششم

فضائلِ جبلِ احد

نوٹ: حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے غزوہ احد میں جام شہادت نوش فرمایا۔ یہ غزوہ چونکہ جبل احد کے دامن میں وقوع پذیر ہوا اور آپ کا مزار بھی یہیں پر ہے اور جبل احد اپنی ایک منفرد شان اور پہچان رکھتا ہے۔ تو اس لیے ضروری تھا کہ جبل احد کے فضائل پر ایک مستقل باب باندھا جائے۔

ابتدائیہ:

مدینہ پاک کا ہر گوشہ انوار وتجلیات کا مرکز ہے۔ اس مسکن رحمت، شہر کرم کا ہر ذرہ اپنے اندر وہ خوشبو لیئے ہوئے ہے جو خوشبو کسی مشک وعنبر کو بھی میسر نہیں۔ اس دیارِ محبوب کی فضاؤں میں قدم رکھتے ہی روح ایک عجیب وغریب کیف سے سرشار ہو جاتی ہے۔ دل کو سوز وگداز کی نعمت عطا ہوتی ہے۔ یہ جلوہ گاہِ نبی ہے یہ گزرگاہِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جس کی فضاؤں میں حبیب خدا کی خوشبو بسی ہوئی ہے۔ حرم نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حلقۂ نور میں داخل ہوتے ہی دل ونگاہ کو تطہیر نصیب ہوتی ہے۔ گنبد خضریٰ کی زیارت سے تاریک دل روشن ہو جاتے ہیں اس آغوشِ رحمت میں آتے ہی بے چین دلوں کو چین اور سکوں کی دولت نصیب ہوتی ہے۔ ہر وہ شخص جو محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور غلامی رسول کی لذت سے آشنا ہے وہ شہرِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے در و دیوار سے

بھی محبت کرتا ہے اور اس شہر کرم، دیار رحمت و برکت کی حاضری کیلئے شب و روز تڑپتا ہے۔ دھیان اور فکری کی تمام سمتیں ہر وقت اس شہر محبوب کی طرف رہتی ہیں۔

دھیان میں کچھ نہ رہے شہر لطافت کے سوا
ابر رحمت کے سوا، دامنِ شفقت کے سوا

اور ایسا کیوں نہ ہو یہ وہ خوش نصیب شہر ہے جہاں کی زمیں دنیا کی بلندیوں سے بلند، جہاں کی فضا جنت کی خوشبو سے معطر، اور جہاں کا ذرہ ذرہ آفتاب سے زیادہ روشن ہے۔ جہاں سے کوئی محروم نہیں لوٹتا جہاں ہر ایک کی جھولی مرادوں سے بھر دی جاتی ہے۔ جہاں فقیر کو صدا لگانے سے پہلے ہی نواز دیا جاتا ہے۔ جہاں بادشاہ بھی فقیر اور بھکاری بن کے آتے ہیں۔

اس گلی کا گدا ہوں میں جس میں
مانگتے تاجدار پھرتے ہیں

لیکن جبلِ احد اپنے اندر ایک منفرد اعزاز اور جاذبیت رکھتا ہے یہی وہ خوش نصیب اور بلند بخت پہاڑ ہے جو محبوب خدا کو بھی محبوب ہے۔ اس پہاڑ کا ہر پتھر اور ہر چوٹی دیکھنے والے پر رقت آمیز کیفیت طاری کر دیتی ہے۔ دل اس پہاڑی کی جانب کشش اور میلان رکھتا ہے۔ اس کی ہوائیں اپنے اندر ایک اپنائیت اور سوز و گداز سمیٹے ہوئے ہیں جو زیارت کرنے والے کے دل و دماغ میں سرائیت کر جاتی ہے۔ وہ سکون کی دولت دنیا کے کسی حصے میں میسر نہیں جو مدینہ طیبہ اور جبلِ احد کی فضاؤں میں ہے اور ایسا کیوں نہ ہو۔

جس پہاڑ کے بارے میں خود نبی دو جہاں محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہو

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ نَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اِلٰی اُحُدٍ فَقَالَ

اِنَّ اُحُدًا جَبَلٌ یُحِبُّنَا وَ نُحِبُّہٗ۔ [1]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُحد پہاڑ کی طرف دیکھ کر فرمایا احد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔

مدینہ منورہ کے پہاڑوں میں جبلِ احد کی فضیلت سب سے بڑھ کر ہے۔ آج بھی یہ متبرک پہاڑ آنے والے ہر زائر کو اپنی زبان حال سے غزوہ احد کا ایک ایک ورق کھول کر سناتا ہے کہ اس کے دامن میں کون سا معرکہ حق و باطل ہوا تھا۔ جبل احد آج بھی اپنی تنگ وادی کی طرف اشارہ کر کے بتاتا ہے کہ یہاں لشکر اسلام خیمہ زن ہوا تھا۔ اس کی وادی میں آج بھی اس نعرہ مستانہ کی آواز سنائی دیتی ہے جو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھتے ہوئے اور حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے ذوالفقار حیدری کو لہراتے ہوئے لگایا تھا۔ یہ پہاڑ آج بھی ان سعادتوں اور فیوض و برکات کی طرف اشارہ کرتا ہے جس سے اس کا دامن مالا مال ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے لے کر آج تک ہر دور میں اولیاء کرام صوفیائے عظام اور اہل محبت کا اس جبل محبت کے ساتھ دلی لگاؤ اور عقیدت کا تعلق رہا ہے۔ حضرات اولیاء کرام اس پہاڑ کی زیارت کے لیے حاضر ہوتے ہیں یہاں آ کر وقت گزارتے ہیں اور یہ سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا۔

محبوب خدا کا محبوب ہے جبلِ احد
ہر عاشق کا مطلوب ہے جبل احد
اس کی فضا معطر ہے قدومِ رسول سے
صحابہ کا مرغوب ہے جبلِ احد

[1] صحیح مسلم کتاب الحج، باب فضل احد

محلِ وقوع:

عربی زبان میں پہاڑ کو ''جبل'' کہتے ہیں۔ یہ لفظ قرآن پاک میں بھی کئی بار استعمال ہوا ہے۔ احد پہاڑ مدینہ منورہ کے شمال میں مسجد نبوی شریف سے تقریباً 5 کلو میٹر کی مسافت پر واقع ہے۔ مسجد نبوی شریف کے موجودہ نقشے کے مطابق ایک زائر باب فہد 21 نمبر گیٹ پر کھڑے ہو کر ہی اس محبوب پہاڑ کی زیارت کر سکتا ہے۔ یہ پہاڑ دیکھنے میں ایک خوبصورت منظر رکھتا ہے۔ اس میں سُرخ اور کالی رنگت کا ایک خوبصورت امتزاج ہے یہ پہاڑ مشرق اور مغرب کی طرف تقریباً 8 کلومیٹر تک پھیلا ہوا ہے اور شمال اور جنوب کی سمت میں تقریباً اس کی چوڑائی 2 سے 3 کلومیٹر کے درمیان ہے۔

احد نام کی وجہ تسمیہ:

اس مبارک پہاڑ کا نام ''احد'' بھی اپنے نام میں ایک اعزاز اور دلچسپی رکھتا ہے کتب سیرت میں سیرت نگاروں نے اس پہاڑ کے نام پر بھی کلام کیا ہے جو دلچسپی سے خالی نہیں۔ لفظ احد ''توحد'' اور ''احدیت'' سے مشتق ہے توحید بھی اسی سے بنا ہے۔ جس کا معنٰی ہے یکتا ہونا، بے مثل ہونا۔ اس متبرک پہاڑ کا نام اُحد بھی اس پہاڑ کی شانِ رفیع کا اظہار کرتا ہے کہ یہ اپنے اطراف کے تمام پہاڑوں سے منفرد اور یکتا ہے۔ اس جیسا کوئی دوسرا پہاڑ اور موجود نہیں جو اس سے میل رکھتا ہو۔

جبل احد اور احادیث مبارکہ

پہلی حدیث

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی الله عنه قَالَ، اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صَعِدَ

اُحُدًا، و اَبُو بَکْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ، فَرَجَفَ بِهِمْ، فَقَالَ اثْبُتْ اُحُدُ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيْقٌ، وَشَهِيْدَانِ۔[1]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک سے روایت ہے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احد پہاڑ پر تشریف لے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی تھے، اچانک پہاڑ اُن کے (آنے کی خوشی کے) باعث (جوشِ مسرت سے) جھومنے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اُحد ٹھہر جا تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

ایک ٹھوکر میں احد کا زلزلہ جاتا رہا
رکھتی ہیں کتنا وقار اللہ اکبر ایڑیاں

دوسری حدیث پاک:

عَنْ اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا تَسُبُّوْا اَصْحَابِي فَلَوْا اَنَّ اَحَدَكُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ اَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيْفَهُ۔[2]

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میرے صحابہ کو برا نہ کہ کیونکہ اگر تم میں سے کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر اللہ کی راہ میں سونا خرچ کرے تو اس کا ثواب میرے صحابہ کے ایک مد یا آدھے مد کے ثواب کے برابر بھی نہیں پہنچ سکتا۔

تیسری حدیث پاک:

عَنْ اَبِي عَبَسِ بِنْ جُبَيْرٍ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ اُحُدٌ يُحِبُّنَا وَ

[1] صحیح بخاری کتاب الفضائل باب مناقب عثمان بن عفان

[2] مشکوۃ المصابیح کتاب المناقب

نُحِبُّهُ، وَهُوَعَلَى بَابِ الْجَنَّةِ۔[1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اُحد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے ہم اس سے محبت کرتے ہیں وہ جنت کے دروازوں میں سے۔

چوتھی حدیث پاک:

حَدَّ ثَنَا اَنَسُ بِنُ مَالِكٍ رضی الله عنه قَالَ رَسُوْ لُ الله صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اِنَّ اُحُدًا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَ نُحِبُّهُ۔[2]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: احد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔

جبلِ احد کی محبت کی تحقیق:

امام نووی کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جبل احد سے محبت اور جبل احد کی حضور سرورِ کائنات سے محبت مجازی نہیں بلکہ حقیقت پر محمول ہے۔

امام نووی لکھتے ہیں:

وَاَنَّ مَعْنَاهُ يُحِبُّنَا هُوَبِنَفْسِهِ وَقَدْ جَعَلَ اللهُ فِيهِ تَمِيْزًا[3]

ترجمہ: اور يُحِبُّنَا کا معنٰی بنفسہ ہے ''حقیقت'' پر ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس پہاڑ میں شعور کو رکھ دیا ہے۔

جس سے معلوم ہوا کہ محبت اور نفرت دوستی اور دشمنی کی کیفیت جمادات میں بھی پائی جاتی ہے۔ پہاڑوں کی محبت اور الفت جمادات کی تسبیح و تحلیل سے مشابہت

[1] الروض الانف فی تفسیر سیرۃ النبویہ لابن ھشام، ج3، ص241، دارلکتب العلمیہ بیروت

[2] صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل احد

[3] شرح صحیح مسلم کتاب الحج لامام نووی، ج5، ص175، مکتبہ دارابی حیان

رکھتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ[1]

ترجمہ: زمین و آسمان میں کوئی شے ایسی نہیں جو اس کی پاکی کی تعریف نہ کرتی ہو۔

جب پہاڑ اور دوسری چیزیں ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا میں مصروف ہیں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ان کی محبت کا ظہور بعید از قیاس نہیں۔

علماء و محققین اس بات پر متفق ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے ہیں تمام موجودات نا مخصوص جن و انس بلکہ تمام جمادات، نباتات، پہاڑ اور تمام مخلوقات سب کے نبی ہیں۔ غیر ذوی العقول اشیاء سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا کلام فرمانا اور ان کا جواب دینا احادیث سے ثابت ہے اور یہ بات دلائل سے واضح ہے۔ جیسا کہ آپ نے جبل احد کو مخاطب کر کے فرمایا

اُثْبُتْ اُحُدُ فَاِنَّمَا عَلَیْکَ نَبِیٌّ وَ صِدِّیْقٌ، وَشَھِیْدَانِ[2]

ترجمہ: اے اُحد ٹھہر جا تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

حضور سرور کائنات نے فرمایا:

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اِنِّیْ لَاَعْرِفُ حَجَرًا بِمَکَّۃَ کَانَ یُسَلِّمُ عَلَیَّ۔[3]

ترجمہ: حضرت جابر بن سمرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں مکہ میں اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو اعلانِ نبوت سے پہلے مجھے سلام کیا کرتا تھا۔

حضرت جابر بن عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ

1. پارہ 15، سورۃ بنی اسرائیل، آیت نمبر 44
2. صحیح البخاری کتاب الفضائل
3. صحیح مسلم کتاب فضائل

عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا اَنَّ امْرَاَةً مِّنَ الْاَنْصَارِ، قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَلَا اَجْعَلُ لَكَ شَیْئًا تَقْعُدُ عَلَیْهِ؟ فَاِنَّ لِیْ غُلَامًا نَجَّارًا قَالَ اِنْ شِئْتِ۔ قَالَ فَعَمِلَتْ لَهُ الْمِنْبَرَ، فَلَمَّا كَانَ یَوْمُ الْجُمُعَةِ، قَعَدَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَی الْمِنْبَرِ الَّذِیْ صُنِعَ، فَصَاحَتِ النَّخْلَةُ الَّتِیْ كَانَ یَخْطُبُ عِنْدَهَا، حَتّٰی كَادَتْ اَنْ تَنْشَقَّ، فَنَزَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی اَخَذَهَا فَضَمَّهَا اِلَیْهِ، فَجَعَلَتْ تَئِنُّ اَنِیْنَ الصَّبِیِّ الَّذِیْ یُسَكَّتُ، حَتّٰی اِسْتَقَرَّتْ، قَالَ بَكَتْ عَلٰی مَا كَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الذِّكْرِ۔[1]

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کہ انصاری کی ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا میں آپ کے لیے کوئی ایسی چیز نہ بنوادوں جس پر آپ بیٹھا کریں کیونکہ میرا بیٹا بڑھئی ہے، آپ نے فرمایا: اگر تم چاہو، پھر اس عورت نے آپ کے لیے منبر بنوادیا، پھر جب جمعہ کا دن آیا تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس منبر پر بیٹھ گئے جو آپ کے لیے بنایا گیا تھا، تب کھجور کے درخت کا وہ ستون چیخ مار کر رونے لگا جس سے ٹیک لگا کر آپ پہلے خطبہ دیتے تھے حتیٰ کہ لگتا تھا کہ وہ ستون پھٹ پڑے گا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر سے اترے اور اس ستون کو پکڑ کر اپنے (سینہ کے) ساتھ لگایا، تب وہ ستون اس بچہ کی طرح سسکیاں لے کر رونے لگا جس کو چپ کرایا جاتا ہے، اس کے بعد وہ چپ ہوگیا۔ راوی نے کہا: یہ ستون اس لیے رورہا تھا کہ یہ ذکر اور نصیحت سنتا تھا (اور اب اس سے محروم ہوگیا)۔

اس حدیث پاک سے مزید فوائد حاصل ہوتے ہیں جس کو علماء و محققین نے

[1] صحیح بخاری، کتاب البیوع باب النجار، حدیث 2

بیان فرمایا ہے۔

فائدہ نمبر 1:

پتھر کی حقیقت میں محبت اور شعور نہیں ہے۔ یہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا عظیم معجزہ ہے کہ جس شے کی حقیقت میں محبت نہیں وہاں بھی محبت کو جاری فرمادیا ہے۔

فائدہ نمبر 2:

اگر پتھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرے تو آپ اس کی محبت کا جواب محبت سے دیتے ہیں۔تو پھر انسان اگر صدق دل سے اپنے آقا سے محبت کرے تو وہ کیسے آپ کی محبت سے محروم رہ سکتا ہے۔

فائدہ نمبر 3:

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو نبی پتھر کے دل میں چھپی ہوئی محبت کا علم رکھتے ہیں ان سے کیا کوئی چیز مخفی رہ سکتی ہے۔

فائدہ نمبر 4:

صیغہ جمع کی حکمت قول مشہور ہے کہ

قَوْلُ الْحَكِيْمِ لَا يَخْلُوْا عَنِ الْحِكْمَةِ

(حکیم کا قول کبھی حکمت سے خالی نہیں ہوتا)۔

حدیث مبارکہ کے الفاظ ہیں کہ ''یُحِبُّنَا وَ نُحِبُّهُ'' یہ جمع کا صیغہ ہے۔اس میں بھی ایک لطیف اشارہ ہے۔سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ یُحِبُّنِيْ وَ اُحِبُّهُ بلکہ جمع کا صیغہ استعمال فرمایا ہے۔جس کا مطلب ہے کہ ہر وہ مرد و مومن جس کے دل میں حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خاص محبت ہے وہ جبل احد سے محبت کرتا ہے اور جبل احد بھی سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہر غلام سے محبت کرتا ہے۔

اور یہاں اس راز سے بھی پردہ اٹھتا ہے کہ اولیائے کرام صوفیاء عظام اور اہل محبت کا اس پہاڑ سے کیا ربط اور تعلق ہے۔

جبل احد پر حضرت ہارون کا مزار:

الروض الانف میں امام سہلی نے اس بات کو بیان کیا ہے کہ جبل احد پر اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام بھی دفن ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام حج و عمرہ کرنے کے بعد مدینہ سے گزرے تو اس وقت حضرت ہارون علیہ السلام کا وصال ہوا اور انہیں جبل احد پر دفن کیا گیا۔

وَفِیْ اُحُدٍ قَبْرُھَا رُوْنَ اَخِیْ مُوْسیٰ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ۔[1]

ترجمہ: اور جبل احد میں حضرت موسیٰ کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کی قبر مبارک ہے۔

جبل صورت اسم محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم:

جبل احد کو اللہ تعالیٰ نے کئی اعزازات اور انعامات سے نوازا ہے۔ یہ محبوب خدا کی حیاتِ مبارکہ کی اَن گنت یادوں کا امین ہے۔ جہاں اس پہاڑ کے مبارک اسم میں مرتبے اور شان کو ظاہر فرمایا گیا ہے۔ وہاں اس کی ہیت اور صورت کو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے مبارک اسم شریف ''محمد'' صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شبیہہ عطا فرما کر دائمی عزتوں سے نوازا ہے۔ یہ جدید تحقیق سے ثابت ہے کہ سٹلائیٹ کے ذریعے جب اس پہاڑ کو دیکھا جائے تو اس کا نقشہ بعین اسم ''محمد'' صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مطابق ہے جو کتاب ہٰذا کے شروع میں پیش کی گئی ہے۔



[1] الروض الانف فی تفسیر السیرۃ النبویۃ لا ابن ھشام، ج3، ص242، دارالکتب العلمیۃ بیروت

باب ہفتم

غزوہ احد اور شہادتِ حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ

غزوہ احد اور شہادتِ حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ:

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قیادت میں حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کا یہ آخری غزوہ مبارکہ ہے۔ جس میں آپ نے جرأت و بہادری کی داستان رقم کرتے ہوئے جام شہادت نوش فرمایا اور سید الشہداء کے عظیم منصب پر فائز ہوئے۔ جبل احد اور اس کی وادی آج بھی آپ کی دلیری اور شہادت کی کہانی اپنے دیکھنے والوں کو سناتی ہے۔ ضروری ہے کہ پہلے اس جنگ کا پس منظر مختصراً ذکر کیا جائے۔

پس منظر:

بدر کی شکست کفارِ مکہ کے لیے صرف ایک جنگ کی ہار نہ تھی بلکہ اس عظیم معرکہ نے جہاں مسلمانوں کو پورے عرب میں عزت بخشی اور اسلام کا رعب و دبدبہ قائم کر دیا وہاں کفارِ مکہ کو سارے عرب میں ذلیل و رسوا بھی کر دیا۔ جزیرہ عرب کے تمام باشندے بت پرست تھے۔ ان کا روحانی مرکز شہر مکہ تھا۔ تمام عرب کو بت پرستی کے آداب سکھانے اور تربیت کرنے والے روحانی پیشوا یہی اہل مکہ تھے۔ بدر کی شکست نے ان کے بتوں کی خدائی کے عقیدے پر بھی گہری چوٹ لگائی۔ مکہ سیاسی اعتبار سے بھی باقی تمام شہروں اور قصبوں پر برتری رکھتا تھا۔ اس ہار سے ان کی یہ حیثیت متاثر

ہوئی۔ وہ بدلہ لینے کے لیے انتقام کی آگ میں جل رہے تھے۔

سب سے بڑی بات جو ہر وقت کانٹا بن کر ان کے جگر میں چبھتی تھی اور انہیں بے قرار کرتی تھی۔ وہ ان کے ستر مقتول تھے۔ کسی کا باپ کسی کا بھائی اور کسی کا بیٹا۔ یہ آتشِ انتقام کے ان کے سینوں میں ہر وقت بھڑکتی رہتی تھی۔ اس شکست کے داغ کو مٹانے اور اپنے مقتولین کا بدلہ لینے کے لیے انہوں نے تجارتی کاروان سے حاصل شدہ نفع ایک عظیم جنگی مہم کی تیاری کے لیے جمع کیا۔ ان کی اس جنگی تیاری کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِیَصُدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَسَیُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَیْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ یُغْلَبُوْنَ۔ [1]

ترجمہ: بے شک کافر اپنے مال خرچ کرتے ہیں کہ اللہ کی راہ سے روکیں تو اب انہیں خرچ کریں گے۔ پھر وہ ان پر پچھتاوا ہوں گے پھر مغلوب کر دیئے جائیں گے۔

خواتین قریش کی قسمیں:

جنگ بدر میں جن خواتین کے باپ، بھائی اور شوہر قتل ہو گئے تھے انہوں نے قسمیں اُٹھائیں کے اپنے رشتہ داروں کا بدلہ لے کر رہیں گے۔ حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے غزوہ بدر میں ہند (زوجہ ابوسفیان) کے باپ عتبہ اور جبیر بن مطعم کے چچا طعیمہ بن عدی کو واصل جہنم کیا تھا اس بنا پر جبیر بن مطعم اور ہند نے ایک ماہر نیزہ باز (وحشی) جو کہ جبیر کا غلام تھا اس کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قتل پر آمادہ کیا اور اس کے بدلے آزادی اور انعام و اکرام کا بھی وعدہ کیا۔ وحشی نیزہ سے وار کرنے میں ماہر تھا اس کا نشانہ کبھی خطا نہیں جاتا تھا۔ اس نے حامی بھر لی وحشی کا بیان ہے کہ

[1] پارہ 9، سورہ الانفال، آیت نمبر 36

یُقَالَ لِیْ مَوْلَایَ جُبَیْرُ بْنُ مُطْعِمٍ اِنْ مَتَلْتَ حَمْزَۃَ بِعَمِّیْ فَاَنْتَ حُرٌّ[1]

ترجمہ: پس مجھے میرے آقا جبیر بن مطعم نے کہا اگر تو میرے چچا کے بدلے میں حمزہ کو قتل کرے گا تو تُو آزاد ہے۔

حضرت عباس بن عبدالمطلب کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مطلع کرنا:

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب مکہ میں ہی قیام پذیر تھے انہوں نے ایک شخص کو اُجرت دے کر فوری طور پر مدینہ منورہ روانہ کیا کہ وہ حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کفار کی اس جنگی تیاری کی خبر دے۔ وہ شخص خط لے کر نبی دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا آپ کے حکم سے حضرت ابی بن کعب نے پڑھ کر سنایا۔ سماعت فرمانے کے بعد آپ نے اسے پوشیدہ رکھنے کی تاکید فرمائی۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خواب اور صحابہ کرام سے مشورہ:

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے خط کے ذریعے کفار کی جنگی تیاری کی خبر دی اس رات حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب دیکھا اور صبح صحابہ کرام کو مشورہ کے لیے بلایا جب سب آ گئے تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء سے اپنی گفتگو کا آغاز فرمایا پھر اپنا خواب بیان فرمایا کہ:

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رَاٰى فِيْمَا يَرَى النَّائِمُ، قَالَ رَاَيْتُ كَاَنِّيْ مُرْدِفٌ كَبْشًا، وَكَاَنَّ ضَبَّةَ سَيْفِيْ انْكَسَرَتْ، فَاَوَّلْتُ اَنِ اَقْتُلُ كَبْشَ الْقَوْمِ، وَاَوَّلْتُ اَنَّ ضَبَّةَ سَيْفِيْ رَجُلٌ مِنْ عِتْرَتِيْ ، فَقُتِلَ حَمْزَةُ، وَقَتَلَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طَلْحَةَ وَكَانَ صَاحِبَ لِوَاءِ الْمُشْرِكِيْنَ۔[2]

[1] دلائل النبوۃ، ج3، ص242، دار الکتب العلمیہ بیروت

[2] مستدرک للحاکم، ج3، ص219، حدیث 4896، دار الکتب العلمیہ بیروت

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں ایک میڈھے کا پیچھا کر رہا ہوں اور میری تلوار کا کنارہ ٹوٹ گیا ہے۔ میں نے اس کی تعبیر یہ کی ہے کہ میں قوم کے مینڈھے (لشکر کے سپہ سالار) کو قتل کروں گا۔ اور تلوار کا کنارہ ٹوٹنے کی یہ تعبیر ہے کہ میرے خاندان کا کوئی آدمی ہے (جو شہید ہوگا) چنانچہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طلحہ کو قتل کیا، مشرکین کا علم بردار تھا۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا اگر تم مناسب سمجھو تو شہر کے اندر مورچہ بند ہو جاؤ اگر کفار باہر ٹھہرے رہیں گے تو ان کا یہ ٹھہرنا ان کیلئے تکلیف دہ ہوگا۔ اگر انہوں نے شہر کے اندر داخل ہونے کی جرأت کی تو ہم ان سے گلی کوچوں میں لڑائی کریں گے اور انہیں آسانی سے پچھاڑ دیں گے۔ اکابرین مہاجرین وانصار کی بھی یہ ہی رائے تھی لیکن پر جوش نوجوانوں کی ایک جماعت جو بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے انہیں شرف شہادت کا از حد شوق تھا۔ وہ حصول شہادت کے جنون کے باعث اس رائے سے متفق نہ تھے۔

انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر ہم اپنے گھروں میں مورچہ بند ہو کر لڑائی کریں تو دشمن یہ خیال کرے گا کہ ہم بزدل ہیں ڈر گئے ہیں ہم شہر سے نکل کر میدان جنگ میں ہی ان کا مقابلہ کریں گے۔

حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کا موقف:

حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے بھی یہی رائے پیش کی کہ شہر سے باہر نکل کر میدان میں دشمنوں کا مقابلہ کیا جائے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شیر نے ان الفاظ کے ساتھ اپنے جذبہ جاں فروشی کا اظہار کیا:

والَّذِی اَنْزَلَ عَلَیْکَ الْکِتَابَ لَا اَطْعَمُ الْیَوْمَ طَعَاماً حَتّٰی اُجَالِدَھُمْ بِسَیْفِیْ خَارِجَ الْمَدِیْنَۃِ۔

ترجمہ: اس ذات کی قسم جس نے آپ پر کتاب نازل فرمائی کہ میں آج سے اس وقت تک کھانا نہیں کھاؤں گا جب تک مدینہ سے باہر نکل کر ان ''کفار'' کے ساتھ جنگ نہ کرلوں۔

لشکر کفار کی روانگی:

شوال تین ہجری کو کفار مکہ کا لشکر جو تین افراد پر مشتمل تھا۔ جس میں سات سو زرہ پوش اور دو سو گھڑ سوار شامل تھے۔ مدینہ پاک کی چھوٹی سی بستی پر حملہ کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ اس لشکر کی قیادت ابو سفیان کر رہا تھا۔ یہ تعداد مسلمانوں کی تعداد سے تقریباً تین گنا زیادہ تھی اسلحہ بھی وافر مقدار میں تھا۔ کفار مکہ اپنی خواتین قریش کو بھی لے کر آئے تا کہ وہ میدان جنگ میں اپنے مقتولین کے مرثیے پڑھیں اور نوجوانوں کے جوش انتقام کو بڑھائیں۔ ہند ''زوجہ ابو سفیان'' جب بھی وحشی کے پاس سے گزرتی تو اسے کہتی

وَیْحاً اَبَا دَسْمَۃِ اِشْفِ وَاسْتَشْفِی

ترجمہ: واہ واہ اے ابو وسمہ (وحشی کی کنیت) ہمیں بھی شفا دو اور خود بھی شفا پاؤ۔

لشکر اسلام کی روانگی:

جمعۃ المبارک کا دن تھا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء میں تمام فرزندانِ توحید نے نماز جمعہ ادا کی۔ آپ نے جہاد کی اہمیت اور میدان جنگ میں ثابت قدمی پر گفتگو فرمائی۔ فرمایا کہ اگر تم ثابت قدم رہے اور صبر کیا تو تم فتح مند ہو گے۔ نماز عصر ادا فرمانے کے بعد آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور سیدنا

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی معیت میں اپنے ہجرہ مبارک میں تشریف لے گئے۔ ان دو عظیم المرتبت صحابہ نے اپنے آقا و مولیٰ کو جنگی لباس پہنایا سر پر امامہ شریف باندھا باہر لوگ صفیں باندھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتظار میں کھڑے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہما کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر کیا اور لشکر اسلام کی قیادت فرماتے ہوئے جبل اُحد کی طرف روانہ ہوئے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جنگی حکمت عملی:

جب حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے جاں نثاروں کے ہمراہ جبل احد کی وادی میں اترے تو لشکر کی تنظیم و ترتیب فرمائی اسے کئی صفوں میں ترتیب دیا۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر انصاری رضی اللہ عنہ کی قیادت میں پچاس تیر اندازوں کو جنوبی کنارے پر واقع ایک چھوٹی سے پہاڑی جبل عنین جسے جبل رماۃ کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے پر مقرر فرمایا اور تاکید فرمائی کہ کسی صورت میں بھی اس جگہ کو خالی نہیں چھوڑیں گے۔

آغازِ جنگ:

جب دونوں فریقین آمنے سامنے ہو گئے تو کفار کی جانب سے پہلی دعوت مبارزت ابو عامر الاوس نے دی وہ اپنے پچاس تیر اندازوں کے ہمراہ مسلمانوں کی طرف بڑھا وہ پہلے مدینہ منورہ کا رہائشی تھا۔ لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے تو وہ مکہ چلا گیا اس نے با آواز بلند کہا

يَا مَعْشَرَ الْأَوسِ أَنَا أَبُو عَامِرٍ

ترجمہ: اے گروہ عوص میں ابو عامر ہوں

قوم عوص نے فوراً جواب دیا اے فاسق دور ہو جا خدا تیری آنکھوں کو کبھی ٹھنڈا نہ کرے وہ جواب سن کر بہت شرمندہ ہوا اور تیر برسانے شروع کر دیئے۔ جواباً

مسلمانوں نے تیر برسائے تو وہ اپنے ساتھیوں سمیت بھاگ کھڑا ہوا۔ پھر لشکر کفار کے علمبردار طلحہ بن ابی طلحہ آگے بڑھا اور اپنا مد مقابل طلب کیا اس پر مولائے کائنات شیر خدا حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے نعرہ بلند کیا اور کفار کی صفوں میں گھس کر تلوار کے ایک ہی وار سے اس کو واصل جہنم کیا۔

حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی شجاعت:

حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ اپنے دونوں ہاتھوں میں تلوار اٹھائے شیر کی طرح جنگ لڑ رہے تھے کسی کی ہمت نہ تھی کہ آپ کے آگے ٹھہر سکے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ شیر جس جانب بڑھتا دشمنوں کو واصل جہنم کرتا جاتا۔ آپ اپنے دونوں ہاتھوں سے تلوار چلاتے اور یہ نعرہ بلند کرتے۔

اَنَا اَسَدُ اللّٰہِ

ترجمہ: میں اللہ کا شیر ہوں

لشکر کفار کا جھنڈا جب طلحہ بن ابی طلحہ کے بھائی ابوشیبہ عثمان بن ابی طلحہ کے ہاتھ میں آیا وہ اپنے ہاتھوں میں تلوار لیے مسلمانوں کی جانب بڑھا تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے ایک ہی وار کے ساتھ اس کے جسم کے دو ٹکڑے کر دیئے اور فرماتے ہوئے واپس پلٹے۔

اَنَا اِبْنُ سَاقِ الْحُجَّاجِ

ترجمہ: میں تو حاجیوں کو پانی پلانے والے کا بیٹا ہوں

یکے بعد دیگرے لشکر کفار کے کئی علمبردار اپنے انجام کو پہنچتے رہے تو سبع بن عبد العزی کفار کا قابل فخر جنگجو تھا۔ اس کی بہادری اور دلیری کے پورے عرب میں چرچے تھے۔ وہ اپنی طاقت کے نشے میں آگے آیا اور للکارنے لگا ہے کوئی جو میرا مقابلہ

کرے تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ یہ کہتے ہوئے آگے بڑھے

هَلُمَّ اِلَیَّ یَا ابْنَ مُقَطِّعَةِ الْبُظُوْرِ۔

ترجمہ: اے عورتوں کا ختنہ کرنے والی کے بیٹے آ اور حمزہ کا مقابلہ کر۔ جب سبع سامنے آیا تو آپ نے آنے واحد میں اس کا کام تمام کر دیا۔

حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت:

حضرت حمزہ نے جب سبع بن عبد العزی کو واصل جہنم کیا تو وحشی بن فرب ایک پتھر کی اوٹھ میں چھپ کر بیٹھا تھا سامنے آنے کی ہمت اور جرأت بھی نہ تھی۔ مناسب موقع پاتے ہی اس نے پوری قوت سے آپ کی طرف نیزہ پھینکا جو ناف کے نیچے لگا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف جھپٹنا چاہا لیکن شدید زخم کے باعث آپ اُٹھ نہ سکے آپ کی روح مبارک پرواز کر گئی اور آپ رضی اللہ عنہ نے جام شہادت نوش فرمایا۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رٰجِعُوْن۔

شہادت حضرت سیدنا حمزہ بزبان وحشی:

وحشی کا بیان ہے کہ جنگ بدر میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے تیمیہ بن عدی کو قتل کیا تھا جب قریش مکہ جنگ احد کے لیے روانہ ہوئے تو میرے مالک جبیر بن معطم (جو بعد میں شرف باسلام ہو گئے) نے مجھے کہا کہ اگر تم میرے چچا تیمیہ کے عوض محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کر دو تو تم آزاد ہو۔ چنانچہ میں بھی لشکر کفار میں شامل ہو کر روانہ ہوا۔ جب جنگ شروع ہوئی تو میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی سرگرمیاں تاڑ تار ہا کسی کو آپ کے مقابلہ میں کھڑے ہونے کی جرأت نہ تھی۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے جو جدھر رخ کرتا ہے لوگ بھاگ کھڑے ہوتے ہیں مجھے بتایا یہی حمزہ ہے جب آپ نے سبع بن عبد العزیٰ کو قتل کیا تو میں ایک چٹان کی اوٹھ میں تاڑ لگائے

چھپ کر بیٹھا تھا اسی لمحے میں نے آپ کی طرف نیزہ پھینکا جو ناف کے نیچے جا لگا۔ آپ نے میری طرف بڑھنا چاہا لیکن زخم کاری تھا آپ اُٹھ نہ سکے۔ جب آپ شہید ہو گئے میں وہاں گیا اور اپنا نیزہ اٹھا لایا۔

حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے جسم اقدس کی بے حرمتی:

امام حاکم مستدرک میں روایت کرتے ہیں کہ

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ، اَنّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِحَمْزَۃَ یَوْمَ اُحُدٍ وَقَدْ جُدِعَ وَمُثِّلَ بِہٖ [1]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جنگ احد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش مبارک کے پاس تشریف لائے تو ان کے ناک کان وغیرہ کاٹ دیئے گئے اور چہرہ انور کو بگاڑ دیا گیا۔

مدارج النبوہ کی روایات کے مطابق وحشی کا بیان ہے کہ پھر میں نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا پیٹ چاک کیا ان کا جگر نکا کر ہندہ کو دیا کہ یہ تیرے باپ کے قاتل کا جگر ہے۔ ہندہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے کان، ناک اور جگر کاٹ کر مکہ میں ساتھ لے گئے اور وحشی کو انعام کے طور پر اپنا لباس، چادر، زیورات اور کئی انعامات دیئے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے چچا کی لاش پر:

جنگ کے اختتام پر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا جسم مبارک مل نہیں رہا تھا حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بار بار پوچھتے کہ میرے چچا کی کوئی خبر بتاؤ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تلاش کے لیے تشریف لے گئے۔ وادی کے وسط میں آپ کا جسم اطہر خون سے نہایا ہوا دیکھا۔ واپس آ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو صورت حال سے مطلع کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صحابہ کے

[1] المستدرک للحاکم، ج3، ص216، حدیث نمبر 4887، دار الکتب العلمیہ بیروت

ہمراہ اپنے محبوب چچا کے جسد خاکی کے پاس تشریف لائے تو آپ کی اس قابل رشک حالت کو دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دم بخود کھڑے ہو گئے پیٹ چاک ہے دل نکال لیا گیا ہے کان اور ناک مثلہ کر دیا گیا ہے آپ نے اتنا غم انگیز منظر پہلے کبھی نہ دیکھا تھا آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اور آپ کی زبان مبارک پر یہ الفاظ تھے۔

لَنْ اُصَابَ بِمِثْلِكَ اَبَدًا۔ [1]

ترجمہ: اے حمزہ تیری طرح کبھی کوئی شہید نہیں ہوگا۔

اور امام حاکم ہی روایت کرتے ہیں کہ

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللہُ عَنْهُ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَرَّ بِحَمْزَةَ یَوْمَ اُحُدٍ وَقَدْ جُدِعَ وَ مُثِّلَ بِهٖ ، وَ قَالَ لَوْلَا اَنَّ صَفِیَّةَ تَجِدُ لَتَرَکْتُهٗ حَتّٰی تَحْشُرَهُ اللہُ مِنْ بُطُوْنِ الطَّیْرِ السِّبَاعِ [2]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جنگ احد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش مبارک کے پاس تشریف لائے تو ان کے ناک کان وغیرہ کاٹ چہرہ انور کو بگاڑ دیا گیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی پریشانی کا خیال نہ ہوتا تو میں انہیں اسی طرح (بے گور و کفن) چھوڑ دیتا حتی کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کو پرندوں اور درندوں کے پیٹ سے اٹھاتا۔

شہادت حضرت حمزہ اور نزول آیات قرآن:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی جانب دیکھا کہ ان کے جسم اقدس کو مثلہ کر دیا گیا ہے۔ ایسا تکلیف دہ اور دل کو دہلا دینے والا منظر آپ نے کبھی

[1] مستدرک للحاکم، ج3، ص214، حدیث نمبر 4881 دار الکتب العلمیہ بیروت

[2] مستدرک للحاکم، ج3، ص216، حدیث نمبر 4887، دار الکتب العلمیہ بیروت

نہیں دیکھا تھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْكَ قَدْ كُنْتَ وَصُوْلًا لِلرَّحِمِ فَعُوْلًا لِلْخَيْرَاتِ وَلَوْلَا حُزْنٌ مِنْ بَعْدِكَ عَلَيْكَ لَسَرَّنِيْ اَنْ اُرَادِعَكَ حَتّٰى تُجْمَعَ مِنْ اَفْوَاهٍ شَتّٰی۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے تم صلہ رحمی کرنے والے ہو۔ نیکیاں کرنے والے ہو۔ اگر تمہارے بعد تمہارے غم کی فکر نہ ہوتی تو مجھے خوشی اس بات کی تھی کہ آپ کو اسی طرح چھوڑ دیتا حتی کہ قیامت والے مختلف جنہوں سے جمع کیا جاتا پھر آپ نے وہیں پر کھڑے ہوئے قسم اٹھائی

وَاللهِ لَاُمَثِّلَنَّ بِسَبْعِيْنَ مِنْهُمْ مَكَانَكَ۔

ترجمہ: خدا کی قسم ان (حمزہ) کے بدلے ستر آدمیوں کا مثلہ کروں گا (ناک، کان وغیرہ کاٹنا)

یہ قسم اٹھا کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اسی جگہ کھڑے تھے کہ ان آیات کا نزول ہوا

آیات:

وَ اِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ؕ وَ لَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۲۶﴾ وَاصْبِرْ وَ مَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَ لَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَ لَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّ الَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ [1]

ترجمہ: اور اگر تم سزا دو تو ویسی ہی سزا دو جیسی تکلیف تمہیں پہنچائی تھی اور اگر تم صبر کرو تو بے شک صبر کرنے والوں کا صبر سب سے اچھا۔ اور اے محبوب تم صبر کرو اور تمہارا صبر اللہ ہی کی توفیق سے ہے اور ان کا غم نہ کھاؤ اور ان کے فریبوں سے دل تنگ نہ ہو۔ بے شک اللہ ان کے ساتھ جو ڈرتے ہیں اور جو نیکیاں کرتے ہیں۔

[1] پارہ نمبر 14، سورۃ النحل، آیت نمبر 128,127,126 تفسیر مظہری، تفسیر در منثور، مستدرک للحاکم، ج3، ص218، حدیث نمبر 4813 مکتبہ دار الکتب العلمیہ بیروت

ہمشیرہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ حضرت صفیہ کا صبر:

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا آپ کی سگی بہن ہیں جب انہیں آپ کی شہادت کی خبر ملی تو اپنے بھائی کو دیکھنے کے لیے میدان جنگ میں پہنچیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو دور سے آتے دیکھا تو ان کے صاحبزادے زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو حکم دیا اٹھو اور اپنی ماں کو آگے آنے سے منع کرو وہ اپنے بھائی کی اس حالت کو دیکھ نہیں سکیں گی۔ منع کرنے پر انہوں نے کہا مجھے علم ہے کہ میرے بھائی کا مثلہ کیا گیا ہے لیکن یہ سب کچھ راہ خدا میں ہوا ہے میں بھی خاندانِ بنو ہاشم میں سے ہوں۔

لَاَصْبِرَنَّ وَاحْتَسِبَنَّ اِنْ شَآءَ اللهُ

ترجمہ: میں اس مصیبت پر صبر کروں گی اور اس کے ثواب کی امید رکھوں گی۔

حضرت زبیر نے اپنی والدہ کا جواب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے انہیں آنے کی اجازت دی۔ صبر و استقامت کی پیکر آپ کی ہمشیرہ نے اپنے بھائی کی اس حالت کو دیکھا اور مغفرت کی دعا کی۔

پیغام جبرائیل امین علیہ السلام:

اسی دوران حضرت جبرائیل امین علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شان رفیع کا پیغام سنایا تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ، عَنْ شُيُوخِهِ، قَالُوا لَمَّا أُصِيبَ حَمْزَةُ جَعَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَنْ أُصَابَ بِمِثْلِكَ اَبَدًا، ثُمَّ قَالَ لِفَاطِمَةَ وَلِعَمَّتِهِ صَفِيَّةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا اَبْشِرَا اَتَانِي جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، فَاَخْبَرَنِي اَنَّ حَمْزَةَ مَكْتُوبٌ فِي اَهْلِ السَّمَاوَاتِ حَمْزَةُ بْنُ

عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَسَدُ اللهِ وَاَسَدُ رَسُوْلِهٖ۔[1]

ترجمہ: حضرت محمد بن عمر اپنے اساتذہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تیری طرح کوئی شہید نہیں ہوگا، پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور اپنی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ تم خوش ہو جاؤ کیونکہ میرے پاس جبرائیل امین علیہ السلام آئے تھے انہوں نے مجھے بتایا کہ حمزہ کو آسمانوں میں حمزہ بن عبد المطلب اسد اللہ و اسد رسولہ (اللہ اور اس کے رسول کے شیر) کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو فرشتوں نے غسل دیا:

حضرت عبد اللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

قُتِلَ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ غَسَّلَتْهُ الْمَلَائِكَةُ۔[2]

ترجمہ: حضرت حمزہ شہید کیے گئے تو انہیں فرشتوں نے غسل دیا۔

حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ:

شہدائے احد کی نماز جنازہ کے حوالے سے کتب سیرت میں مختلف روایات موجود ہیں۔ طبقات ابن سعد میں نقل کیا گیا ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب سے پہلے حضرت حمزہ کی نماز جنازہ پڑھی پھر ایک ایک شہداء احد کو آپ کے پہلو میں لایا جاتا اور ہر ایک پر یکے بعد دیگرے نمازہ جنازہ پڑھی جاتی

فَكَانَ حَمْزَةُ اَوَّلَ مَنْ كَبَّرَ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَرْبَعًا ثُمَّ جُمِعَ اِلَيْهِ الشُّهَدَاءُ فَكَانَ كُلَّ مَا اُوْتِيَ بِشَهِيْدٍ وُضِعَ اِلٰى جَنْبِ حَمْزَةَ فَصَلَّ عَلَيْهِ

[1] مستدرک للحاکم، ج3، ص214، حدیث نمبر 4881، دار الکتب العلمیہ بیروت

215، حدیث 4885، دار الکتب العلمیہ بیروت

وَعَلٰی شَهِيْدٍ حَتّٰى صَلّٰى عَلَيْهِ سَبْعِيْنَ مَرَّةً۔[1]

ترجمہ: سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب سے پہلے حضرت حمزہ کی نماز جنازہ پڑھی پھر تمام شہداء کو آپ کے پہلو میں یکے بعد دیگرے رکھا جاتا آپ پر بھی نماز جنازہ پڑھی جاتی اور اس شہید پر بھی اس طرح حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر ستر بار نماز جنازہ پڑھی گئی اور یہ اعزاز صرف آپ کو حاصل ہے۔

حضرت سیدنا حمزہ کی تدفین مبارک:

نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعد سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے مطابق حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو جبل احد اور جبل عینین کے درمیان دفن کیا گیا جب آپ کو دفن کیا جارہا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے سر مبارک کی جانب کھڑے رہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا غم:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب غزوہ احد کے بعد مدینہ منورہ تشریف لائے تو انصار کے گھروں سے اپنے شہیدوں پر رونے کی آواز سماعت فرمائی اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور آپ نے فرمایا:

لٰكِنَّ حَمْزَةَ لَا بَوَاكِيَ لَهُ۔

ترجمہ: لیکن حمزہ پر رونے والی کوئی خاتون باقی نہیں ہے۔

حضرت سعد بن معاذ اور اسید نے اپنی اور اپنی قوم کی خواتین کو حکم دیا کہ کاشانۂ نبوت جائیں اور سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی یاد میں آنسو بہائیں۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ وقت کے بعد جب حجرہ مبارک سے باہر تشریف لائے تو گریہ وزاری کی آوازیں سماعت فرمائیں بتایا گیا کہ انصار کی خواتین سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ پر آنسو بہارہی

[1] طبقات ابن سعد، ج2، ص43، دارالاحیاالتراث العربی بیروت

ہیں جس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْکُنَّ وَعَنْ اَوْلَادِکُنَّ۔[1]

ترجمہ: کہ اللہ تعالیٰ تم پر بھی راضی ہو اور تمہاری اولاد پر بھی۔

پھر انہیں حکم ہوا کہ وہ اپنے گھروں کو واپس چلی جائیں۔

حضرت فاطمہ (صاحبزادی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ) کا غم:

جب آقا دو جہاں غزوہ سے واپس مدینہ آئے تو لوگ آپ کا استقبال کرنے کیلئے باہر نکلے تو حضرت فاطمہ (صاحبزادی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ) راستہ کے کنارے کھڑے ہو کر لشکر اسلام کو دیکھ رہی تھی۔ اور اپنے والد حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو تلاش کر رہی تھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے انھوں نے پوچھا کہ میرے والد کہاں ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ابھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لاتے ہیں۔ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو اپنے والد کے بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمھارا والد میں ہوں۔ عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے کلام سے خون کی بو آرہی ہے۔ اور ان کے آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ صحابہ کے بھی آنسو نکل آئے۔ آپ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے والد کی کیا کیفیت تھی آپ نے فرمایا بیٹا اگر میں بیان کروں تو تیرا دل برداشت نہ رکھ سکے گا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو دلاسا دیا۔[2]

حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام:

امام بخاری اپنی صحیح میں حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کا بیان نقل کرتے ہیں کہ

[1] مدارج النبوۃ ج2

[2] مدارج النبوۃ ج2

"مجھے اس سے زیادہ جنگ میں کوئی دلچسپی نہ تھی۔ میں نے اپنی آزادی کا راستہ ہموار کرلیا تھا۔ چنانچہ واپس آ کر ایک کونے میں بیٹھ گیا اور لوگوں کی جنگ کا تماشہ دیکھتا رہا۔ جب جنگ ختم ہوئی، تو میں اپنے مالک کے ساتھ واپس آ گیا۔ اس نے حسبِ وعدہ مجھے آزاد کر دیا۔ اس کے بعد میں مکہ میں رہائش پذیر ہو گیا۔ جب مکہ فتح ہوا، تو میں بھاگ کر طائف آ گیا، لیکن جب اہلِ طائف کا وفد اسلام قبول کرنے کے لیے جانے لگا، تو مجھ پر دنیا تاریک اور زمین کی وسعتیں تنگ ہونے لگیں۔ میں اپنی زندگی سے مایوس ہو گیا۔ پھر مجھے خیال آیا کہ میں کیوں نہ یمن، شام یا کسی اور ملک کی طرف چلا جاؤں اور باقی زندگی آرام سے گزاروں۔ میں اسی ادھیڑ بن میں تھا کہ ایک شخص نے مجھے کہا۔

"اللہ کی قسم! رسول رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے شخص کو ہرگز قتل نہیں کرتے جو آپ کے دین میں داخل ہو جائے اور حق کی شہادت دے۔"

اس کی یہ بات سن کر میں نے یہی فیصلہ کیا کہ مدینہ طیبہ جا کر اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کر دوں۔ چنانچہ طائف سے روانہ ہو کر مدینہ منورہ پہنچا۔ لوگوں نے مجھے دیکھا، تو نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں میری آمد کی اطلاع دی۔ اس داعی حق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بہادر اور از حد عزیز چچا کے قاتل کو اپنے قابو میں پا کر اس کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کا حکم نہیں دیا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانِ مبارک سے وہی بات نکلی، جو ہادی برحق کی شان رفیع کے شایاں تھی، فرمایا:

"اسے چھوڑ دو، اسے کچھ نہ کہو۔ ایک آدمی کا اسلام قبول کرنا، مجھے اس بات سے زیادہ عزیز ہے کہ میں ایک ہزار کفار کو تہ تیغ کروں۔"

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اپنے بالکل قریب کھڑے ہوئے کلمہ شہادت اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ پڑھتے دیکھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

بہت حیرت ہوئی۔ دریافت فرمایا

"کیا تم وحشی بن حرب ہو؟"

میں نے عرض کیا

"جی ہاں، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!"

فرمایا:

"بیٹھ جاؤ اور مجھے سناؤ کہ تم نے حمزہ رضی اللہ عنہ کو کس طرح شہید کیا؟"

میں نے (نہایت افسوس اور شرمندگی کی حالت میں) تفصیل سے سارا واقعہ سنایا۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

فَهَلْ تَسْتَطِيعُ اَنْ تُغِيبَ وَجْهَكَ عَنِّي ؟[1]

ترجمہ: کیا تو میرے سامنے سے اپنا چہرہ اوجھل کرسکتا ہے؟"

یعنی کیا تم ایسا کر سکتے ہو کہ میرے سامنے نہ آیا کرو کیونکہ تمہیں دیکھ کر میرے چچا کا غم تازہ ہو جاتا ہے۔ یہ سن کر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے آ گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک زندگی میں پھر حضرت ابو وسمہ وحشی رضی اللہ عنہ بن حرب سامنے نہیں بیٹھتے تھے بلکہ محفل میں چھپ کر بیٹھتے تھے۔

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی
میرے جرم خانہ خراب کو تیرے عفو بندہ نواز میں

حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کا مسیلمہ کذاب کو قتل کرنا:

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عہد میں جب ختم نبوت کے انکار کے فتنہ کی آگ عرب کے بعض علاقوں میں بھڑک اٹھی، تو ایک لشکرِ اسلام حضرت خالد بن

[1] صحیح بخاری، کتاب المغازی، حدیث نمبر 4072

ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کی سرکوبی کیلئے نجد بھیجا گیا۔ اس میں حضرت وحشی رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ انھوں نے سوچا کہ اگر اس جنگ میں میرے ہاتھوں مسیلمہ کذاب ہلاک ہو جائے تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا کفارہ ادا ہو جائے گا۔ چنانچہ وہ اسی سوچ کے ساتھ اس جنگ میں اترے۔ اس جنگ میں بڑے گھمسان کا رن پڑا۔ مسلمانوں کے سخت محاصرے اور جانبازی کو دیکھ کر کفار گھبرا گئے اور مسیلمہ سے پوچھنے لگے کہ مسلمانوں کی ایک مٹھی بھر فوج نے جو ہمارے ہزاروں کی تعداد کے مقابلے میں بالکل بے حقیقت ہے، ہماری فوجوں کو تباہ و برباد کر دیا ہے۔ ہزاروں اب تک تلوار کے گھاٹ اتر چکے ہیں اور سینکڑوں اتر رہے ہیں، بیشمار پڑے زخمی کراہ رہے ہیں۔ وہ وقت قریب ہے کہ مسلمان اس باغ کو بھی بزور طاقت ہم سے چھین لیں، تمھارا وعدہ نصرتِ ملائک اب کہاں ہے اور خدا کی مدد کب آئے گی؟ یہاں تو ہماری جان پر آ بنی ہے، کیا امداد الٰہی اس وقت آئے گی جبکہ ہماری جانیں لقمۂ اجل بن چکی ہوں گی؟ لیکن مسیلمہ کذاب ان کے اس یاس انگیز سوال کا کوئی تسلی بخش جواب نہ دے سکا جس سے لوگ اور مایوس ہو گئے اور حوصلہ ہار بیٹھے۔ اب کفار نے باغ میں پناہ نہ دیکھ کر قلعے کا رخ کیا وہ باغ سے نکلنے لگے۔ مسیلمہ بھی لباس تبدیل کر کے باغ سے نکلنے لگا لیکن ایک انصاری مسلمان نے دور سے پہچان کر حضرت وحشی رضی اللہ عنہ بن حرب کو جو دروازے پر کھڑے تھے، بلند آواز سے پکار کر کہا کہ یہی مسیلمہ کذاب ہے، جانے نہ پائے۔ حضرت وحشی رضی اللہ عنہ نے یہ سنتے ہی فوراً ایسا تلا ہوا نیزہ مارا کہ مسیلمہ وہیں گر کر ڈھیر ہو گیا اور ایک مجاہد صحابیہ حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا نے فوراً مسیلمہ کا سر اپنے بیٹے عبد اللہ بن زید کی مدد سے کاٹ لیا۔ مسیلمہ کے مرتے ہی کفار نے بالکل حوصلہ چھوڑ دیا۔ مسیلمہ کے محل کے بالائی حصے سے ایک لڑکی نے چیخ و پکار کرتے ہوئے کہا:

"وامیر المؤمنین قتلہ العبد الاسود" ہائے افسوس! امیر المؤمنین مسیلمہ کو ایک حبشی غلام نے قتل کر دیا۔ اس آواز کا بلند ہونا تھا کہ بنو حنیفہ کے لوگ جان بچانے کی غرض سے بھاگنے لگے۔ اب مرتدین بھاگ رہے تھے اور مسلمان ان کو قتل کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ پورا علاقہ اور قلعہ صاف ہو گیا۔ قریب تھا کہ یمامہ میں ایک آدمی بھی زندہ نہ بچتا لیکن وہاں کے سنجیدہ لوگوں نے امن کی درخواست کی اور اس طرح ایک بڑے کافر کا بڑا فتنہ، جہادِ مقدس کے ذریعہ سے ختم ہوا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اللہ تعالیٰ کی کروڑ ہا رحمتیں ہوں۔

اس کے بعد وحشی رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے:

فَاِنْ كُنْتُ قَتَلْتُهُ فَقَدْ قَتَلْتُ خَيْرَالنَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَقَتَلْتُ شَرَّ النَّاسِ

ترجمہ: اگر میں نے اس شخص (سیدنا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ) کو قتل کیا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بہترین آدمی تھا تو اس (مسیلمہ کذاب) کو بھی ہلاک کیا ہے جو بدترین خلائق تھا"۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت بزبان شاھنامہ اسلام

کفار پر حمزہ رضی اللہ عنہ کا رعب

مسرت کا عجب عالم تھا اسلامی غضنفر پر
کہ لہراتا تھا ایک بال شتر مرغ آپ کے سر پر

لڑائی میں یہ حمزہ کا نشان امتیازی تھا
کہ حمزہ شیر دل تھا نازش مردان غازی تھا

ابو سفیان نے دیکھی شکل حمزہ کی تو گھبرایا
ابوشیبہ کے اقدام دغا پر دل میں پچھتایا

پکارا اے ابو شیبہ سنبھل کر دو بدو ہونا
بڑی ترکیب سے اس جنگجو کے رو برو ہونا

یہ حمزہ بہت مشکل ہے اس کے وار سے بچنا
بہت خوانخوار ہے اس تیغ دامن دار سے بچنا

کہیں تیزی میں اس کا ہاتھ سے چرکانہ کھاجانا
کسی صورت اسے لڑتے ہوئے پیچھے لگا لانا

اور شیبہ ہنسا مقصد سپہ سالار کا پاکر
سنبھالا اس نے بھالا سانپ کی مانند بل کر

نظر ڈالی مگر حمزہ نے جس دم سامنے آکر
تو دل سینے کے اندر رہ گیا یک بار تھرا کر

حضرت حمزہ کا جلال رضی اللہ عنہ

جلال حضرت حمزہ مجال مہر تاباں تھا
شہادت گاہ ان کی راہ میں گویا خیاباں تھا

سر دشمن جدھر اللہ کا یہ شیر بڑھتا تھا
اُلٹتی تھیں صفیں کوئی بھی ان کے منہ نہ چڑھتا تھا

جہاں غالب نظر آتا تھا انبوہ قریش ان کو
بپھر کر اس پر جا پڑتے تھے آجاتا تھا طیش ان کو

حرارت اور بڑھ جاتی تھی ان کی التہاب آسا
چمکتے تھے شہاب آسا جھپٹتے تھے عقاب آسا

قدم جس سمت بڑھتے تھے انہی کے ہاتھ میداں تھا
نظر میں طیش پاکر جیش جیش ان سے گریزاں تھا

نماز صبح سے اک رنگ تھا اس مرد غازی کا
یہ قرب ظہر تھا وقت آچکا تھا اب نمازی کا

وحشی حربہ پھینکتا

شہادت تھی نذر مکاری و روباہ بازی سے
چلے جاتے تھے حمزہ اک ادائے بے نیازی سے

غلام کم نظر نے شست باندھی اس یگانے کی
کہ جس کی قہر مانی جان تھی سارے زمانے کی

نہ دینی دشمنی تھی اور نہ دنیاوی خصومت تھی
نہ جھگڑا جاہ و ثروت کا نہ خطرے میں حکومت تھی

فقط انعام میں کچھ سکہ ہائے زر کے وعدے پر
فقط بہر شکم کچھ لقمہ ہائے تر کے وعدے پر

غلام تیرہ رونے کی اسی پر مشق صیادی
جسے مد نظر تھی ان غلاموں ہی کی آزادی

ہلائی اور تولی ہاتھ میں چالاک نے برچھی
نشانہ کر کے پھینکی دور سے ناپاک نے برچھی

تھی مشہور زمانہ زنگیوں کی حربہ اندازی
نشانہ ناگہانہ بن گیا اللہ کا غازی

رضائے حق میں یہی تھی جو قضا کی مُشت سے نکلی
یہ برچھی ناف کے نیچے لگی اور پشت سے نکلی

حمزہ رضی اللہ عنہ وحشی کا تعاقب کرتے ہیں

خدا و مصطفی کے شیر پر یہ ضرب تھی کاری
اگرچہ زخم کاری تھا مگر ہمت نہیں ہاری

اڑے پرواز جاں کے ساتھ حمزہ جانب دامن
شغال آمادۂ رم ہوگیا جھپٹا جو شرافگن

کمینے کی کمیں گر دیکھ لی تھی مرد غازی نے
کیا وحشی کا پیچھا دوڑ کر شیر حجازی نے

ادھر وحشی بھی اپنی موت آتی دیکھ کر بھاگا
بدن میں رعشہ تھا بھاگا نہ جاتا تھا مگر بھاگا

حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت

گڑھے کھودے گئے تھے جو گزشتہ رات میداں میں
اجل بیٹھی تھی ان میں اب لگا کر گھات میداں میں

مڑا اک موڑ پر وحشی تو ساتھ اس کے پھرے حمزہ
قدم پھسلا اچانک اک گھڑے میں جا گرے حمزہ

عقاب روح پہلے ہی سے تھا پرواز آمادہ
اڑا سوئے فلک اب چھوڑ کر یہ جسم افتادہ

یہ جنگ و حربہ و ضرب و جراحت اک بہانہ تھا
حقیقت میں نشان حق زمانے کو دکھانا تھا

بتانا تھا کرشمہ عاشقوں نے فوق عادت کا
جمانا تھا دلوں پر نقش اس حسن شہادت کا

زمیں سے آسمان تک ایک نورانی غبار اٹھا
فرشتہ لے کے جان بندہ پروردگار اٹھا

زمین پر رہ گیا باقی فقط ایک خوں چکاں لاشہ
فروغ زخم بے حد سے بہار بے خزاں لاشہ

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی صفیہ رضی اللہ عنہا میت حمزہ رضی اللہ عنہ پر

ہوا حمزہ کی میت پر گزر شان رسالت کا
تاثر دیدنی تھا مہر تاباں کی جلالت کا

صفیہ بنت عبد المطلب ہمشیرہ حمزہ کی
بہت تھی جن کے دل میں الفت و توقیر حمزہ کی

یہاں تشریف لائیں اپنے بھائی کی زیارت کو
خدا کے اور ملت کے فدائی کی زیارت کو

زبیر ابن العوام کے پسر تھے پاس حضرت کے
ہوئے ان پر ہویدا اس گھڑی احساس حضرت کے

کہا رو کو میری پھوپھی کو میت پر نہ آنے دو
دل زخمی کو ان کے یہ نیا چرکانہ کھانے دو

الم انگیز ہے قطع و برید چہرۂ حمزہ
بہن کو رنج دے شاید یہ دید چہرۂ حمزہ

پسر نے جاکے مادر کو مگر جس وقت سمجھایا
تو قلب مسلمہ ہر حال میں صبر آشنا پایا

گئیں وہ میت حمزہ پہ روئیں اور نہ چلائیں
نظر چہرے پہ ڈالی فاتحہ پڑھ کر چلی آئیں

مسلمانو! یہ امت تھی رضا پر کس قدر راضی
بناؤ درس حال اس کو نہ سمجھو قصۂ ماضی



باب ہشتم

فضائل شہدائے احد اور کرامات حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ

فضائل شہدائے احد اور کرامات حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ:

وہ خوش نصیب جو راہ خدا میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے جامِ شہادت نوش کرتے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ نے بے حد انعام واکرام سے نوازا ہے۔ موت کی جملہ اقسام میں شہادت کی موت سب سے اعلیٰ، اکمل اور افضل ہے۔ تاریخ اسلام ایسے عظیم شہداء کے اسماء سے بھری پری ہے جنہوں نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے گلشن اسلام کو لازوال بہاروں سے رونق بخشی اور اسلام کے پرچم کو بلند کیا۔ انہوں نے جذبہ جاں فروشی کے ایسے نقوش چھوڑے جن سے تاقیامت اہل ایمان رہنمائی حاصل کرتے رہیں گے۔ قرآن کریم کی متعدد آیات شہداء کی شان میں اتری ہیں۔ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی احادیث مبارکہ میں بھی ان کے مراتب اور درجات کو مفصل بیان فرمایا ہے۔ جن کے مطالعہ سے ایک عام مسلمان کے دل میں بھی جذبہ جہاد اور شوق شہادت پیدا ہوتا ہے۔ یہاں چند آیات اور احادیث کو پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

آیات قرآنیہ در شانِ شہداء

آیت نمبر 1:

وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ [1]

ترجمہ: اور نہ کہو انہیں جو قتل کیے جاتے ہیں اللہ کی راہ میں کہ وہ مردہ ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم (اسے) سمجھ نہیں سکتے۔

شانِ نزول:

تفسیر کبیر میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا گیا ہے کہ یہ آیت شہدائے بدر کے حق میں نازل ہوئی۔ اس دن مسلمانوں کے چودہ افراد شہید ہوئے۔ چھ مہاجرین میں سے اور آٹھ انصار میں سے۔ کفار اور منافقین نے کہنا شروع کر دیا کہ فلاں مرگیا فلاں مرگیا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا کہ اللہ کی راہ میں جان کا نذرانہ پیش کرنے والے مردہ نہیں بلکہ زندہ ہیں۔ [2]

شہداء جہاں چاہیں آجا سکتے ہیں:

علامہ ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُعْطِيْ لِاَرْوَاحِهِمْ قُوَّةَ الْاَجْسَادِ۔ فَيَذْهَبُوْنَ مِنَ الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ وَالْجَنَّةِ حَيْثُ يَشَاؤُوْنَ

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ ان (شہداء) کی روحوں کو جسموں کی قوت عطا فرماتا ہے وہ

[1] پارہ 1، سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 154

[2] تفسیر کبیر

زمین و آسمان اور جنت میں جہاں چاہیں آجا سکتے ہیں۔[1]

شہداء کے اجسام کا صحیح وسلامت ہونا:

علامہ محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر کے تحت لکھتے ہیں کہ

فَذَهَبَ كَثِيْرٌ مِّنَ السَّلَفِ اِلَى اَنَّهَا حَقِيْقَةٌ بِالرُّوْحِ وَالْجَسَدِ وَذَهَبَ الْبَعْضُ اِلَى اَنَّهَا رُوْحَانِيَّةٌ اَلْمَشْهُوْرُ تَرْجِيْعُ الْاَوَّلِ[2]

ترجمہ: سلف میں سے اکثر کی یہی رائے ہے کہ شہداء کی زندگی روحانی اور جسمانی دونوں طرح کی ہے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ صرف روحانی حایت ہے لیکن پہلا قول زیادہ راجح ہے۔

آیت نمبر 2:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۙ﴿۱۶۹﴾[3]

ترجمہ: اور ہرگز خیال نہ کرو جو قتل کیئے گئے ہیں اللہ کی راہ میں وہ مردہ ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس (اور) رزق دیئے جاتے ہیں۔

تفسیر درمنثور میں حضرت ابوضحی رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ یہ آیت حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور دیگر شہدائے احد کے بارے میں نازل ہوئی اس موقع پر 70 صحابہ شہید ہوئے تھے۔ چار مہاجرین میں سے تھے بنو ہاشم میں سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب، عبد الدار میں سے حضرت معصب بن عمیر رضی اللہ عنہ، بنو

---

[1] تفسیر مظہری

[2] تفسیر روح المعانی، ج2، ص20، مکتبہ امدادیہ ملتان

[3] پارہ 4، سورۃ آل عمران، آیت نمبر 169

مخزوم میں سے حضرت عثمان بن شماس رحمۃ اللہ علیہ اور بنو اسد میں سے حضرت عبد اللہ بن جحش رحمۃ اللہ علیہ باقی سب انصاری تھے۔[1]

مندرجہ بالا آیات سے یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہو گیا ہے کہ شہداء زندہ ہیں اور ان کی حیات روحانی اور جسمانی دونوں طرح سے ہے۔ وہ کھاتے پیتے اور جنت میں سیر کرتے ہیں اور عالم دنیا کے حالات سے بھی باخبر ہیں۔ اپنے دوستوں کی امداد بھی کرتے ہیں اور جب چاہیں جہاں چاہیں آ جا سکتے ہیں۔

احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در شانِ شہداء

حدیث نمبر 1:

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ نَّفْسٍ تَمُوْتُ لَهَا عِنْدَ اللهِ خَيْرٌ يَسُرُّهَا اَنَّهَا تَرْجِعُ اِلَى الدُّنْيَا وَلَا اَنَّ لَهَا الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا اِلَّا الشَّهِيْدُ فَاِنَّهُ يَتَمَنّٰى اَنْ يَّرْجِعَ فَيُقْتَلَ فِي الدُّنْيَا لِمَا يَرٰى مِنْ فَضْلِ الشَّهَادَةِ۔[2]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہر وہ شخص جو فوت ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا اچھا اجر ہو وہ دنیا میں واپس جانے کو پسند نہیں کرتا اور نہ دنیا و مافیہا کو پسند کرتا ہے، البتہ شہید جب شہادت کی فضیلت کو دیکھے گا تو صرف وہ یہ تمنا کرے گا کہ وہ پھر دنیا میں واپس جائے اور اللہ کی راہ میں قتل کیا جائے۔

[1] تفسیر در منثور

[2] صحیح مسلم، کتاب امارہ، باب فضل الشہادۃ فی سبیل اللہ

حدیث نمبر 2:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْقَتْلُ فِیْ سَبِيْلِ اللهِ يُكَفِّرُ كُلَّ شَیْئٍ اِلَّا الدَّيْنَ [1]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی راہ میں قتل کیا جانا قرض کے سوا تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

فضائل شہدائے احد:

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہدائے احد کے بارے میں خصوصی فضائل و مناقب بیان فرمائے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں جنت میں کیا امتیازی شان عطا فرمائی ہے۔

حدیث نمبر 1:

وَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لَمَّا اُصِيْبَ اِخْوَانُكُمْ بِاُحُدٍ جَعَلَ اللهُ اَرْوَاحَهُمْ فِیْ اَجْوَافِ طَيْرٍ خُضْرٍ تَرِدُ اَنْهَارَ الْجَنَّةِ وَتَاْكُلُ مِنْ ثِمَارِهَا وَتَاْوِیْ اِلٰى قَنَادِيْلَ مِنْ ذَهَبٍ فِیْ ظِلِّ الْعَرْشِ فَلَمَّا وَجَدُوْا طِيْبَ مَاْكَلِهِمْ وَمَشْرَبِهِمْ وَحُسْنَ مَقِيْلِهِمْ قَالُوْا يَالَيْتَ اِخْوَانَنَا يَعْلَمُوْنَ مَا صَنَعَ اللهُ لَنَا۔ لِئَلَّا يَزْهَدُوْا فِی الْجِهَادِ وَلَا يَنْكُلُوْا عَنِ الْحَرْبِ فَقَالَ اللهُ اَنَا اُبَلِّغُهُمْ عَنْكُمْ وَاَنْزَلَ اللهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ هٰذِهِ الْاٰيَاتِ۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ الْاٰيَة۔ [2]

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تمہارے بھائیوں نے میدان احد میں شہادت پائی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی روحوں کو سبز پرندوں کے اندر رکھ دیا جو جنت کی نہروں پر سیاحت کے لیے آتے ہیں اور جنت کے باغات سے پھل

[1] صحیح مسلم، کتاب امارہ، باب فضل الشہادۃ فی سبیل اللہ

[2] تفسیر درمنثور، پارہ 4، آیت نمبر 169

کھاتے ہیں پھر سونے کی ان قندیلوں میں چلے جاتے ہیں جو عرش الٰہی کے ساتھ آویزاں ہیں۔ جب وہ اپنے کھانے پینے کی لطافت محسوس کرتے ہیں اور اپنی خوابگاہوں کی راحت اور نرم و گداز ہونے سے لطف اندوز ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کہ کاش! ہمارے بھائی بھی جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں کن نعمتوں سے مالا مال کر دیا ہے تا کہ وہ جہاد سے دست بردار نہ ہوں اور راہ حق میں جہاد کرنے سے پہلو تہی نہ کرنے لگیں ان کی اس آرزو کو سن کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تمہاری طرف سے انہیں یہ پیغام پہنچاتا ہوں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔

حدیث نمبر 2:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ،عَنْ اَبِيْهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ، قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا ذَكَرَ اَصْحَابَ اُحُدٍ يَقُوْلُ اَمَاوَ اللهِ لَوَدِدْتُ اِنِّي غُودِرْتُ مَعَ اَصْحَابِي بِحِضْنِ الْجَبَلِ، يَقُوْلُ قُتِلْتُ مَعَهُمْ۔[1]

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصحاب احد کا ذکر کرتے تو فرماتے: خدا کی قسم! میں یہ چاہتا ہوں کہ کاش میں بھی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ پہاڑ کے دامن میں ہی رہ گیا ہوتا یعنی ان کے ساتھ شہید ہو گیا ہوتا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور شہدائے احد کی زیارت پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کی مداومت:

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ معمول مبارک تھا کہ آپ غزوہ احد کے بعد اپنی ساری ظاہری حیات میں اکثر شہدائے احد بالخصوص اپنے چچا محترم حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ

[1] مستدرک للحاکم، ج3، ص30، حدیث نمبر 4318، دار الکتب العلمیہ بیروت

کے مزار پر تشریف لے جاتے۔ آپ کی ظاہری حیات کے بعد خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم بھی اسی طرح شہدائے احد کے مزار پر حاضری دیا کرتے تھے۔ دلائل النبوۃ میں امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سے صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم کے اسمائے گرامی گنوائے ہیں جو شہدائے احد کی قبور کی زیارت کے لیے حاضر ہوا کرتے تھے۔ ان میں تینوں خلفائے راشدین کے علاوہ سیدہ فاطمۃ الزہرہ، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت امیر معاویہ، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت ابوہریرہ، حضرت سعید خدری اور دیگر کے اسمائے گرامی ہیں۔ ذیل میں ان روایات کو باحوالہ پیش کیا جاتا ہے۔

پہلی روایت:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَاْتِی الشُّهَدَآءَ فَاِذَااَتٰی فُرْضَةَ الشِّعْبِ یَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ بِمَا صَبَرْتُم فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ ثُمَّ كَانَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ بَعْدَ النَّبِیِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَفْعَلُهُ ثُمَّ كَانَ عُمَرُ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ بَعْدَ اَبِیْ بَكْرٍ یَفْعَلُهُ وَكَانَ عُثْمَانُ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ بَعْدَ عُمَرَ یَفْعَلُ ذٰلِكَ۔[1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہداء کرام کے ہاں تشریف لے آیا کرتے جب گھاٹی کے نچلے دہانے پر پہنچتے فرماتے: تم پر سلامتی ہو، اس صبر کی وجہ سے جو تم نے کیا۔ پس تمہارا آنے والا گھر بہت بہترین ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ایسا ہی کرتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد ایسا ہی کرتے پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد ایسا ہی کرتے۔

[1] دلائل النبوۃ، ج3، ص306، دارالکتب العلمیہ بیروت

دوسری روایت:

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا وَصَلّٰى عَلٰى اَهْلِ اُحُدٍ صَلٰوتَهٗ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ اِنِّيْ فَرَطُكُمْ وَاَنَا شَهِيْدٌ عَلَيْكُمْ فَاِنِّيْ وَاللهِ اَنْظُرُ اِلٰى حَوْضِيَ الْاٰنَ وَاِنِّيْ قَدْ اُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ وَاِنِّيْ وَاللهِ مَا اَخَافُ عَلَيْكُمْ اَنْ تُشْرِكُوْا بَعْدِيْ وَلٰكِنْ اَخَافُ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنَافَسُوْا۔ [1]

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر فرماتے ہیں کہ ایک روز حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اہل احد کے پاس تشریف لے آئے اور ان کے لیے نماز جنازہ جیسی نماز پڑھی۔ پھر واپس اپنے منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا میں تمہارا پیشرو ہوں۔ میں تم پر گواہ ہوں بخدا میں یہاں بیٹھے ہوئے اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں مجھے سارے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دے دی گئی ہیں۔ مجھے اس بات کا کوئی اندیشہ نہیں کہ تم میرے بعد شرک کرنے لگ جاؤ گے لیکن مجھے یہ خوف ہے کہ تم ایک دوسرے کے ساتھ حسد کرنے لگو گے۔

تیسری روایت:

عَنْ عَبَّاسِ بْنِ اَبِيْ صَالِحٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم كَانَ يَأْتِيْ قُبُوْرَ الشُّهَدَاءِ عَلٰى رَأْسِ كُلِّ حَوْلٍ [2]

ترجمہ: عباس بن ابی صالح روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہر سال کے شروع میں شہدائے احد کی قبور پر تشریف لاتے تھے۔

[1] دلائل النبوۃ، ج3، ص306، دار الکتب العلمیہ بیروت

[2] وفاء الوفا باخبار دار المصطفی، ج3، ص932، دار الکتب العلمیہ بیروت

ضروری نوٹ:

مذکورہ بالا روایت کا مطلب ہرگز یہ نہیں لینا چاہیے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف سال بھر میں ایک ہی مرتبہ شہدائے احد کے مزارات پر تشریف لے جایا کرتے تھے بلکہ اس کے علاوہ بھی اکثر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور شہدائے احد کے مزار پر تشریف لایا کرتے تھے۔

شہدائے احد سلام کا جواب دیتے ہیں

پہلی روایت:

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ زَارَ قُبُوْرَ الشُّھَدَائِ بِاُحُدٍ، فَقَالَ اللّٰھُمَّ اِنَّ عَبْدَکَ وَنَبِیَّکَ یَشْھَدُ اَنَّ ھٰؤُلَاءِ شُھَدَائُ، وَاَنَّہٗ مَنْ زَارَھُمْ وَسَلَّمَ عَلَیْھِمْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ رَدُّوْا عَلَیْہِ[1]

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احد میں شہداء کی قبور کی زیارت کی اور کہا: اے اللہ! بے شک تیرا بندہ اور تیرا نبی یہ گواہی دیتا ہے کہ یہ لوگ شہید ہیں اور بے شک قیامت تک جو آدمی بھی ان کی زیارت کرے اور ان کو سلام کرے تو یہ اس کا جواب دیں گے۔

دوسری روایت:

قَالَ الْعَطَّافُ وَحَدَّثَتْنِیْ خَالَتِیْ، انَّھَا زَارَتْ قُبُوْرَ الشُّھَدَائِ، قَالَتْ وَلَیْسَ مَعِیَ اِلَّا غُلَامَانِ یَحْفَظَانِ عَلَیَّ الدَّابَّةَ، قَالَتْ فَسَلَّمْتُ عَلَیْھِمْ، فَسَمِعْتُ رَدَّ السَّلَامِ، قَالُوْا وَاللّٰہِ اِنَّا نَعْرِفُکُمْ کَمَا یَعْرِفُ بَعْضُنَا بَعْضًا، قَالَتْ فَاقْشَعَرَرْتُ، فَقُلْتُ یَاغُلَامُ اُدْنُ بَغْلَتِیْ فَرَکِبْتُ[2]

[1] مستدرک للحاکم، ج3، ص31، حدیث نمبر 4320

[2] مستدرک للحاکم، ج3، ص31، حدیث نمبر 4320

ترجمہ: حضرت عطاف کہتے ہیں میری خالہ نے مجھے بتایا کہ انہوں نے شہداء کی قبور کی زیارت کی وہ کہتی ہیں اس دن میرے ساتھ دو غلاموں کے سوا اور کوئی نہ تھا وہ بھی سواری کی حفاظت پر مامور تھے۔ وہ کہتی ہیں میں نے شہداء کو سلام کیا تو میں نے جواب سنا۔ جواب یہ آیا کہ خدا کی قسم! ہم تمہیں اسی طرح پہچانتے ہیں جیسے ہم ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں۔ آپ فرماتی ہیں (یہ آواز سن کر) میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے میں نے غلام سے کہا میرا خچر میرے قریب کرو تو میں اس پر سوار ہو گئی۔

شہدائے احد کے اجسام مبارکہ کا سلامت رہنا:

شہدائے احد کے فضائل میں ایک بات یہ بھی ہے ان کے اجسام مبارکہ ترو تازہ ہیں۔ زمین اور زمانے کے تغیر نے ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔ بعض شہدائے اکرام کے جسم نکالے گئے لیکن بالکل تروتازہ تھے اور ان کے زخموں سے خون بھی بہہ رہا تھا۔ یہاں صرف حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ ذکر کرتے ہیں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں مدینہ منورہ میں پانی کی قلت کے باعث جبل احد کے دامن میں نہر کی کھدائی کی گئی تو مدینہ طیبہ میں یہ منادی کرائی گئی کہ احد میں جس کا کوئی شخص شہید ہوا ہے وہ حاضر ہوں لوگ اپنے مقتولوں کی طرف آئے تو دیکھا کہ وہ بالکل تروتازہ ہیں ان کے بال بڑے ہوئے ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاؤں پر کدال لگی تو اس سے خون جاری ہو گیا۔ [1]

مزار اقدس حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا:

سیدۃ النساء سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کا بھی یہ معمول تھا کہ آپ اکثر حضرت

[1] تفسیر مظہری، سورہ البقرہ، آیت نمبر 154

امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار پر تشریف لے جایا کرتی تھیں۔ قبر کی دیکھ بھال فرماتیں اور حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں آنسوؤں کا نذرانہ پیش کرتیں۔ آپ کا یہ معمول مبارک آپ کی وفات تک جاری رہا۔ درجہ ذیل میں ان روایات کو باحوالہ پیش کیا جاتا ہے۔

پہلی روایت:

عَنْ جَعْفَرَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ اَبَاهُ عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ حَدَّثَهُ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ تَزُوْرُ قَبْرَ عَمِّهَا حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فِي الْاَيَّامِ فَتُصَلِّيْ وَتَبْكِيْ عِنْدَهُ[1]

ترجمہ: امام جعفر صادق اپنے والد (امام باقر) کے حوالے سے، ان کے والد (امام زین العابدین) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں، ان کے والد حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا عموماً نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کے لیے جایا کرتی تھیں اور ان کی قبر کے پاس نماز بھی پڑھتی تھیں اور بہت رویا کرتی تھیں۔

دوسری روایت:

عَنْ أَبِيْ جَعْفَرٍ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم كَانَتْ تَزُوْرُ قَبْرَ حَمْزَةَ رضی اللہ عنہ تَرُمُّهُ وَتُصْلِحُهُ وَقَدْ تَعَلَّمَتْهُ بِحَجَرٍ۔[2]

ترجمہ: ابی جعفر روایت کرتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کیا کرتیں (جب ضروری ہوتا) اس کی دیکھ بھال کرتیں اور نشانی کے طور پر پتھر بھی رکھا تھا۔

[1] مستدرک للحاکم، ج3، ص30، حدیث نمبر 4319

[2] وفاء الوفا باخبار دار المصطفیٰ، ج3، ص932، دار الکتب العلمیہ بیروت

تیسری روایت:

عَنْ عَلِیٍّ اَنَّ فَاطِمَۃَ بِنْتَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کَانَتْ تَزُوْرُ قَبْرَ عَمِّھَا حَمْزَۃَ کُلَّ جُمُعَۃٍ فَتُصَلِّیْ وَتَبْکِیْ عِنْدَہٗ[1]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عموماً نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کے لیے ہر جمعہ کے دن جایا کرتی تھیں۔ ان کی قبر کے پاس نماز پڑھتیں اور آنسو بھی بہایا کرتیں۔

چوتھی روایت:

عَنْ جَعْفَرٍ أَنَّ فَاطِمَۃَ رضی اللہ عنہا کَانَتْ تَزُوْرُ قُبُوْرَ الشُّھَدَاءِ بَیْنَ الْیَوْمِ وَالثَّلَاثَۃِ۔[2]

ترجمہ: حضرت جعفر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہر دو یا تین دن کے بعد شہدائے احد کی قبور پر جایا کرتی تھیں۔

پانچویں روایت:

عَنْ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ رَضِیَ اللہُ عَنْھُمَا فَتُصَلِّیْ ھُنَاکَ وَتَدْعُوْ وَتَبْکِیْ حَتّٰی مَاتَتْ[3]

ترجمہ: حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا وہاں (حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر پر) دعا مانگتیں، آنسو بہاتیں، یہاں تک کہ آپ کا انتقال ہو گیا۔

[1] وفاء الوفا باخبار دار المصطفیٰ، ج3، ص932، دار الکتب العلمیہ بیروت

[2] وفاء الوفا باخبار دار المصطفیٰ، ج3، ص932، دار الکتب العلمیہ بیروت

[3] وفاء الوفا باخبار دار المصطفیٰ، ج3، ص932، دار الکتب العلمیہ بیروت

چھٹی روایت:

عَنْ عَلِيٍّ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم كَانَتْ تَزُوْرُ قَبْرَ عَمِّهَا حَمْزَةَ كُلَّ جُمْعَةٍ فَتُصَلِّيْ وَتَبْكِيْ عِنْدَهٗ [1]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عموماً نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کے لیے ہر جمعہ کے دن جایا کرتی تھیں۔ ان کی قبر کے پاس نماز پڑھتیں اور آنسو بھی بہایا کرتیں۔

حضور تشریف لے کے جاتے جہاں پہ جاتی تھی سیدہ رضی اللہ عنہا بھی
لحد مبارک وہ آپ کی ہے خوشا یہ قسمت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ خوشا

اہل مدینہ کا معمول:

آج بھی اہل مدینہ کا یہ معمول ہے کہ وہ شہدائے احد بالخصوص حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار پر حاضری دیتے ہیں اور اس عمل کو اپنے لیے باعث خیر اور سعادت سمجھتے ہیں سید جعفر بن حسن برزنجی المدنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہل مدینہ کا یہ معمول تھا کہ وہ 12 رجب کو اجتماع کی صورت میں حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک پر حاضری دیا کرتے تھے۔ ایصال ثواب کا اہتمام کرتے، آپ کے فضائل و مناقب بیان کرتے اور مناجات پیش کرتے۔ قطب مدینہ مولانا ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے:

مَنْ اَرَادَ يَسْتَشْفَعُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ فَلْيَسْتَشْفِعْ لِعَمِّهٖ

ترجمہ: جو چاہتا ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں سفارش لائے وہ

[1] المصنف عبدالرزاق، ج3، ص380، دارالکتب العلمیہ بیروت

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا (حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ) کی سفارش پیش کرے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آج تک اہل مدینہ آپ کے مزار اقدس پر حاضری پیش کرتے ہیں اور خیر و برکات حاصل کرتے ہیں۔

جہاں برستی ہیں رحمتیں بھی ملا ہے فیضان صوفیاء کو
مزار انور وہ آپ کا ہے بڑا بابرکت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ

کرامات حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ:

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام سے لے کر شہادت تک اور بعد از شہادت بھی ساری حیات مبارکہ پُر از کرامات ہے۔ جو روز محشر تک جاری و ساری رہیں گی۔ کیونکہ شہداء اللہ تعالیٰ کے ہاں زندہ ہیں اور پھر جو سیدالشھداء کے بلند منصب پر فائز ہیں تمام شہیدوں کے سردار اور امام ہیں ان کا مقام و مرتبہ کیا ہوگا۔ آپ کے مزار مبارک سے اولیاء و صوفیاء کا ایک منفرد عقیدت اور محبت کا رشتہ ہے۔ آج بھی آپ کے روحانی فیض اور کرامات کا سلسلہ جاری ہے۔ حصول برکت کے لیے چند ایک مستند روایات کا ذکر کرتے ہیں۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سلام کا جواب دیتے ہیں:

امام بیہقی نے روایت کیا ہے کہ حضرت فاطمہ خزاعیہ فرماتی ہیں کہ ایک سفر کے دوران میں اور میری بہن شہدائے احد کی قبروں کے پاس سے گزر رہی تھیں کہ سورج غروب ہو گیا میں نے اپنی بہن سے کہا آؤ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کرتے ہیں۔ ہم ان کی قبر کے پاس آئیں اور سلام عرض کیا

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا عَمَّ رَسُوْلِ اللّٰہِ فَسَمِعْنَا کَلَامًا رَدَّ عَلَیْنَا وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ[1]

[1] دلائل النبوۃ، ج3، ص309، دارالکتب العلمیہ بیروت

ترجمہ: اے اللہ کے رسول کے چچا ''اسلام علیکم'' پس ہم نے اپنے سلام کا جواب اس طرح سنا ''وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ''

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے سلام کا جواب دیا اور حمزہ نام رکھنے کا حکم بھی دیا:

عاف باللہ سیدی شیخ محمود کردی شیخانی نزیل مدینہ منورہ کی کتاب ''الباقیات الصالحات'' میں، میں نے پڑھا کہ موصوف (مؤلف کتاب) نے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار کی زیارت کی۔ جب انہوں نے سلام عرض کیا تو اس کا جواب قبر سے آیا اور انہوں نے قطعی اور یقینی طور سے سلام کا جواب سنا۔ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے مزید ان کو حکم دیا کہ اپنے بیٹے کا نام میرے نام پر رکھنا جب ان کے ہاں بیٹا پیدا ہوا تو انہوں نے اسکا نام ''حمزہ'' رکھا۔[1]

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ زائرین کی مدد فرماتے ہیں:

شیخ سعید بن قطب ربانی ملا ابراہیم کردی سید الشہداء عم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لیے گئے، اہل مدینہ کا دستور تھا کہ 12 رجب کو ''سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ'' کی زیارت کے لیے جایا کرتے تھے۔ شیخ کی زیارت اس تاریخ سے قبل ہوئی ان کا مزاج تھا کہ کثرت سے ''سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ'' کی زیارت کے لیے جایا کرتے اور 12 رجب تک یہ سلسلہ رہتا، ایک سال ہم ان کے ساتھ زیارت کے لیے گئے اور ''دیوانا لسنوذ'' (سندھیوں کے دیوان) میں قیام کیا۔ جب رات طاری ہوئی سارے ساتھی سو گئے اور میں ان کی نگرانی کے لیے بیٹھ گیا، ایک سوار کو میں نے کئی بار دیکھا کہ اس جگہ کا چکر لگا رہا ہے جہاں ہم تھے۔ میں اپنی سستی کے باعث ان تک نہ جا سکا، پھر میں نے اپنے جی میں کہا، آخر کب تک؟ تانکہ وہ خود ادھر آئیں، میں ان کی طرف

[1] از سیرت قطب مدینہ علامہ ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ

بڑھا اور ان سے پوچھا آپ کون؟ انہوں نے جواب دیا تم کو اس سے کیا واسطہ؟ تم میرے پناہ میں اترے ہو اور شب بیداری اور نگرانی کے ذریعہ مجھے اذیت دیتے ہو، میں برابر تم سب کی نگرانی کررہا ہوں، میں حمزہ بن عبد المطلب ہوں، اور پھر وہ میری نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعن الصحابۃ اجمعین۔ [1]

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کی مدد فرمائی:

سید جعفر بن حسن برزنجی مدنی اپنی کتاب "جالیۃ الکرب باصحاب سید العجم و العرب صلی اللہ علیہ وسلم" میں فرماتیہیں اسماء اہل بدر و اہل احد رضی اللہ عنہم سے استغاثہ و استمداد سے متعلق بعض واقعات حموی نے اپنی کتاب "نتائج الارتحال والسفر فی اخبار اُھل القرن الحادی عشر" میں علامہ بن عبد الغنی نابلسی کے حالات میں قلمبند کیے ہیں یہ شخصیت شریعت وطریقت کی جامع تھی نام نامی شیخ احمد بن محمد میاطی ہے، 1116ھ ماہ محرم میں مدینہ منورہ میں وفات پائی، یہ بیان کرتے ہیں:

ایک سال میں نے اپنی والدہ کے ساتھ حج کیا، یہ قحط کا سال تھا، میرے ساتھ دو اونٹ تھے جنھیں میں نے مصر سے خرید! تھا انہیں پر ہم نے حج کیا، بعد حج جب ہم مدینہ طیبہ پہنچے یہ دونوں اونٹ مدینہ طیبہ میں مر گئے، ہمارے پاس پیسے نہ تھے کہ کوئی اور اونٹ خریدتے یا کرایہ پر لیتے، مجھے کچھ پریشانی لاحق ہوئی، میں اپنے شیخ صفی الدین قشاشی قدس سرہ کے پاس گیا اور ان کو اپنے حال سے آگاہ کیا۔ میرے پاس وسائل سفر نہیں جب تک اللہ تعالیٰ اس کی کوئی سبیل پیدا نہ کردے اس وقت تک میں نے یہیں مدینہ طیبہ میں اقامت کا ارادہ کرلیا ہے، شیخ تھوڑی دیر خاموش رہے پھر فرمایا:

[1] از سیرت قطب مدینہ علامہ ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ

تم ابھی سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ عم نبینا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار پر جاؤ، اور جو ہو سکے قرآن کی تلاوت کرو اور جس طرح مجھ سے تم نے اپنا حال بیان کیا ہے اسی طرح تفصیل کے ساتھ ان کی قبر شریف کے پاس کھڑے ہو کر عرض حال کرنا، میں نے ان کے حکم پر عمل کیا، اور فوراً ان کے مزار پر حاضر ہوا، چاشت کا وقت تھا، جو ہو سکا میں نے قرآن کی تلاوت کی اور جس طرح ہمارے شیخ نے عرض حال کرنے کا حکم دیا تھا اس طرح عرض حال کیا اور ظہر سے پہلے واپس آیا، باب الرحمۃ کے وضو خانہ میں گیا اور وضو کر کے حرم میں داخل ہوا، اسی وقت میری والدہ نے بتایا کہ یہاں ایک شخص تمہارے بارے میں پوچھ رہا تھا تم ان کے پاس جاؤ، میں نے والدہ سے پوچھا وہ کہاں ہیں، انہوں نے بتایا، حرم کے آخری حصوں میں دیکھو، میں گیا، جب میں ان کی طرف متوجہ ہوا تو میں نے دیکھا کہ یہ ایک باوقار سفید ریش شخصیت ہیں، انہوں نے فرمایا، مرحبا شیخ احمد! میں نے ان کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ انہوں نے فرمایا، اب مصر کے سفر پر روانہ ہو جاؤ، میں نے عرض کیا، کس کے ساتھ سفر کروں؟

انہوں نے فرمایا:

تم میرے ساتھ چلو، کسی کے ساتھ سفر کا انتظام کر دوں گا۔ میں ان کے ساتھ چل پڑا پھر ہم مدینہ طیبہ کے مصری حجاج کے اسٹیشن المناخہ پہنچے، وہاں وہ ایک مصری کے خیمہ میں داخل ہوئے، ان کے ساتھ میں بھی تھا، جب انہوں نے صاحب خیمہ کو سلام کیا وہ ان کے لیے کھڑا ہو گیا ان کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور بڑی تعظیم و تکریم کی، آپ نے اس سے کہا، میرے آنے کا مقصد یہ ہے کہ تم شیخ احمد اور ان کی والدہ کو اپنے ساتھ مصر لے جاؤ، اونٹوں کی کثرت اموات کے سبب اس سال اونٹ بڑے عزیز تھے اور کرایہ پر ملنا بہت مشکل تھا، لیکن اس نے آپ کے حکم کی تعمیل کی، آپ نے اس سے پوچھا تم کیا کرایہ لو گے؟ اس نے ادب کے ساتھ کہا سیدی جو آپ فرمائیں،

انہوں نے فرمایا اتنا اتنا لے لو، اس نے آپ کا فرمان قبول کر لیا، پھر انہوں نے کرایہ کی رقم کا اکثر حصہ خود ادا کر دیا، پھر انہوں نے مجھے حکم دیا، جاؤ اپنی والدہ اور سامان لیتے آؤ، میں گیا اور سیدی وہیں رہے، پھر اپنی والدہ اور سامان لے کر آیا سیدی نے اس کے ساتھ شرط کر دی کہ بقیہ کرایہ میں مصر پہنچ کر اسے دوں گا، اس نے سیدی کی یہ بات قبول کی، سیدی نے فاتحہ پڑھی اور میرے لیے اس کو وصیت کی اور وہاں سے اٹھے میں بھی ان کے ساتھ ہولیا۔ جب ہم حرم شریف پہنچے انہوں نے مجھے حکم دیا، تم مجھ سے پہلے حرم میں داخل ہونا میں اندر داخل ہوا اور نماز تک ان کا انتظار کیا لیکن پھر وہ مجھے نظر نہ آئے میں نے ان کو بہت تلاش کیا مگر وہ نہ مل سکے، پھر میں اس صاحب خیمہ کے پاس گیا اور ان کا پتہ پوچھا، اس نے جواب دیا، میں ان کو نہیں پہچانتا اور اس سے قبل ان کو میں نے دیکھا بھی نہ تھا، لیکن جب وہ میرے پاس آئے اس وقت مجھ پر ایسا رعب و دبدبہ طاری ہوا جو زندگی پھر کبھی نہ ہوا تھا، پھر واپس آیا اور ان کو بہت ڈھونڈھا لیکن پھر وہ نظر نہ آئے، پھر میں اپنے شیخ صفی الدین احمد قشاشی کے پاس گیا اور واقعہ کی تفصیل بیان کی، انہوں نے فرمایا یہ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی روحانیت متشکل ہو کر تمہارے سامنے آئی تھی، پھر میں اس کے پاس آیا جس سے معاملہ طے ہوا تھا اور حاجیوں کی ص رضی اللہ عنہ ت میں اس کے ساتھ مصر روانہ ہوا اثناء سفر ہمارے ساتھ اس نے جس حسن اخلاق اور محبت و احترام کا ثبوت دیا اس طرح کا اعزاز مجھے کبھی بھی نہ ملا، نہ سفر میں نہ حضر میں اور یہ سب کچھ ملا سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی برکت سے الحمد للہ![1]

جانشین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بابا جی غلام رسول بلیاں والے کا ایمان افروز واقعہ:

بابا جی غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ المعروف بلیاں والے (المتوفی 23 مارچ 1986)

[1] از سیرت قطب مدینہ علامہ ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ

مدینہ پاک کے ان بزرگوں میں سے ہیں جنہیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اپنے شہر میں خدمت کے لیے قبول فرمایا۔ بابا جی ہندوستان کے شہر جالندھر کے رہنے والے تھے جو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم خاص سے مدینہ پاک گئے اور تا حیات تقریباً 53 سال محبوبِ خدا کے شہر میں گزارے۔ پاکستان کے بیشتر علماء، مشائخ اور دیگر اہل محبت جو آپ کے مقام و مرتبہ کو جانتے تھے وہ آپ کی بارگاہ میں نیاز مندی سے حاضر ہوتے اور دعا کے لیے عرض کرتے۔

بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کو مدینہ پاک کی بلیوں سے از حد محبت اور لگاؤ تھا۔ آپ شہر مدینہ کی بلیوں اور جانوروں کے لیے گوشت اور خوراک کا انتظام کرتے۔ اسی محبت کی وجہ سے آپ کو جانشین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا لقب دیا گیا۔ آپ مقبول بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مقبول بارگاہ سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ سے عقیدت رکھنے والے آپ کے روحانی فرزند (ذرہ خاک مدینہ محمد طفیل مدنی بھٹی لاہور) جو مدینہ پاک میں عرصہ دراز بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت کرتے رہے۔ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات پر ایک تفصیلی کتاب المسمی بہ "جانشین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ" لکھی ہے۔ جس میں آپ کی سیرت و حالات و واقعات کو بیان کیا ہے۔ یہاں صرف بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں مناجات پیش کرنا اور آپ کے کرم فرمانے کا ایک ایمان افروز واقعہ ذکر کرتے ہیں۔ محمد طفیل مدنی صاحب لکھتے ہیں کہ

ایک دفعہ بابا جی بہت موج میں تھے۔ مجھے فرمانے لگے کہ "بیٹا آؤ میں تمہیں بڑی اچھی بات بتاؤں۔۔۔ فرمانے لگے کہ میں آج سے بیس سال پہلے جناب مولانا ضیاء الدین مدنی صاحب کا لنگر پکاتا تھا جو صبح و شام جاری رہتا تھا۔ ایک دفعہ ہندوستان سے کچھ خاص مہمان آنے والے تھے اور لنگر کو تھوڑی تنگ دستی چل رہی تھی۔ صبح کی نماز پڑھ کر جب میں مولانا صاحب کے پاس پہنچا تو فرمانے لگے کہ:

''غلام رسول! ہندوستان بریلی سے کچھ خاص مہمان آنے والے ہیں اور ہم نے کچھ ضیافت کا انتظام کرنا ہے اور ان دنوں ہاتھ تھوڑا تنگ ہے۔ کسی سے پیسے ہمیں قرض مل جائیں۔ بعد میں ہم ادا کر دیں گے۔ کوشش کرو''۔۔۔

بابا جی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب انہوں نے یہ بات بتائی تو میں تڑپ اٹھا اور میں ناشتہ کرنے کے بعد ''سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ'' احد شریف چلا گیا اور سید الشہداء کی خدمت عالی میں عرض کیا کہ

''حضرت مولانا صاحب کے خاص مہمان آنے والے ہیں اور آج کل ہمارا ہاتھ تھوڑا تنگ ہے۔ اگر اپنے غلاموں پر نگاہِ کرم ہو جائے تو عنایت ہوگی''۔۔

یہ باتیں عرض کرنے کے بعد میں کافی دیر تک مزار شریف پر بیٹھا رہا اور واپس آیا اور ظہر کی نماز مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شریف میں ادا کی۔ ان دنوں مسجد نبوی شریف بابِ مجیدی پر کوئی مرمت ہو رہی تھی تو میں مزدوروں کے ساتھ آ کر بیٹھ گیا۔ انہوں نے کہا: ''کھانا کھالو''۔ میں نے ان کے ساتھ کھانا کھانا شروع کر دیا، پھر میں مولانا صاحب کے پاس آ گیا تو فرمانے لگے: ''غلام رسول، کچھ بندوبست ہوا''؟ تو میں نے عرض کی کہ ''سرکار کوشش کی ہے۔ شائد اللہ کامیابی عطا فرما دے''۔۔۔

بابا جی پھر بتاتے ہیں کہ جب عصر کی نماز پڑھ کر واپس جا رہا تھا تو کافی لوگ تھے۔ بابِ مجیدی سے باہر نکلتے ہوئے کسی نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھا اور کہا ''لو بھئی غلام رسول، یہ تمہارے لیے ہے''۔ وہ ایک کپڑے کی تھیلی تھی اس میں چاندی کے ریال تھے۔ میں دیکھ کر ہکا بکا رہ گیا اور تھیلی دینے والی ہستی کو نہ دیکھ سکا۔۔۔ اتنے میں مولانا ضیاء الدین صاحب بھی عصر کی نماز پڑھ کر آ چکے تھے۔

جب گھر پہنچے تو تھیلی میں نے ان کے آگے رکھ دی اور کہا کہ ''حضرت یہ اللہ نے ہماری مدد کر دی ہے'' تو مولانا صاحب کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ فرمانے لگے: ''یہ آپ کو کہاں سے ملی ہے؟'' تو میں نے عرض کی کہ:

''میں بابِ مجیدی سے باہر آرہا تھا تو رش میں کوئی مجھے پکڑا گیا ہے۔ یہ سوچ کر کہ آپ نے شاید کسی اور کو بھی کہا ہو اور وہ ہمارے جاننے والے ہی ہوں اسلئے پکڑ لی۔ حضور میں نے دیکھا نہیں ہے انہیں''۔۔۔

تو مولانا صاحب نے فرمایا کہ ''غلام رسول، آج ناشتے کے بعد کہاں گئے تھے''؟ میں نے عرض کیا کہ: ''سید شہداء کی خدمت میں گیا تھا اور وہاں عرض کر کے آیا تھا''۔ مولانا صاحب چیخ کر بولے: ''ارے جن کو عرض کر کے آیا تھا وہ خود ہی تو تمہیں تھیلی پکڑا کر گئے ہیں''۔۔۔

جب مولانا صاحب نے یہ بات کہی تو میری حالت اتنی غیر ہو گئی کہ کائنات کی اتنی بڑی ہستی مجھے یہ عطیہ دے کر گئی اور میں پہچان نہ سکا۔ میں فوراً ایک دوست کا سائیکل پکڑ کر سید الشہداء پہنچا۔ اندھیرا ہو چکا تھا اور میں مزار شریف پر جا کر تقریباً گر گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد مجھے اونگھ آ گئی اور میں دیکھتا ہوں کہ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اپنی نورانی شکل وصورت میں نمودار ہوئے۔ میں نے عرض کیا کہ ''حضور آپ نے اتنا بڑا کرم فرمایا۔ میں اس قابل کہاں تھا؟'' فرمایا کہ:

''غلام رسول، تم نے ہم سے مدد مانگی تھی کیا ہم تمہاری مدد نہ کرتے؟ جو بھی ہمارے پاس آتا ہے ہم اسے خالی نہیں لوٹاتے''۔

یہ واقعہ بتانے کے بعد باباجی رحمۃ اللہ علیہ کافی دیر تک روتے رہے اور میں بھی روتا رہا۔[1]

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک سے خوشبو کا نکلنا:

حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی کرامات اور مناقب میں سے ایک بڑی منفرد کرامت آپ کی قبر مبارک سے انتہائی خوبصورت خوشبو کا نکلنا ہے اور آج بھی آپ کی قبر مبارک اس بات کا زندہ وجاوید ثبوت ہے۔ ایک زائر جوں جوں آپ کے مزار

[1] از سیرت جانشین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، باباجی غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ

انور کے قرب میں جاتا ہے وہ آپ کی قبر انور سے نکلنے والی اس روحانی مہک اور خوشبو کو محسوس کرتا ہے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک سے سبز نور کا نکلنا:

حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی کرامات میں سے آپ کی قبر مبارک سے سبز روشنی کا نکلنا ہے۔ یہ واقعہ محمد طفیل مدنی (صاحب کتاب جانشین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بابا جی غلام رسول بلیاں والے) نے خود راقم کو سنایا اور تصویر بھی بھیجی واقعہ کچھ یوں ہے کہ:

ایک سعودی اپنے اہل خانہ کے ہمراہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار پر حاضر تھا کہ اچانک دیکھا کہ آپ کی قبر مبارک سے سبز رنگ کی روشنی نکل رہی تھی اتفاقاً اس کے پاس کیمرہ بھی موجود تھا۔ اس نے تصویر اپنے پاس محفوظ کر لی اور سید جلال الدین قادری جمال پاشا (حال مقیم امریکہ) جو اس سعودی کے ساتھ امریکن ایمبیسی میں کام کرتے تھے کو دی اور سارا واقعہ سنایا۔ آپ حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے ہیں آپ نے اسے بتایا کہ یہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک سے نور نکل رہا ہے۔ دوسرے تیسرے روز وہ سعودی پھر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور کافی دیر تک دعا کرتا رہا کہ مجھے وہ منظر دوبارہ دکھائیں۔ پھر ایک سردیوں کی رات میں وہ اکیلا آپ رضی اللہ عنہ کے مزار پر حاضر تھا کہ اس نے اس سبز نور کی زیارت کی جو آپ رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک سے نکل رہا تھا۔ اس نے جا کر اپنے بزرگوں کو بتایا کہ جس مسلک پر ہم قائم ہیں یہ درست نہیں ہے بلکہ جس عقیدے پر حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی پیروی کرنے والے قائم ہیں وہی ٹھیک ہے کہ شہداء اور صلحاء اپنی قبور میں زندہ ہیں۔ سید جلال الدین قادری جمال پاشا صاحب نے اس سعودی سے وہ تصویر لی اور آپ ہی سے یہ تصویر مجھ تک پہنچی آ گے محمد طفیل مدنی صاحب نے یہ تصویر راقم کو دی۔ قارئین کے لیے تصویر پیش کی جا رہی ہے۔ جو کتاب کے شروع میں موجود ہے۔

باب نہم

آیات قرآنیہ درشانِ سیدنا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ

آیات قرآنیہ:

سب سے پہلے ان آیات کو نقل کیا جاتا ہے جو خصوصیت کے ساتھ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی ہیں۔

آیت نمبر 1:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ [1]

ترجمہ: اور ہرگز خیال نہ کرو جو قتل کیئے گئے ہیں اللہ کی راہ میں وہ مردہ ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس (اور) رزق دیئے جاتے ہیں۔

تفسیر درمنثور میں حضرت ابوضحی علیہ رحمۃ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ یہ آیت حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور دیگر شہدائے احد کے بارے میں نازل ہوئی اس موقع پر 70 صحابہ شہید ہوئے تھے۔ چار مہاجرین میں سے تھے بنو ہاشم میں سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب، عبدالدار میں سے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ، بنو مخزوم میں سے حضرت عثمان بن شماس علیہ رحمۃ اللہ اور بنو اسد میں سے حضرت عبداللہ بن

[1] پارہ 4، سورۃ آل عمران، آیت نمبر 169

جحش رحمۃ اللہ علیہ باقی سب انصاری تھے۔

آیت نمبر 2:

وَ اِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ؕ وَ لَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۲۶﴾ وَ اصْبِرْ وَ مَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَ لَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَ لَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّ الَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ [1]

ترجمہ: اور اگر تم سزا دو تو ویسی ہی سزا دو جیسی تکلیف تمہیں پہنچائی تھی اور اگر تم صبر کرو تو بے شک صبر کرنے والوں کا صبر سب سے اچھا۔ اور اے محبوب تم صبر کرو اور تمہارا صبر اللہ ہی کی توفیق سے ہے اور ان کا غم نہ کھاؤ اور ان کے فریبوں سے دل تنگ نہ ہو۔ بے شک اللہ ان کے ساتھ جو ڈرتے ہیں اور جو نیکیاں کرتے ہیں۔

تفسیر مظہری اور تفسیر درمنثور میں ان آیات کے تحت نقل کیا گیا ہے کہ یہ آیات حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے موقع پر نازل ہوئیں۔ جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے چچا کی لاش مبارک کے پاس تشریف لائے تو آپ کے جسم مبارک کو مثلہ شدہ حالت میں دیکھ کر آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا خدا کی قسم کہ حمزہ رضی اللہ عنہ کے بدلے 70 آدمیوں کو مثلہ کروں گا جب یہ قسم اٹھا کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی جگہ پر کھڑے تھے کہ ان آیات کا نزول ہوا اور صبر کی تلقین فرمائی گئی۔

آیت نمبر 3:

هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ ۫ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ ؕ يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ ﴿۱۹﴾ [2]

[1] پارہ 14، سورۃ النحل، آیت نمبر 126 تا 128

[2] پارہ 17، سورۃ حج، آیت نمبر 19

ترجمہ: یہ دو فریق ہیں جو جھگڑ رہے ہیں اپنے رب کے بارے میں تو وہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا تیار کر دیئے گئے ہیں ان کے لیے کپڑے آتشِ (جہنم) سے انڈیلا جائے گا ان کے سروں پر کھولتا ہوا پانی۔

(۱) تفسیر طبری میں حضرت قیس بن عبادہ رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے یہ روایت نقل کی گئی ہے کہ یہ آیت حضرتِ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت علی رحمۃ اللہ علیہ اور عتبہ، شیبہ اور ولید کے بارے میں نال ہوئی جب باہم یہ دونوں فریق جنگ بدر میں آمنے سامنے ہوئے۔

(۲) تفسیر مظہری میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت بیان کی ہے کہ یہ آیت مبارکہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی عتبہ اور اس کے ساتھیوں میں یومِ بدر کے باہم مقابلہ کے حوالہ سے نازل ہوئی۔

آیت نمبر 4:

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۲۲﴾ [1]

ترجمہ: بھلا وہ (سعادت مند) کشادہ فرما دیا ہو اللہ نے جس کا سینہ اسلام کے لیے تو وہ اپنے رب کی طرف سے دیئے ہوئے نور پر ہے پس ہلاکت ہے ان سخت دلوں کے لیے جو ذکر خدا سے متاثر نہیں ہوتے۔

تفسیر روح البیان میں اس آیت کریمہ کے حوالہ سے یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ یہ آیت کریمہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ابولہب اور اس کے بیٹے کے بارے ہیں نازل ہوئی۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ وہ ہیں جن کے سینہ کو اللہ

[1] پارہ 23، سورۃ الزمر، آیت نمبر 22

تعالیٰ نے اسلام کے نور سے کشادہ فرما دیا ہے۔

شرح صدر سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے دل میں ایک نور ڈال دیتا ہے جس کی روشنی اور چمک سے وہ حق اور باطل کو پہچان لیتا ہے کیونکہ سینہ دل اور روح کا محل ہے تو جب دل دینِ اسلام کو قبول کر لیتا ہے تو اس سینہ کو نورِ ایمان سے کشادہ کر دیا جاتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کرم خاص ہے کہ وہ اسلام قبول کرنے کے لیے سینہ کھول دے۔ تعصب اور ضد کے پردے اٹھ جائیں اور نورِ حق نظر آنے لگے۔

آیت نمبر 5:

مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَیْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَ مِنْهُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ ۖ٘ وَ مَا بَدَّلُوْا تَبْدِیْلًا ۙ﴿۲۳﴾[1]

ترجمہ: اہل ایمان میں سے ایسے جواں مرد ہیں جنہوں نے سچا کر دکھایا جو وعدہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے کیا تھا اور ان جواں مردوں میں سے کچھ تو اپنی نظر پوری کر چکے اور بعض انتظار کر رہے ہیں ان کے رویہ میں ذرا تبدیلی نہیں ہوئی۔

تفسیر ابن عباس اور تفسیر مظہری میں روایت نقل کی گئی ہے کہ یہ آیت کریمہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی۔

آیت نمبر 6:

یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىٕنَّةُ ﴿۲۷﴾ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ﴿۲۸﴾ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ﴿۲۹﴾ وَ ادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ﴿۳۰﴾[2]

[1] پارہ 21، سورۃ الاحزاب، آیت نمبر 23

[2] پارہ 30، سورۃ الفجر، آیت نمبر 27 تا 30

ترجمہ: اے نفس مطمئن۔ واپس چلو اپنے رب کی طرف اس حال میں کہ تو اس سے راضی (اور) وہ تجھ سے راضی۔ پس شامل ہو جاؤ میرے بندوں میں۔ اور داخل ہو جاؤ میری جنت میں۔

تفسیر در منثور میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت کی ہے کہ نفس مطمئنہ سے مراد حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا نفس ہے۔

آیت نمبر 7:

اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيْهِ كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ۝ [1]

ترجمہ: (تم خود سوچو) آیا وہ (نیک بخت) جس کے ساتھ ہم نے وعدہ کیا ہے بہت اچھا وعدہ اور وہ اس کے پانے والا بھی ہے اس (بد بخت) کی مانند ہو سکتا ہے جسے ہم نے دنیاوی زندگی کا سامان دیا ہے پھر وہ (اس چند روز آسائش کے بعد) روز قیامت (مجرموں کے کٹہرے میں) پیش کیا جائے گا۔

تفسیر در منثور میں یہ روایت نقل کی گئی ہے کہ یہ آیت کریمہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور ابوجہل کے حق میں نازل ہوئی۔ حضرت سدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا سے مراد حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب ہیں كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا سے مراد ابوجہل بن ہشام ہے۔

اب ان چند آیات کا ذکر کرتے ہیں جن میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا ذکر مبارک عمومیت کے ساتھ ہے۔

آیت نمبر 1:

وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ

[1] پارہ 20، سورۃ القصص، آیت نمبر 61

بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَ رَضُوْا عَنْہُ وَ اَعَدَّ لَھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَاۤ اَبَدًا ؕ ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿۱۰۰﴾ [1]

ترجمہ: اور سب سے پہلے پہلے ایمان لانے والے مہاجرین اور انصار سے اور جنہوں نے پیروی کی ان کی عمدگی سے راضی ہو گیا ہے اللہ تعالیٰ ان سے اور راضی ہو گئے ہیں وہ اس سے اور اس نے تیار کر رکھے ہیں ان کے لیے باغات بہتی ہیں ان کے نیچے ندیاں ہمیشہ رہیں گے ان میں ابد تک یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔

آیت نمبر 2:

وَ الَّذِیْنَ ھَاجَرُوْا فِی اللّٰہِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّھُمْ فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً ؕ وَ لَاَجْرُ الْاٰخِرَۃِ اَکْبَرُ ۘ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾ [2]

ترجمہ: اور جنہوں نے راہ خدا میں ہجرت کی اس کے بعد ان پر ظلم توڑے گئے تو ہم ضرور ان کو دنیا میں بھی بہتر ٹھکانہ دیں گے اور آخرت کا اجر تو بہت بڑا ہے کاش یہ جان لیتے۔

آیت نمبر 3:

وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَ رُسُلِہٖۤ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ ۖ وَ الشُّھَدَآءُ عِنْدَ رَبِّھِمْ ؕ لَھُمْ اَجْرُھُمْ وَ نُوْرُھُمْ ؕ [3]

ترجمہ: اور جو لوگ ایمان لائے اللہ اور اس کے رسولوں پر وہی (خوش نصیب) اللہ کی جناب میں صدیق اور شہید ہیں ان کے لیے (خصوصی) اجر اور ان کا نور ہے۔

[1] پارہ 11، سورۃ التوبۃ، آیت نمبر 100

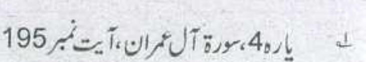
[2] پارہ 14، سورۃ النحل، آیت نمبر 41

[3] پارہ 27، سورۃ الحدید، آیت نمبر 19

آیت نمبر 4:

فَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَ اُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ وَ قٰتَلُوْا وَ قُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَ لَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُۚ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِؕ وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ﴿۱۹۵﴾ [1]

ترجمہ: تو وہ جنہوں نے ہجرت کی اور نکالے گئے اپنے وطن سے اور ستائے گئے میری راہ میں اور (دین کے لیے) لڑے اور مارے گئے تو ضرور میں مٹادوں گا ان (کے نامۂ اعمال) سے ان کے گناہ اور ضرور داخل کروں گا انہیں باغوں میں بہتے ہیں جن کے نیچے نہریں (یہ) جزا ہے (ان کے اعمال حسنہ کی) اللہ کے ہاں اور اللہ ہی کے پاس بہترین ثواب ہے۔



[1] پارہ 4، سورۃ آل عمران، آیت نمبر 195

باب دہم

احادیث نبویہ در شان حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب کی بعض روایات سابقہ ابواب میں متعلقہ عنوانات کے تحت موجود ہیں۔ یہاں آپ کے فضائل کی تمام روایات کو یکجا کر دیا گیا ہے۔

سید الشہداء (تمام شہیدوں کے سردار):

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ اِنَّ اَفْضَلَ الْخَلْقِ يَوْمَ يَجْمَعُهُمُ اللّٰهُ الرُّسُلَ وَاَفْضَلُ النَّاسِ بَعْدَ الرُّسُلِ الشُّهَدَآءُ وَاِنَّ اَفْضَلَ الشُّهَدَآءِ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ۔ [1]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جس دن اللہ تعالیٰ رسولوں کو جمع فرمائے گا (یعنی قیامت کے دن) اور رسولوں کے بعد سب سے افضل، شہداء کرام ہوں گے، اور تمام شہداء سے افضل حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ ہیں۔

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَيِّدُ الشُّهَدَاءِ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَرَجُلٌ قَالَ اِلٰى اِمَامٍ جَائِرٍ، فَاَمَرَهُ وَنَهَاهُ فَقَتَلَهُ۔ [2]

[1] مستدرک للحاکم، ج3، حدیث نمبر 4876

[2] مستدرک للحاکم، ج3، حدیث نمبر 4884

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمام شہیدوں کے سردار حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں، اور ایسا شخص ہے جو جابر بادشاہ کے سامنے حق بات کہے اور وہ اس کی پاداش میں اس کو قتل کروا دے۔

اَسَدُ اللهِ وَ اَسَدَ رَسُوْلِهٖ (اللہ اور اس کے رسول کے شیر):

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِی وَقَّاصٍ، قال کَانَ حَمْزَةُ ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ یُقَاتِلُ یَوْمَ اُحُدٍ بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، وَیَقُوْلُ اَنَا اَسَدُ اللهِ۔[1]

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ غزوہ احد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے جہاد کر رہے تھے اور ساتھ ساتھ کہہ رہے تھے "میں اللہ تعالیٰ کا شیر ہوں"۔

عَنْ یَحْیَی بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِی لَبِیبَةَ، عَنْ جَدِّهٖ، اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِهٖ، اِنَّهُ لَمَکْتُوْبٌ عِنْدَهُ فِی السَّمَاءِ السَّابِعَةِ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَسَدُ اللهِ، وَاَسَدُ رَسُوْلِهٖ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ[2]

ترجمہ: حضرت یحیٰ بن عبد الرحمٰن بن ابی لبیبہ اپنے دادا کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے بے شک ساتویں آسمان پر لکھا ہوا ہے "حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شیر ہیں"۔

[1] مستدرک للحاکم، ج3، حدیث نمبر 4880

[2] مستدرک للحاکم، ج3، حدیث نمبر 4898

حمزہ نام کی محبوبیت:

عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ وُلِدَ لِرَجُلٍ مِنَّا غُلَامٌ، فَقَالُوا مَانُسَمِّيهِ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمُّوهُ بِاَحَبِّ الْأَسْمَاءِ اِلَيَّ حَمْزَةَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ۔[1]

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک آدمی کے گھر بچہ پیدا ہوا، انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ اس بچے کا نام کیا رکھا جائے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس کا وہ نام رکھو، جو مجھے سب سے زیادہ اچھا لگتا ہے۔ (اور وہ ہے) حضرت عبد المطلب کے صاحبزادے کا نام ''حمزہ'' رضی اللہ عنہ۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، سَمِعَ رَجُلًا بِالْمَدِينَةِ يَقُولُ جَاءَ جَدِّى بِاَبِى اِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ هٰذَا وَلَدِى، فَمَا اُسَمِّيهِ؟ قَالَ سَمِّهِ بِاَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ حَمْزَةَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ۔[2]

ترجمہ: حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے مدینہ میں ایک آدمی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میرے دادا جان، میرے والد کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے کر آئے اور عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ میرا بیٹا ہے، میں اس کا نام کیا رکھوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ نام رکھو جو مجھے تمام لوگوں سے زیادہ عزیز ہے (اور وہ ہے) حضرت عبد المطلب کے صاحبزادے کا نام ''حمزہ'' رضی اللہ عنہ۔

[1] مستدرک للحاکم، ج3، حدیث نمبر 4888

[2] مستدرک للحاکم، ج3، حدیث نمبر 4889

ساتویں آسمان پر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے نام کا چرچا:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ، عَنْ شُيُوخِهِ، قَالُوا لَمَّا أُصِيبَ حَمْزَةُ جَعَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَنْ أُصَابَ بِمِثْلِكَ أَبَدًا، ثُمَّ قَالَ لِفَاطِمَةَ وَلِعَمَّتِهِ صَفِيَّةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَبْشِرَا أَتَانِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، فَأَخْبَرَنِي أَنَّ حَمْزَةَ مَكْتُوبٌ فِي أَهْلِ السَّمَاوَاتِ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَسَدُ اللهِ وَأَسَدُ رَسُولِهِ۔[1]

ترجمہ: حضرت محمد بن عمر اپنے اساتذہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تیری طرح کوئی شہید نہیں ہوگا، پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور اپنی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ تم خوش ہو جاؤ کیونکہ میرے پاس جبرائیل امین آئے تھے انہوں نے مجھے بتایا کہ حمزہ کو آسمانوں میں حمزہ بن عبدالمطلب اسد اللہ و اسد رسولہ (اللہ اور اس کے رسول کے شیر) کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو فرشتوں کا غسل دینا:

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

قُتِلَ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ غَسَّلَتْهُ الْمَلَائِكَةُ۔[2]

ترجمہ: حضرت حمزہ شہید کیے گئے تو انہیں فرشتوں نے غسل دیا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو جنت میں ٹیک لگائے دیکھا:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

1۔ مستدرک للحاکم، ج3، حدیث نمبر 4881

2۔ مستدرک للحاکم، ج3، حدیث نمبر 4885

وَسَلَّمَ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ الْبَارِحَةَ فَنَظَرْتُ فِيهَا فَإِذَا جَعْفَرٌ يَطِيرُ مَعَ الْمَلَائِكَةِ، وَإِذَا حَمْزَةُ مُتَّكِئٌ عَلَى سَرِيرٍ۔[1]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں گزشتہ رات جنت میں گیا، میں نے وہاں پر حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو پرندوں کے ہمراہ اڑتے دیکھا تھا۔ اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ایک تخت پر ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ دلائل النبوۃ میں روایت نقل کرتے ہیں کہ

عَنْ عَمَّارِ بْنِ أَبِي يَسَارٍ أَنَّ حَمْزَةَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ يَارَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أَرِنِي جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي صُورَتِهِ فَقَالَ انكَ لَا تَسْتَطِيعُ أَنْ تَرَاهُ قَالَ بَلَى فَأَرِنِيهِ قَالَ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَقْعُدْ، فَقَعَدَ۔ فَنَزَلَ جِبْرَئِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى خَشْبَةٍ كَانَتْ فِي الْكَعْبَةِ يُلْقِي الْمُشْرِكُونَ عَلَيْهَا ثِيَابَهُمْ إِذَا طَافُوا فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِرْفَعْ طَرْفَكَ فَانْظُرْ۔ فَرَفَعَ طَرْفَهُ فَرَأَى قَدَمَيْهِ مِثْلَ الزَّبَرْجَدِ كَالزَّرْعِ الْأَخْضَرِ فَخَرَّ مُغْشِيًّا عَلَيْهِ۔[2]

ترجمہ: حضرت عمار بن ابو عمار سے روایت ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے جبرائیل امین کا اُن کی حقیقی صورت میں دیدار کرنا ہے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا آپ انھیں حقیقی صورت میں دیکھنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یقیناً میں استطاعت نہیں رکھتا لیکن میں دیکھنے کی خواہش رکھتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا بیٹھ جایئے جب وہ بیٹھ گئے تو جبرئیل امین کعبہ کی اس لکڑی میں اترے

[1] مستدرک للحاکم، ج 3، حدیث نمبر 4890

[2] دلائل النبوۃ۔ ج 7، ص 81 دار الکتب العلمیۃ البیروت

جس پر مشرکین طواف کے وقت کپڑے ڈالا کرتے تھے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمای اپنی نگاہ اٹھایئے اور دیکھئے۔ آپ نے نگاہ اٹھائی اور حضرت جبرئیل امین کے دونوں قدموں کو دیکھا جو زمرد کی مانند سبز کھیتی کی طرح دکھائی دے رہے تھے۔ تو (کثرت انوار و تجلیات کی وجہ سے) آپ پر بے خودی طاری ہوگئی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھی:

عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِی طَالِبٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ، اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ نَبِیٍّ اُعْطِیَ سَبْعَةَ رُفَقَاءَ، وَاُعْطِيتُ بَضْعَةَ عَشَرَ، فَقِيلَ لِعَلِیٍّ مَنْ هُمْ؟ فَقَالَ اَنَا وَحَمْزَةُ وَابْنَایَ، ثُمَّ ذَكَرَهُمْ [1]

ترجمہ: حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر نبی کو سات ساتھی دیئے گئے جبکہ مجھے دس سے زیادہ ساتھی دیئے گئے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: وہ کون کون ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: میں، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور میرے دونوں بیٹے، پھر ان کے بعد باقی سب کا ذکر کیا۔

اول علم بردار:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ قَالَ اَوَّلَ لِوَاءٍ عَقَدَهُ رَسُوْلُ اللهِ بِحَمْزَةَ بِنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ۔ [2]

ترجمہ: حضرت محمد بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلا پرچم حضرت

[1] مستدرک للحاکم، ج3، حدیث نمبر 4901

[2] مستدرک للحاکم، ج3، حدیث نمبر 4861

حمزہ بن عبد المطلب کو عطا فرمایا۔

علامہ ابن ہشام نقل کرتے ہیں۔

كَانَتْ رَايَةُ حَمْزَةَ اَوَّلُ رَايَةٍ عَقَدَهَا رَسُوْلُ اللهِ لِاَحَدٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔[1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں میں پہلا پرچم حضرت حمزہ کو عطا فرمایا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا دو تلواروں سے لڑنا:

عَنْ عُمَيْرِبْنِ اِسْحَاقَ، قَالَ كَانَ حَمْزَةُ يُقَاتِلُ بَيْنَ يَدَىْ رَسُوْلِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَيْفَيْنِ، وَيَقُوْلُ اَنَا اَسَدُ اللهِ[2]

ترجمہ: حضرت عمیر بن اسحاق فرماتے ہیں: حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے دو تلواروں کے ساتھ لڑائی کیا کرتے تھے اور زبان سے کہتے جاتے ''اللہ کا شیر ہوں''۔

ہم عبد المطلب کے سات بیٹے اہل جنت کے سردار:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقُوْلُ نَحْنُ، وَلَدُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، سَادَةُ أَهْلِ الْجَنَّةِ، أَنَا وَحَمْزَةُ وَعَلِيٌّ وَجَعْفَرُ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ وَالْمَهْدِيُّ۔[3]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہم عبد المطلب کے بیٹے اہل جنت کے سردار ہیں۔ میں، حمزہ، علی، جعفر، حسن، حسین اور مہدی۔

[1] الروض الانف فی تفسیر ابن ہشام، جلد 3، ص 35، مکتبہ دار الکتب العلمیہ: بیروت

[2] مستدرک للحاکم، ج 3، حدیث نمبر 4875

[3] ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب خروج مہدی

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب چچا:

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ارشاد فرمایا:

خَيْرُ أَعْمَامِي حَمْزَةُ[1]

ترجمہ: میرے سب سے بہترین چچا سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ۔

شب معراج حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا جنت میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا استقبال کرنا:

سفر معراج کے موقع پر سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنت میں ملاحظہ فرمایا کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا استقبال فرما رہے ہیں اور ان سے ارشاد فرمایا کہ تمہاری نظر میں محبوب ترین عمل کونسا ہے؟ تو انہوں نے یہی عرض کیا کہ ہدیۂ درود ہی بہتر عمل اور نامۂ اعمال میں سب سے اہم چیز اور قیمتی ذخیرہ ہے۔

عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم دَخَلْتُ الْجَنَّةَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِيْ فَاسْتَقْبَلَنِيْ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَسَأَلْتُهُ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ وَأَحَبُّ إِلَى اللهِ أَثْقَلُ فِي الْمِيْزَانِ فَقَالَ الصَّلَاةُ عَلَيْكَ وَالتَّرَحُّمُ عَلَى أَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ۔[2]

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ، آپ نے فرمایا کہ شب معراج جب میں جنت میں داخل ہوا تو حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے میرا استقبال کیا، میں نے ان سے دریافت کیا کہ وہ کونسا عمل ہے جس کو سب سے زیادہ فضیلت والا، اللہ تعالیٰ کے دربار میں محبوب ترین اور میزان میں سب سے زیادہ وزنی سمجھتے ہیں؟ انہوں نے عرض کیا: آپ کی خدمت میں درود پیش کرنا اور آپ کی شان و عظمت بیان کرنا، نیز حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حق میں خدائے تعالیٰ سے رخواست رحمت کرنا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم کا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار پر جانا:

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

[1] الصواعق المحرقہ

[2] نزہۃ المجالس، باب مناقب أبی بکر وعمر رضی اللہ عنہما

وَسَلَّمَ يَأْتِي الشُّهَدَآءَ فَاِذَا اَتٰى فُرْضَةَ الشِّعْبِ يَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ثُمَّ كَانَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ ثُمَّ كَانَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بَعْدَ اَبِيْ بَكْرٍ يَفْعَلُهُ وَكَانَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بَعْدَ عُمَرَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ۔[1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہداء کرام کے ہاں تشریف لے آیا کرتے جب گھاٹی کے نچلے دہانے پر پہنچتے فرماتے: تم پر سلامتی ہو، اس صبر کی وجہ سے جو تم نے کیا۔ پس تمہارا آنے والا گھر بہت بہترین ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ایسا ہی کرتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد ایسا ہی کرتے پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد ایسا ہی کرتے۔

خلفائے راشدین کے علاوہ بے شمار صحابہ اکرام کا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار پر حاضری دینا ثابت ہے جو (باب فضائل شہدائے احد اور کرامات حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ) میں موجود ہیں۔

مزار اقدس حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا:

عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ اَبَاهُ عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ حَدَّثَهُ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ تَزُوْرُ قَبْرَ عَمِّهَا حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فِي الْاَيَّامِ فَتُصَلِّيْ وَتَبْكِيْ عِنْدَهُ۔[2]

ترجمہ: امام جعفر صادق اپنے والد (امام باقر) کے حوالے سے، ان کے والد (امام زین العابدین) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں، ان کے والد حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا عموماً نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہما کی قبر کی زیارت کے لیے جایا کرتی تھیں اور ان کی

[1] دلائل النبوۃ، ج3، ص306، دار الکتب العلمیہ بیروت

[2] مستدرک للحاکم، ج3، حدیث نمبر 4319

قبر کے پاس نماز بھی پڑھتی تھیں اور بہت رویا کرتی تھیں۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سلام کا جواب دیتے ہیں:

پہلی روایت:

امام بیہقی نے روایت کیا ہے کہ حضرت فاطمہ خزاعیہ فرماتی ہیں کہ ایک سفر کے دوران میں اور میری بہن شہدائے احد کی قبروں کے پاس سے گزر رہی تھیں کہ سورج غروب ہوگیا میں نے اپنی بہن سے کہا آؤ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کرتے ہیں۔ہم ان کی قبر کے پاس آئیں اور سلام عرض کیا:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا عَمَّ رَسُوْلِ اللّٰہِ فَسَمِعْنَا کَلَامًا رَدَّ عَلَیْنَا وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ[1]

ترجمہ: اے اللہ کے رسول کے چچا "اسلام علیکم" پس ہم نے اپنے اپنے سلام کا جواب اس طرح سنا "وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ"

دوسری روایت:

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ زَارَ قُبُوْرَ الشُّھَدَاءِ بِاُحُدٍ ، فَقَالَ اللّٰھُمَّ اِنَّ عَبْدَکَ وَنَبِیَّکَ یَشْھَدُ اَنَّ ھٰٓؤُلَاءِ شُھَدَاءُ، وَاَنَّہٗ مَنْ زَارَھُمْ وَسَلَّمَ عَلَیْھِمْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ رَدُّوْا عَلَیْہِ[2]

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احد میں شہداء کی قبور کی زیارت کی اور کہا: اے اللہ! بے شک تیرا بندہ اور تیرا نبی یہ گواہی دیتا ہے کہ یہ لوگ شہید ہیں اور بے شک قیامت تک جو آدمی بھی ان کی زیارت کرے اور ان کو سلام کرے تو یہ اس کا جواب دیں گے۔

[1] دلائل النبوۃ، ج3، ص309، دار الکتب العلمیہ بیروت

[2] مستدرک للحاکم، ج3، حدیث نمبر 4320

باب یازدہم

حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ سے اولیاء وصوفیاء کی روحانی نسبت

ابتدائیہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ:

عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِنَّ اللهَ، اِذَا أَحَبَّ عَبْدًا، دَعَا جِبْرَئِيلَ عَلَيهِ السَّلَامُ فَقَالَ اِنِّي أُحِبُّ فُلَانًا فَأُحِبُّهُ، قَالَ فَيُحِبُّهُ جِبْرَئِيلُ، ثُمَّ يُنَادِي فِي السَّمَاءِ فَيَقُولُ اِنَّ اللهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبُّوهُ، فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ، قَالَ ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي الْأَرْضِ۔[1]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرائیل کو بلاتا ہے اور فرماتا ہے میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کرو، جبرئیل اس سے محبت کرتا ہے، پھر جبرئیل آسمان میں ندا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں سے محبت کرتا ہے تم بھی فلاں سے محبت کرو، پھر آسمان والے اس سے محبت کرتے ہیں، پھر اس کے لیے زمین میں مقبولیت رکھ دی جاتی ہے۔

جیسا کہ حدیث پاک سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ جن بندوں سے محبت کرتا ہے تمام فرشتے اور اہل آسمان بھی اس سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں۔ اور اہل زمین کے

[1] صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والادب، باب اِذَا أَحَبَّ اللهُ عَبْدًا

دلوں میں اس بندۂ خاص کی محبت رکھ دی جاتی ہے۔ یہ اعزاز اور شرف تمام اہل اللہ صحابہ اکرام، تابعین، اولیاء اور صلحاء کو حاصل ہے۔ لیکن بعض ہستیاں ایسی رفیع الشان ہوتی ہیں جنہیں ایک منفرد مقام حاصل ہوتا ہے۔

سید الشہداء، عم المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ وہ عظیم ہستی ہیں جن کے مزار پرانوار پر خلفائے راشدین، صحابہ اکرام اور سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کا تواتر کے ساتھ حاضر ہونا آپ کے بلند مقام اور ان حضرات کی آپ سے عقیدت و محبت کو ظاہر کرتا ہے۔ آپ کی شہادت سے لے کر آج تک بے شمار اہل اللہ اصحاب طریقت کا بھی آپ رضی اللہ عنہ کی ذات سے ایک روحانی ربط اور تعلق ہے۔ متقدمین و متاخرین اولیاء وصوفیاء کے ایسے بے شمار واقعات ملتے ہیں جن میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سے خصوصیت کے ساتھ محبت اور لگاؤ کا پتہ چلتا ہے۔ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب، شجاعت و بہادری اور دردناک شہادت جہاں آپ کے مقام و مرتبے اور رتبے کو ظاہر کرتی ہے وہاں آپ کی عظمت و شان کا ایک روشن پہلو آپ کا روحانی فیضان اور اولیاء وصوفیاء کی آپ سے روحانی نسبت ہے۔ اس روحانی نسبت کے اسرار ورموز کو کما حقہ تو بیان نہیں کیا جا سکتا بس اہل طریقت اور آپ سے محبت کرنے والوں کی نیازمندی کی ایک جھلک پیش کی جاتی ہے جس کی برکت سے قارئین کے دل میں حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی محبت بھی پیدا ہوگی اور آپ کی بارگاہ کرم سے عطا ہونے والی خیرات کا بھی پتا چلے گا۔

مدینہ طیبہ کے روحانی امیر:

یہ بات نہایت اہم اور مستند ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب چچا حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ روحانی طور پر مدینہ منورہ کے امیر اور حاکم ہیں۔ مدینہ پاک کے تمام روحانی اور تکوینی امور کی امارت آپ کے سپرد ہے۔ اہل مدینہ کا یہ معمول ہے اور اولیاء

وصوفیاء کا یہ طریقہ کار چلا آ رہا ہے کہ جب وہ مدینہ طیبہ حاضر ہوتے ہیں تو پہلے بارگاہِ سیدۃ الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ میں اپنی فریاد عرض کرتے ہیں اور یوں کہتے ہیں کہ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب چچا ہم آپ کی کریم بارگاہ میں حاضر ہوئے ہیں۔ آپ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ہماری سفارش فرمایئے۔ پھر وہ سیدھا حرم نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مواجہہ شریف کے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سلام عرض کر کے حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے اپنی درخواست پیش کرتے ہیں:

عَمَّ الرَّسُوْلِ اَکْرَمَ الْکُرَمَآءِ

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بہادر چچا اور سخیوں کے بادشاہ

وَاَمِیْرُ طَیْبَۃَ بَلْدَۃِ الرَّسُوْلِ

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہر، مدینہ طیبہ کے امیر و سردار!

یَا مَنْ یُّشْفَعُ عِنْدَ حَضْرَۃِ طٰہٰ

اے وہ ذات جس کی سفارش حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں قبول کی جاتی ہے

اِشْفَعْ لَنَا یَا اَوْجَہَ الشُّفَعَاءِ

اے معزز ترین سفارش کرنے والے! ہماری بھی سفارش کر دیجیے

حضرت سیدنا حمزہ کی بارگاہ وہ عظیم بارگاہ ہے جہاں سے کسی سوالی کو خالی نہیں لوٹایا جاتا بلکہ آپ کی قبر مبارک سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خیرات لینے کا ذریعہ ہے۔

وَلِقَبْرِ حَمْزَۃَ لِلَّذِیْنَ اَتَوْہُ

اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک، آنے والوں کے لیے

بَابٌ لِّلْخَیْرِ اَلْقُبَّۃِ الْخَضْرَآءِ

گنبد خضراء سے خیرات لینے کا دروازہ ہے

وَاِذَا رَاَیْتَ رَاَیْتَ ثَمَّ زِحَامًا

تو ان کے دروازے پر سائلوں کا انبوہِ کثیر دیکھے گا

مِنْ سَائِلِیْہِ اَتَوْہُ لِاِسْتِجْدَاءٍ

جو وہاں حصولِ مراد و خیرات کے لئے آئے ہوئے ہوں گے

اہل محبت جب حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار اقدس پر حاضر ہوتے ہیں تو ان الفاظ کے ساتھ نذرانہ صلوٰۃ السلام پیش کرتے ہیں:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَنَا حَمْزَۃَ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا عَمَّ رَسُوْلِ اللّٰہِ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا عَمَّ حَبِیْبِ اللّٰہِ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا عَمَّ الْمُصْطَفٰی

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَ الشُّھَدَاءِ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَسَدَ اللّٰہِ وَ اَسَدَ رَسُوْلِہٖ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ

قطب مدینہ علامہ ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی عقیدت ومحبت:

مقبولِ بارگاہِ رسالت قطب مدینہ حضرت علامہ ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ شہر مدینہ کی وہ عظیم ہستی ہیں جو کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ حضرت علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے تھے۔ بریلی شریف میں اعلحضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ سے علوم دین حاصل کیا اور آپ ہی سے خرقہ خلافت سے نوازے گئے۔ اور اس کے علاوہ بھی متعدد شیوخ سے اجازت وخلافت کا شرف حاصل تھا۔ آپ مقبول بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنہیں اپنے شہر میں مستقل قیام کے لیے قبول فرمایا۔ آپ تقریباً 74 سال شہر مدینہ میں قیام پذیر رہے اور وہیں آپ کا وصال ہوا اور آپ جنت البقیع میں دفن ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ عرب وعجم

سے آئے ہوئے زائرین کی خدمت فرماتے اور اس خدمت کو باعث فخر و عزت سمجھتے تھے۔ آپ کے دستر خواں میں کسی واقف و ناواقف کی تخصیص نہیں تھی۔ آپ کے نزدیک حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مہمانوں میں کوئی بھی بیگانہ نہیں۔ پوری دنیا سے علماء و مشائخ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے اور روحانی تربیت حاصل کرتے۔ آپ کے مریدین حجاز ومقدس کے علاوہ، ترکی، انڈونیشیا، مصر، عراق، ایران، یمن، لیبیا، الجزائر، پاکستان، بھارت، برطانیہ میں لاکھوں کی تعداد میں موجود ہیں۔ آپ کے صد ہا خلفاء اطراف واکناف عالم میں تبلیغ دین کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ آپ اپنے گھر میں پیر، جمعرات اور جمعۃ المبارک کو خصوصیت کے ساتھ محفل ذکر کا اہتمام کیا کرتے تھے۔ جو سلسلہ آج تک جاری وساری ہے۔ آپ کی ظاہری حیات کے بعد آپ کے صاحبزادے حضرت خواجہ فضل الرحمان رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے بعد آپ کے پوتے حضرت ڈاکٹر محمد رضوان مدنی دامت برکاتھم العالیہ اس سلسلۂ خیر و برکت کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ راقم کو بھی جب اپنے کریم آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں فروری 2017 میں دوسری مرتبہ حاضری کا شرف نصیب ہوا تو اپنے رفقاء کے ہمراہ مولانا قطب مدینہ رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ پر آپ کی جاری کردہ اس روحانی محفل میں شرکت کی سعادت نصیب ہوئی۔

حضرت قطب مدینہ علامہ ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ سے از حد محبت اور عقیدت تھی۔ آپ باقاعدگی سے بارگاہِ سید الشہداء میں حاضری دیتے اور آپ کے مزار پرانوار پر محفل کا بھی اہتمام فرمایا کرتے تھے اور آپ کے ساتھ باقی اہل مدینہ بھی حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضری دیا کرتے۔

آپ ہی سے یہ منقول ہے کہ

مَنْ اَرَادَ یَسْتَشْفَعُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ فَلْیَسْتَشْفِعُ لِعَمِّہٖ [1]

ترجمہ: جو چاہتا ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں سفارش لائے وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا (حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ) کی سفارش پیش کرے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آج تک اہل مدینہ آپ کے مزار اقدس پر حاضری پیش کرتے ہیں اور خیر و برکات حاصل کرتے ہیں۔

جہاں برستی ہیں رحمتیں بھی ملا ہے فیضان صوفیاء کو
مزار انور وہ آپ کا ہے بڑا بابرکت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ

جانشین ابو ہریرہ بابا جی غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ (بلیاں والے) کا نذرانہ عقیدت:

بابا جی غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ المعروف بلیاں والے (المتوفی 23 مارچ 1986) مدینہ پاک کے ان بزرگوں میں سے ہیں جنہیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اپنے شہر میں خدمت کے لیے قبول فرمایا۔ بابا جی ہندوستان کے شہر جالندھر کے رہنے والے تھے جو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم خاص سے مدینہ پاک گئے اور تاحیات تقریباً 53 سال محبوبِ خدا کے شہر میں گزارے۔ پاکستان کے بیشتر علماء، مشائخ اور دیگر اہل محبت جو آپ کے مقام و مرتبہ کو جانتے تھے وہ آپ کی بارگاہ میں نیازمندی سے حاضر ہوتے اور دعا کے لیے عرض کرتے۔ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ قطب مدینہ حضرت علامہ ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ایک عرصہ تک لنگر بھی پکاتے رہے ہیں۔

بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کو مدینہ پاک کی بلیوں سے از حد محبت اور لگاؤ تھا۔ آپ شہر مدینہ کی بلیوں اور جانوروں کے لیے گوشت اور خوراک کا انتظام کرتے۔ اسی محبت کی وجہ سے آپ کو جانشین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا لقب دیا گیا۔ آپ مقبول بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مقبول بارگاہ سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ سے عقیدت

[1] از سیرت علامہ ضیاء الدین مدنی

رکھنے والے آپ کے روحانی فرزند (ذرہ خاک مدینہ محمد طفیل مدنی بھٹی لاہور) جو مدینہ پاک میں عرصہ دراز باباجی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت کرتے رہے۔ باباجی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات پر ایک تفصیلی کتاب المسمی بہ ''جانشین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ'' لکھی ہے۔ جس میں آپ کی سیرت و حالات و واقعات کو بیان کیا ہے۔ یہاں صرف باباجی رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ سے محبت وعقیدت کا ذکر کرتے ہیں:

باباجی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ معمول تھا کہ جب بھی کوئی آپ کے پاس آتا اور آ کے دعا کے لیے عرض کرتا تو آپ فرماتے: ''مجھے سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ لے چلو آپ وہاں جا کر دعا فرماتے''۔

باباجی رحمۃ اللہ علیہ یہ فرمایا کرتے تھے:

''میں تو غلام ہوں سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا، امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی بڑی سفارش ہے جناب سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں۔ آپ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا بھی ہیں اور دودھ شریک بھائی بھی۔ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت خیال رکھتے ہیں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا''۔

اور آپ فرماتے:

''ہر بڑے گھرانے میں کوئی نہ کوئی تو ہوتا ہے نا جو نوکروں اور غلاموں کی طرفداری کرتا ہے تو بس ایسی ہی بات ہے آپ بھی دعا کرو کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے غلامی میں پکا پکا قبول کرلیں اور اپنے در پر ہی پڑا رہنے ہیں اس حیاتی میں بھی اور بعد میں بھی''۔[1]

پیر سید مسکین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایمان افروز واقعہ:

حضرت پیر سید مسکین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی مدینہ طیبہ کے ان جلیل القدر

[1] از سیرت جانشین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، باباجی غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ

بزرگوں میں سے ہیں جنہیں خود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے شہر میں قیام کی اجازت فرمائی۔ آپ کا وصال تقریباً 2012 میں ہوا۔ پاکستان کے بیشمار مشائخ عظام اور علماء اکرام مدینہ پاک میں آپ کے پاس حاضر ہوتے اور دعا کی درخواست کرتے۔ آپ بھی ان واقفان حال میں سے ہیں جنہیں حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے اپنی محبت سے نوازا۔ آپ اکثر لوگوں کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضری دینے کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ میرے تایا جان حضرت قبلہ پیر سید شبیر حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور میرے والد کریم حضرت قبلہ پیر سید فدا حسین شاہ صاحب دامت برکاتھم العالیہ کو بھی پیر سید مسکین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کا شرف حاصل رہا ہے۔ حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضری دیتے ہوئے ایک ایمان افروز واقعہ ذکر کرتا ہوں جو مجھے خود میرے ایک ساتھی نے اس وقت سنایا جب میں خود غلام اپنے کریم آقا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر تھا۔ واقعہ کچھ یوں ہے کہ:

پیر سید مسکین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہمارے ایک عزیز کو ساتھ لے کر منگل اور بدھ کی درمیانی رات حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں سلام کرنے کے لیے حاضر ہوئے۔ رات تقریباً دو بجے کا وقت تھا سارے میدان احد میں حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک کی خوشبو آ رہی تھی۔ جب سلام پیش کیا تو قریب ہی ایک بزرگ تشریف فرما تھے جن کے بارے میں بتایا گیا کہ وہ بنگال سے ہیں۔ پیر سید مسکین شاہ صاحب ان کے پاس حاضر ہوئے اور سلام عرض کرنے کے بعد کہا کہ انھیں بھی وہ بات بتا دیں میں مزید حیرت اور تجسس میں پڑ گیا کہ کیا بات ہے۔ اس پر وہ بزرگ فرمانے لگے ''جس طرح سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ظاہری حیات مبارکہ میں ہر منگل اور بدھ کی درمیانی رات کو اپنے محبوب چچا حضرت حمزہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر تشریف لایا کرتے تھے۔ بعد از وصال آج تک آپ کا یہی معمول ہے کہ ہر منگل اور بدھ کی

درمیانی رات کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار پر تشریف لاتے ہیں۔ بیٹھ جاؤ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابھی اپنی قبر انور سے تشریف لانے والے ہیں۔

اور آج بھی ہر بدھ کی رات کو حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار پر زائرین کا ایک ہجوم ہوتا ہے اہل مدینہ بھی اس رات اپنے اہل خانہ کے ہمراہ حضرت حمزہ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں سلام پیش کرتے ہیں اور اپنا کھانا بھی ہمراہ لاتے ہیں جو آپ کے قدموں میں بیٹھ کر تناول کرتے ہیں اور اس امر کو باعث خیر و برکت سمجھتے ہیں۔

استغاثہ بحضور سید الشہداء رضی اللہ عنہ بطرز دلائل الخیرات شریف:

اس باب کے اختتام پر منظور نظر حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ حضرت علامہ فاروق احمد قادری کا لکھا ہوا عربی استغاثہ پیش کرنے کا شرف حاصل کرتا ہوں جس کا اردو ترجمہ شیخ الحدیث حضرت علامہ محمد معراج السلام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے۔ یہ استغاثہ دلائل الخیرات شریف کی طرز پر لکھا گیا ہے جو اپنی مثال آپ ہے۔ جسے پہلی مرتبہ میرے محترم محمد اعجاز گوندل صاحب (خادم حضرت ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری رحمۃ اللہ علیہ) نے مجموعۂ وظائف (الدولۃ الدارین) میں شائع کیا اور اب اسے اس کتاب کی زینت بنایا جا رہا ہے۔ اس عربی استغاثہ کو حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں بطریقۂ وظائف پڑھا جاتا ہے۔

استغاثہ

یَاحَمۡزَۃُ یَا سَیِّدَ الشُّھَدَآءِ

یا حمزہ رضی اللہ عنہ ! اے شہیدوں کے امام و پیشوا!

عَمَّ الرَّسُوۡلِ اَکۡرَمَ الۡکُرَمَآءِ

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بہادر چچا اور سخیوں کے بادشاہ

وَ اَمِیۡرَ طَیۡبَۃَ بَلۡدَۃِ الرَّسُوۡلِ

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہر، مدینہ طیبہ کے امیر و سردار!

سُلۡطَانَ اَھۡلِ الۡاَرۡضِ وَالسَّمَآءِ

جو زمین و آسمان والوں کے سلطان کا شہر ہے

وَاَخَا مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ رِضَاعًا

آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رضاعی بھائی ہیں

وَّ قَرِیۡبَہٗ بِعُمُوۡمَۃِ وَّ اِخَآءِ

اور خاندانی نسب کے حوالے سے چچا بھی ہیں

یَا مَنۡ یُّشۡفَعُ عِنۡدَ حَضۡرَۃِ طٰہٰ

اے وہ ذات جس کی سفارش حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں قبول کی جاتی ہے

اِشۡفَعۡ لَنَا یَا اَوۡجَہَ الشُّفَعَآءِ

اے معزز ترین سفارش کرنے والے! ہماری بھی سفارش کر دیجئے

یَا فَاعِلَ الۡخَیۡرَاتِ وَالۡحَسَنَاتِ

اے نیکیاں اور بھلائیاں جمع کرنے والے سخی

يَا ابْنَ الْكِرَامِ السَّادَةِ النُّبَلَآءِ
اور شریف و معزز سرداروں کے صاحبزادے!
يَا فَارِسَ الْاِسْلَامِ ذَا الْمَعَالِيْ
اسلام کے عالی مرتبہ شہسوار!
يَا اَشْجَعَ الْاَبْطَالِ فِي الْهَيْجَآءِ
اور جواں مردوں میں سب سے زیادہ فن حرب کے ماہر
يَا بَاذِلَ الرُّوْحِ لِرَبِّكَ فُزْتَ
اے رب کریم کے لیے روح مبارک قربان کرنے والے
مِنْ عِنْدِهٖ بِالرُّتْبَةِ الْعُلْيَآءِ
آپ اس کے ہاں اعلیٰ رتبے پر فائز ہوئے ہیں
يَا فَارِجَ الْمُتَضَايِقِ الْمُتَدَانِيْ
دشمنوں کے ساتھ گھمسان کی جنگ میں آپ
بِالسَّيْفِ عِنْدَ تَزَاحُمِ الْاَعْدَآءِ
لڑائی کی تنگ جگہ کو تلوار کے ساتھ کشادہ کرنے والے ہیں
يَا حَمْزَةُ الْمَرْضِيُّ عِنْدَ اللّٰهِ
یا حمزہ رضی اللہ عنہ ! آپ اللہ کے ہاں محبوب ترین بندے ہیں
يَا حَمْزَةُ السَّبَّاقُ فِي الْاَنْدَآءِ
اور خیرات و عطیات میں سب سے آگے بڑھ جانے والے ہیں
يَاحَمْزَةُ الضِّرْ غَامُ فِي الْحُرُوْبِ
اے حمزہ رضی اللہ عنہ ! میدان جنگ کے شیر
يَا حَمْزَةُ الضَّرَّابُ فِي الْهَيْجَآءِ
اے حمزہ رضی اللہ عنہ !جنگوں میں تیغ زنی کے جوہر دکھانے والے

يَا حَمْزَةُ يَا بَدْرُ فِي الظَّلَامِ

اے حمزہ رضی اللہ عنہ! اے اندھیروں میں چودھویں کے چاند کی مانند چمکنے والے!

يَا عُدَّةُ يَا ذُخْرُ لِلْفُقَرَآءِ

اے تنگ دستوں کے گنجِ گراں مایہ، اور بے کسوں کے سہارے

يَا حَمْزَةُ الْمَرْجُوُّ ذَا الْعَطَايَا

اے حمزہ رضی اللہ عنہ! اے سخی، جن کے عطیات کے ساتھ امیدیں وابستہ ہیں

يَا سَيِّدُ الْمَعْرُوْفُ بِالْآءِ عَطَآءٍ

اے سخاوت کے حوالے سے ایک شہرت یافتہ سردار

يَا لَيْثُ لَا كَضَيَاغِمِ الْاٰجَامِ

اے ببر شیر! آپ کچھاروں میں رہنے والے شیروں جیسے نہیں

بَلْ ضَيْغَمُ الْغَبْرَآءِ وَ الزَّرْقَاءِ

بلکہ آپ زمین کے بھی شیر ہیں اور آسمان کے بھی

وَاللَّيْثُ لَيْثٌ اَلْفُ لَيْثٍ اَنْتَ

شیر، صرف ایک شیر ہوتا ہے، آپ ہزار شیروں کے برابر ہیں

بَلْ اَلْفُ لَيْثٍ اَصْغَرُ الْاَشْيَآءِ

بلکہ آپ کے سامنے ہزار شیر بھی معمولی شے ہیں

مَنْ كَانَ لَيْثًا مِّنْ لُّيُوْثِ اللّٰهِ

جو اللہ کا شیر ہو، وہ مقام و مرتبے میں

فِي الشَّانِ فَوْقَ ضَرَاغِمٍ جَمْعَآءٍ

تمام شیروں پر فائق اور بھاری ہوتا ہے

اَسَدُ الْاِلٰهِ وَالرَّسُوْلِ اَنْتَ

آپ اللہ اور اس کے رسول کے شیر ہیں۔ آپ سب سے

أَقْوَى الْفَوَارِسَ نَاصِرُ الضُّعَفَاءِ
بڑھ کر طاقتور شہسوار اور ناتوانوں کے مددگار ہیں

وَفَدَيْتَ نَفْسَكَ سَيِّدَ الْأَبْرَارِ
آپ نے جنگ احد کے دن، سید و سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور

يَوْمَ اقْتِتَالَ الْأُحُدِ خَيْرَ فِدَاءِ
بڑے اخلاص و پیار کے ساتھ اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا

أَقْدَمْتَ كَالضِّرْغَامِ تَكْسُو الْقِرْنَ
آپ شیر کی طرح آگے بڑھے اور اپنے مد مقابل پہلوان

مِنَ الْمَنَايَا كِسْوَةً حَمْرَاءِ
کو موت کا سرخ لباس پہنا دیا

كَانَ افْتِقَادُكَ يَوْمَ كُنْتَ شَهِيْدًا
آپ کی شہادت اور جدائی کا دن، جس دن آپ شہید ہوئے

لِنَبِيِّنَا مِنْ أَفْجَعِ الْأَرْزَاءِ
ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے بڑا ہولناک اور مشکل ترین دن تھا

يَوْمٌ بُلِيْتُمْ فِيْهِ وَاسْتُشْهِدْتُمْ
جس دن سب کی آزمائش ہوئی اور آپ نے شہادت پائی

فِي الْحُزْنِ مِثْلُ لَيْلَةٍ بَهْمَاءِ
وہ دن غم و حزن کے حوالے سے اندھیری رات کی طرح تھا

هٰذَا لِمَنْ خَلَّفْتُمُوْا وَأَنْتُمْ
غم کی یہ کیفیت ان سب لوگوں پر طاری تھی جن کو آپ نے پیچھے چھوڑا

فِيْ جَنَّةِ الْفِرْدَوْسِ فِي النَّعْمَاءِ
اور آپ خود جنت الفردوس کی نعمتوں سے فیض یاب ہو رہے تھے

اَرْوَاحُکُمْ فِیْ جَوْفِ طَیْرٍ خُضْرٍ
آپ سب شھداء کی روحیں، سبز پرندوں میں موجود ہیں
وَّ تَسِیْحُ فِی الْمَلَکُوْتِ حَیْثُ تَشَآءِ
اور آسمانی فضاؤں میں جہاں چاہیں تیرتی پھر رہی ہیں
اَنْتُمْ قُتِلْتُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ
آپ اللہ کے راستے میں شہید کئے گئے
اِیْمَانُنَا اَنْتُم مِنَ الْاَحْیَآءِ
ہمارا ایمان ہے آپ سب زندہ ہیں
اَنْتُمْ نَصَرْتُم مِلَّۃَ الْاِسْلَامِ
بے شک آپ نے ملت اسلامیہ کی مدد کی ہے
یَا کَاشِفِی الْکُرُبَاتِ وَ الْغَمَّآءِ
اے غم و کرب اور مشکلات سے رہائی دلانے والے شہیدو!
تَحْتَ لِوَآءِ الْمُصْطَفٰی جَاھَدْتُّمْ
اے شیرو! تم نے مصطفوی پرچم تلے۔ ایک
یَا اُسُدُ اَھْلَ الْمِلَّۃِ الْعَوْجَآءِ
بھٹکی ہوئی گمراہ قوم کے ساتھ جہاد کیا ہے
مُعْلِیْنَ رَایَاتِ الْھُدٰی مَاحِیْنَ
تم ہدایت کے جھنڈے لہراتے ہوئے آگے بڑھے، اور مٹا ڈالے
ظُلَمَ الْعَمٰی وَالْکُفْرِ وَالْفَحْشَآءِ
کفر و شرک اور فحاشی کے اندھیرے
بِدِمَآءِ کُمْ رَبُّ الْاَنَامِ یُبَاھِیْ
ربِ کائنات تمہاری قربانیوں پر فخر فرماتا ہے، کیونکہ تم نے

سَلَّمْتُمْ الْاَنْفُسَ بَعْدَ شِرَآءٍ

رب کے ساتھ جانوں کا سودا کر کے، اپنی جانیں اسی کے حوالے کر دیں

نِعْمَ الْبِیَاعُ رَبِحْتُمُوْا وَرَضِیْتُمْ

اے گروہِ شہیداں! مبارک ہو، تم نے برضاء و رغبت

طُوْبٰی لَکُمْ یَا مَعْشَرَ الشُّھَدَآءِ

فائدہ مند سودا کیا اور نفع کمایا ہے

بِدِمَآءِ کُمْ یَوْمَ الْقِتَالِ بِاُحُدٍ

جنگِ احد کے دن، تمہارے خون سے ملت اسلامیہ

سُقِیَتْ زُرُوْعُ الْمِلَّۃِ الْبَیْضَآءِ

کی کھیتیاں سیراب ہو گئیں

مِنْ بَعْدِ اَنْ ضَحَّیْتُمُ الْاَرْوَاحَ

جب سے تم نے اپنی جانوں کی قربانیاں دی ہیں۔ اس وقت ہی

لَازَالَ دِیْنُ اللّٰہِ فِیْ اِرْتِقَآءٍ

سے اللہ کا دین مسلسل ترقی کر رہا ہے

اَکْرِمْ بِحِزْبِ اللّٰہِ مِنْ شِدَادٍ

کتنی شان والا ہے یہ اللہ کا گروہ! جو دشمنوں کے لیے فولاد کا

عَلَی الْعِدٰی وَبَیْنَھُمْ رُحَمَآءِ

پہاڑ اور اپنوں کے لیے بریشم کی طرح نرم و ملائم ہے

مِنْ کُلِّ ضَحَّاكٍ اِذَا الْمَکْرُوْہُ

جب جنگ خون پینے کے لیے دانت نکالے، تو ان

اَبْدٰی نَوَاجِذَہٗ لِشُرْبِ دِمَاءٍ

میں سے ہر فرد ہنستے مسکراتے جان دینے والا ہے

سَعْیًا اِلٰی مَرْضَاۃِ ذِی الْجَلَالِ

اور کوشاں رہتا ہے اپنے رب ذوالجلال کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے

یَوْمًا وَّلَیْلًا بُکْرَۃً وَّمَسَآءً

دن ، رات اور صبح و شام

اَصْحَابُ سَیِّدِ وُلْدِ اٰدَمَ طُرًّا

تمام اولاد آدم کے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے پیارے

اَصْحَابُ کُلَّ فَضِیْلَۃٍ وَّ عَلَآءٍ

صحابہ کرام ، ہر فضیلت و بزرگی سے بہرہ ور ہیں

یَا رَبِّ صَلِّ عَلَیْہِ ثُمَّ عَلَیْھِمْ

یا اللہ! اپنے محبوب نبی اور ان کے صحابہ پر، درود کے پھول نچھاور فرما،

مَا سَبَّحَتْ لَکَ جُمْلَۃُ الْاَشْیَآءِ

جب تک اشیائے کائنات تیری تسبیح خواں ہیں

سُبْحَانَ مَنْ اَعْلٰی لَھُمْ دَرَجَاتٍ

پاک ہے وہ اللہ جس نے ان کو اعلیٰ درجات عطا کیے،

فَاقُوْا بِھَا الْمُتَوَطِّنِی الْغَبْرَآءِ

جن کی بدولت وہ زمین کے باشندوں سے افضل ہو گئے

ھُمْ اَوَّلُ الْاَنْصَارِ وَالْمُحَامِیْ

وہ سب دین متین کے اولین حامی و جان نثار اور

نَ الْحَافِظِیْنَ الدِّیْنَ وَالْاُمَنَآءِ

امین و مددگار ہیں

مُتَفَرِّدُوْنَ بِمَا لَھُمْ مِنْ زُلْفٰی

نعمتیں بخشنے والے قادر و قیوم رب کی بارگاہ میں

عِنْدَ الْقَدِيْرِ الْوَاهِبِ الْآلَاءِ
انہیں بے مثل اور اعلیٰ مقام و مرتبہ حاصل ہے

وَ عَنْ الْمَضَاجِعِ جُنُوْبُهُمْ يَتَجَافٰى
رات کو ان کے پہلو بستروں سے دور رہتے ہیں

يَدْعُوْنَهٗ بِمَخَافَةٍ وَّ بُكَاءٍ
اور وہ گریہ وزاری اور امید وبیم کے ساتھ اس کے حضور گڑگڑاتے رہتے ہیں

كَانُوْا اَحِبَّآءَ الرَّسُوْلِ وَجَاهًا
وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے محبوب و منظور نظر تھے

وَّ حَيَاتُهُمْ لِحَيَاتِهٖ كَمِرَآئِیْ
اور ان کی زندگی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زندگی کی آئینہ دار تھی

قَامُوْا بِنُصْرَتِهٖ بِغَيْرِ تَوَانٍ
وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مدد کے لیے پوری جوش عمل کیا ساتھ کمر بستہ ہو گئے

تَبِعُوْهُ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ
اور پیروکار رہے خوشی اور غم کی ہر حالت میں

لَمْ يُعْطَ اَحَدٌ شَرَفًا اُعْطُوْهُ
جو شرف ان کو نصیب ہوا وہ کسی اور کو نہ ملا

وَ مِثْلَهُمْ لَمْ تَرَ مُقْلَةُ رَآئِیْ
اور دیکھنے والے کی آنکھ نے کوئی ان جیسا نہ دیکھا

بِيْضُ الْوُجُوْهِ اَئِمَّةُ الْاِرْشَادِ
وہ حسن و جمال اور صدق و وفا کے پیکر، تقویٰ شعار

اَهْلُ التُّقٰى وَالصِّدْقِ وَالْوَفَاءِ
اور رشد و ہدایت کے امام ہیں

لِمُحِبِّهِمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ
جن کے عشاق کے لیے بطور انعام ایسی

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ فِي الْجَزَآءِ
جنتیں ہیں، جن میں نہریں بہتی ہیں

وَ نَصِيْبُ مَنْ عَادَا هُمُ النِّيْرَانُ
اوران کے دشمنوں کا نصیب، جہنم کی آگ ہے

فِيْهَا الْخُلُوْدُ لَهٗ بِغَيْرِ نَجَآءٍ
جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے ، اور کبھی رہائی نہیں پائیں گے

وَالْمَادِ حُوْهُمْ بِالثَّوَابِ جَدِيْرٌ
اور ان کے مدح خوان، اجرو ثواب کے مستحق ہیں، اور ان کے

وَالزَّآئِرُوْنَ قُبُوْرَهُمْ سُعَدَآءٌ
مزارات کے زائرین، خوش بخت سعادت مند ہیں

سُبْحَانَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ سِوَاهٗ
میرا رب ہر عیب سے پاک ہے، اس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں،

يُعْطِي الْوَرٰى مَاشَآءَ مِنْ عَطَآءٍ
وہ عطا فرماتا ہے ساری کائنات کو جو چاہتا ہے

وَ يُعْظِمُ الْفَضْلَ لِمَنْ يَّشَآءُ
اور جسے چاہتا ہے فضل و کرم سے نوازتا ہے

وَ مُنْعِمٌ نِعَمًا بِلَا اِنْتِهَآءٍ
اور بے حد و حساب نعمتیں بخشتا ہے

مَدْحِيْ لِاَصْحَابِ الرَّسُوْلِ كَاَنِّيْ
اصحاب رسول کی بارگاہ میں میری یہ مدح و ستائش صرف

اُهْدِىْ قُطَيْرَاتٍ اِلَى الدَّامَاءِ
اتنی حیثیت رکھتی ہے جیسے سمندر کے حضور پانی کی چند بوندیں
يَا رَبَّنَا اجْعَلْنَا لَهُمْ اَتْبَاعًا
اے ہمارے رب! بنادے ہمیں ان کا سچا پیروکار
فِي الصِّدْقِ وَالْاِيْمَانِ وَالْوَفَاءِ
صدق و ایمان اور وفا میں
شُهَدَآءَ اُحُدٍ لَّكُمُ الرِّضْوَانُ
اے شہداءِ احد! حسین ترین اور بہترین جزاء دینے والے
مِنْ خَيْرِ جَازٍ مُّحْسِنِ الْجَزَآءِ
رب کی طرف سے، اس کی خوشنودی، آپ کے لیے بہترین انعام ہے
يَا سَاكِنِيْ اَجْدَاثِ اُحُدٍ اَنْتُمْ
اے احد کی آرامگاہوں میں آسودہ خواب شہیدو!
فِيْ رَوْضَةٍ مِّنْ رَّحْمَةٍ وَّرَخَاءِ
تم رحمت و راحت کے باغوں میں آباد ہو
يَا سَيِّدِيْ يَا مُصْعَبَ ابْنَ عُمَيْرٍ
اے میرے جلیل و جمیل آقا، معصب بن عمیر!
اَلْفُ سَلَامٍ لَّكَ فِي الْاِهْدَآءِ
میری طرف سے یہ ہزار سلاموں کا تحفہ آپ کی نذر ہے
يَا لِلْجِهَادِ بِنَفْسِكُمْ مِقْدَامٌ
اے جان و مال کے ساتھ جہاد میں آگے بڑھنے والے،
وَ مُضَرَّجٌ فِي اللّٰهِ بِالدِّمَاءِ
اور اللہ کی رضا کے لیے خاک و خون میں لتھڑنے والے!

یَا سَیِّدِیْ عَبْدَ اللّٰہِ ابْنَ حَجْشٍ

اے میرے آقا، حضرت عبد اللہ بن حجش!

یَجْزِیْکُمُ الرَّحْمٰنُ خَیْرَ الْجَزَآءِ

مہربان اللہ آپ کو، بہترین جزاء عطا فرمائے

اَنْتُمْ اَحِبَّآءٌ لَّنَا ذِکْرَاکُمْ

آپ سب ہمارے لیے محبوب ترین لوگ ہیں

لِقُلُوْبِنَا مِنْ اَنْفَسِ الْاَشْیَآءِ

اور آپ کا ذکر ہمارے دلوں کے لیے نفیس ترین شے ہیں

بَرَکَاتُکُمْ تَرْبُوْ وَتَبْقٰی دَوَامًا

مخلوق کے لیے آپ کی برکتیں ہمیشہ باقی رہیں گی

لِّلْخَلْقِ مِثْلَ دِیْمَۃِ ھَطْلَآءِ

اور بڑھتی رہیں گی موسلادھار بارش کی طرح

اَللّٰہُ فَضَّلَکُمْ عَلَی الْاَنَاسِیْ

اللہ نے تمہیں عوام پر فضیلت و فوقیت بخشی ہے

بِمَکَارِمٍ وَّ مَنَاقِبَ غَرَّآءِ

روشن بزرگیوں اور نمایاں خوبیوں کے ساتھ

مِنْ بَحْرِ جُوْدِ الْمُصْطَفٰی اِرْتَوَیْتُمْ

حضرت مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بحرِ جود وعطا سے تم اس طرح سیراب ہوئے ہو

مِثْلَ الَّذِیْ اِرْتَوٰی مِنَ الدَّامَاءِ

جس طرح کوئی سمندر سے سیراب ہوتا ہے

اُشْرِبْتُمُوْا حُبَّ النَّبِیِّ الْھَادِیْ

تمہیں ھادی نبی کی شرابِ محبت پلائی گئی ہے

وَبِذَاكَ كُنْتُمْ اَسْعَدَ السُّعَدَآءِ

اس لئے تم سعید اور خوش بخت ترین لوگ ہو

مَنْ هُوَ مَحْبُوْبُ الْاِلٰهِ الْمُعْطِي

وہ نبی اللہ کے محبوب ہیں، جو ان کو سب کچھ عطا فرمانے والا ہے

مَنْ فِيْ يَدَيْهِ خَزَآئِنُ النَّعْمَآءِ

اور جن کے مبارک ہاتھوں میں نعمتوں کے خزانے ہیں

يَاسَادَةَ السَّادَاتِ لَيْسَ بِضَارِّ

اے شہنشاہِ کریم! اندھی آنکھ کی طرف سے ان کمالات

اِنْكَارُ ذَا مِنْ مُّقْلَةٍ عَمْيَآءِ

اور عظمتوں کا انکار، کچھ بھی مضر نہیں

عَيْنُ الْبَصِيْرِ تَجْتَلِيْهَا حَقًّا

نور بصیرت سے بہرہ ور آنکھ، ان حقائق کا ایمان و یقین کے ساتھ

مُّسْتَيْقِنًا مِّنْ دُوْنِ اَيِّ خِفَآءِ

علانیہ مشاہدہ کر ہی ہے ، اور اس سے کچھ بھی مخفی نہیں

اَنْتُمْ عَرَآئِسُهٗ فَقَدْ اَخْفَاكُمْ

تم نازنینِ حضرت حق ہو، اس لئے غیرت حق کی وجہ سے تمہارا

مِنْ غَيْرَةٍ مِّنْ اَعْيُنِ الْاَعْدَآءِ

معنوی حسن و جمال، دشمنوں سے چھپا ہوا ہے

وَمِنَ الْتِبَاسِ ظَاهِرِ الْاَشْكَالِ

ظاہری شکل وصورت میں یکساں ہونے کی وجہ سے (اپنے جیسا سمجھ کر)

اِغْتَرَّتِ الْعُمْىُ مِنَ الْجُهَلَآءِ

دل کے اندھوں نے دھوکہ کھایا ہے

يَا حَمْزَةُ يَا ذَا الْمَفَاخِرِ جَمًّا
اے حمزہ رضی اللہ عنہ اعلیٰ کارنامے انجام دینے والے،
يَا ذَا الْمَحَامِدِ مَفْخَرَ الشُّرَفَاءِ
اے قابل قدر خوبیوں کے مالک اور شرفاء کے لیے سرمایۂ افتخار
لَازِلْتَ فِيهِمْ مُكْرِمًا مَّخْدُومًا
آپ اپنی عزت و سیادت اور زبردست شخصیت کی وجہ سے
فِيْ سُؤْدَدٍ وَّ عِزَّةٍ قَعْسَآءِ
صحابہ اکرام کی صفوں میں ہمیشہ محترم رہے، اور قدر کی نگاہ سے دیکھے گئے
وَاعْتَزَّ دِيْنُ اللّٰهِ اِذْ اَسْلَمْتَ
جب آپ نبی کریم پر ایمان لائے تو دین کو غلبہ نصیب ہوا۔ اور آپ
لِنَبِيِّهٖ اَصْبَحْتَ خَيْرَ وَقَآءِ
اس کے بہترین محافظ و ناصر ثابت ہوئے
يَبْقٰى عَلٰى مَرِّ الدُّهُوْرِ دَوَامًا
گردشِ زمانہ کے باوجود حضرت ابو عمارہ، (حضرت حمزہ کی کنیت)
لِاَبِيْ عُمَارَةَ مِنْ جَمِيْلِ ثَنَآءِ
کا ذکر خیر ہمیشہ باقی رہے گا
وَ حَلَاوَةُ حَآءُ اسْمِهٖ وَ الْمِيْمُ
آپ کے پاک نام ''حمزہ'' میں ''حا'' سے حلاوت یعنی مٹھاس، میم سے
مِسْكٌ وَّزَيْنُ خِصَالِهٖ فِي الزَّآءِ
مِسک یعنی کستوری اور ''زا'' سے زینت اخلاق کی طرف اشارہ ہے
وَالْهَاءُ مِنْ هِمَمٍ عَلَتْ هٰذَا اِسْمٌ
اور ''ھا'' سے عالی ہمت مراد ہے، پورا نام ان ہی خوبیوں کی

يُوْمِیْ اِلَيْهَا اَلْطَفُ الْاِيْمَآءِ
طرف لطیف اشارہ کر رہا ہے
وَلَقَبْرُ حَمْزَةَ لِلَّذِيْنَ اَتَوْهُ
اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک، آنے والوں کے لیے
بَابٌ لِّخَيْرِ الْقُبَّةِ الْخَضْرَآءِ
گنبد خضراء سے خیرات لینے کا دروازہ ہے
وَاِذَا رَاَيْتَ رَاَيْتَ ثَمَّ زِحَامًا
تو ان کے دروازے پر سائلوں کا انبوہِ کثیر دیکھے گا
مِنْ سَائِلِيْهِ اَتَوْهُ لِاسْتِجْدَآءِ
جو وہاں حصولِ مراد و خیرات کے لئے آئے ہوئے ہوں گے
وَ مَنَاهِلُ الْبَرَكَاتِ لِلْعُرَفَآءِ
جو لوگ شراب محبت سے سرشار اور دولت عرفان سے بہرہ ور ہیں
اَهْلُ الْوِدَادِ مَقَابِرُ الصُّلَحَآءِ
اولیاءِ کرام کے مزارات ان کے لئے چشمۂ فیوض و برکات ہوتے ہیں
بُشْرٰی لَكُمْ يَا زَآئِرِیْ ذَا الْمَوْلٰی
اس عالی پایہ سردار کی زیارت کے لئے آنے والو! تمہیں مبارک ہو،
جِئْتُمْ اِلٰی ذِیْ هِبَةٍ مِّعْطَآءِ
تم نوازنے والے ایک بہت بڑے سخی کے دروازے پر آئے ہو
نَقْعٌ اَثَارَتْ خَيْلُهُمْ كَتُرَابِ
ان کے گھوڑوں کی ٹاپوں سے اڑنے والا غبار،
مِّنْ قَبْرِهِمْ لِلدَّآءِ خَيْرُ دَوَآءِ
ان کی قبر مبارک کی مٹی کی طرح بہترین دوا ہے

يَا أَيُّهَا الْمَشْرُوحُ لِلْإِسْلَامِ

اے خوش نصیب شہیدو! تمہیں اسلام کی نعمت اور

صُدُورُهُمْ مِنْ وَّاهِبِ النَّعْمَآءِ

شرح صدر کی دولت منعم حقیقی کی طرف سے نصیب ہوئی،

تَعْظِيمُكُمْ فَرْضٌ عَلَيْنَا حَتْمًا

اس لئے تمہاری تعظیم ہم پر لازم ہے

وَّ حُبُّكُمْ فِي الْقَلْبِ وَالْأَحْشَآءِ

اور تمہاری محبت ہمارے دل کی گہرائیوں میں رچی ہوئی ہے

جِئْنَاكَ زُوَّارًا وَّنَرْجُوا مِنْكُمْ

ہم زائر، سائل کی حیثیت سے آئے ہیں، اور وہ کچھ چاہتے ہیں

مَا يُرْتَجٰى مِنْ حَضْرَةِ الْكُرَمَآءِ

جو اہل سخاوت کی بارگاہوں سے سب کو ملتا ہے

مُتَوَسِّلِيْنَ بِكُمْ اِلَى الرَّحْمٰنِ

ہم تمہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی بارگاہ میں وسیلہ بناتے ہیں

وَاِلَى النَّبِيِّ الْقَاسِمِ الْاٰلَآءِ

وہ عظیم رسول جو نعمتیں بخشنے والے ہیں

مَاخَابَ قَاصِدُ بَابِكُمْ وَ اللّٰهِ

اللہ کی قسم! تمہارے دروازے پر آنے والا نامراد نہیں رہتا

نَالَ الْمَقَاصِدَ مِنْكَ كُلُّ جَآءٍ

ہر آنے والا مراد پا لیتا ہے

رَضِيَ الْاِلٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَنْكُمْ

اللہ تعالیٰ آپ سب سے راضی ہو، اور فردوسِ اعلیٰ کی

وَجَزَاكُمُ الْفِرْدَوْسَ خَيْرَ جَزَآءٍ

صورت میں شاندار جزاء دے

شُكْرًا لَّكَ اَللّٰهُمَّ حَيْثُ مَنَنْتَ

یا اللہ! ہم تیرے شکر گزار ہیں کہ تو نے اپنے اولیاء کرام

اَكْرَمْتَنَا بِمَحَبَّةِ الصُّلَحَآءِ

کی محبت عطا کر کے ہم پر احسان عظیم کیا ہے

وَادْفَعْ بِحُرْمَةِ حَمْزَةَ الْمَمْدُوْحِ

یا اللہ! ہمارے ممدوح حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے ہمیں ہر قسم

عَنَّا بِلِيَاتٍ وَّ كُلَّ وَبَاءٍ

کی آفات و بلیات سے محفوظ رکھ

وَامْنُنْ عَلٰى مَنْ وَّدَّ حَمْزَةَ مِنَّا

اور جو بھی حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ سے محبت کرتا ہے

بِرَغِيْدِ عَيْشٍ فِيْ غِنًى وَّرَخَآءٍ

اسے خوش حالی، رزق کی فراوانی، دولت و برکت اور آسودگی عطا فرما

وَامْنَحْ بِلُطْفِكَ وُسْعَةً فِي الرِّزْقِ

(یا اللہ) اپنی مہربانی سے رزق میں فراخی عطا فرما

وَقِنَا شُرُوْرَ النَّفْسِ وَالْاَعْدَآءِ

اور ہمیں نفس اور دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھ

وَاسْلُكْ بِنَا سُبُلَ السَّلَامِ وَسَلِّمْ

ہمیں سلامتی کی راہوں پر چلا اور باطل پرستوں کے فتنے

اِيْمَانَنَا مِنْ فِتْنَةِ الْمُرَدَآءِ

سے ہمارے ایمان کی حفاظت فرما

وَارْحَمِ اِلٰهِی الزَّآئِرِیْنَ جَمِیْعًا

یا اللہ! تمام زائرین پر رحم فرما

وَّاغْفِرْ لَهُمْ بِالْفَضْلِ كُلَّ خَطَآءٍ

اور اپنے فضل سے ان سب کے تمام گناہ بخش دے

هٰذِیْ اُبْیَاتٌ لِّفَارُوْقِ اَحْمَدَ

فاروق احمد کے یہ چند ٹوٹے پھوٹے اشعار

فِیْ مِدْحَةِ لِّسَیِّدِنَا الْاَمِیْرِ حَمْزَةَ

حضرت سید الشہداء رضی اللہ عنہ کے حضور نذرانہ عقیدت ہے

حُبًّا لِّسَیِّدِنَا الْاَمِیْرِ حَمْزَةَ

جو ان کی محبت میں بے ساختہ منظوم ہو گئے ہیں

اَنْشَهَدْتُّهَا لَسْتُ مِنَ الشُّعَرَآءِ

ورنہ میں کوئی شاعر نہیں ہوں

اَرْجُوْ مِنَ اللّٰهِ الثَّوَابَ وَاَرْجُوْ

میں اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب کی امید کرتا ہوں اور اپنے ممدوح،

مِنْ حَضْرَةِ الْمَمْدُوْحِ خَیْرَ دُعَآءٍ

حضرت والا جناب امیر حمزہ رضی اللہ عنہ سے دعاء خیر چاہتا ہوں



باب دوازدہم

منظوم کلام بحضور سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ

کلام حضرت ابو طالب در مدح حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ:

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وفا شعار اور عظیم تایا حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ جو حضرت عبد المطلب کے فرزند ارجمند اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کے والد گرامی ہیں آپ کی شان اور مدح کا سب سے روشن پہلو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی کفالت کا اعزاز آپ کو عطا فرمایا آپ بھی خاندان بنو ہاشم کی طرح عرب کے شہرہ آفاق شعراء میں سے ہیں آپ کا تمام کلام دیوان ابو طالب کے نام سے موجود ہے جس کا اردو ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔

حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ کو اپنے عظیم اور مایہ ناز بھائی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا مشرف با اسلام ہو کر نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی میں آجانے کی اس قدر خوشی ہوئی کہ آپ نے اس موقعہ پہ چند اشعار لکھے جو قارئین کی خدمت میں پیش کیے جا رہے ہیں۔

فَصَبْرًا اَبَا يَعْلٰى عَلٰى دِيْنِ اَحْمَدِ
وَكُنْ مُظْهِرًا لِلدِّيْنِ وُفِّقْتَ صَابِرًا

ترجمہ: اے ابو یعلی (حمزہ) تم حضرت احمد مجتبیٰ کے لائے ہوئے دین پر ثابت قدم رہنا اور ہمیشہ دین کے آئین کا اظہار کرتے رہنا اور اس پر ہمیشہ صبر و استقامت کے ساتھ چلتے رہنا۔

وَحُطْ مَنْ اَتٰی بِا لْحَقِّ مِنْ عِنْدِ رَبِّہٖ
بِصِدْقٍ وَعَزْمٍ لَا تَکُنْ حَمْزُ کَافِرًا

ترجمہ: اور اس کی حمایت و حفاظت کرو جو اپنے رب کی جانب سے حق بات لے کر آیا ہے صدق اور عزم و ہمت کے ساتھ اور اے حمزہ کبھی بھی کفر اختیار نہ کرنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باتوں کا انکار نہ کرنا۔

فَقَدْ سَرَّنِیْ اِذْ قُلْتَ اِنَّکَ مُؤْمِنٌ
فَکُنْ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ فِی اللّٰہِ نَاصِرًا

ترجمہ: مجھے یہ سن کر نہایت خوشی ہوئی جب تم نے کہا کہ تم مومن ہو لہٰذا اب تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اللہ کی راہ میں ناصر و حامی بن کر رہو۔

وَنَادِ قُرَیْشًا بِالَّذِیْ قَدْ اَتَیْتَہٗ
جِھَارًا وَقُلْ مَا کَانَ اَحْمَدُ سَاحِرًا

ترجمہ: اے حمزہ اب تم اعلانیہ طور پر قریش کو بتلا دو اور اعلان کر دو کہ تم مسلمان ہو اور یہ بھی کہہ دو کہ احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساحر اور جادوگر نہیں (بلکہ اللہ کے رسول) ہیں۔[1]

حضرت حسان بن ثابت:

حضرت حسان رضی اللہ عنہ بن ثابت اسلام کی دینی شاعری کے بانی ہیں۔ انھیں شاعرِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی کہا جاتا ہے۔ حضرت حسان نے دفاعِ اسلام اور شاعرِ رسول ہونے کے ساتھ ساتھ اسی ادب و روایات کا بھی دفاع کیا۔ ان کے اشعار کی کاٹ کفار کے لیے تلوار کی دھار سے زیادہ کاری ثابت ہوئی۔ ابتدا میں کفار و مشرکین نے شعر و شاعری کے ذریعے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھرپور مذاق اڑانا

[1] از دیوان ابوطالب رضی اللہ عنہ

شروع کر دیا۔ معاملہ روز بروز بڑھتا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جن لوگوں نے رسول اللہ کی اپنے ہتھیاروں سے مدد کی ہے (یعنی انصار) انھیں اب زبانوں سے ان کی مدد کرنے میں کون سی چیز مانع ہے؟ جواب میں شعرائے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھ کھڑے ہوئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی حوصلہ افزائی کی اور اس طرح ذات اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیر نگرانی شعرا کی ایک جماعت قائم ہوگئی جس نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے حکم کی تعمیل اس طرح کی کہ نہ صرف کفار کی بدزبانی اور گستاخیوں کے جواب دیے بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت وآبرو کی حفاظت ودفاع کی خاطر اپنی جان ومال اور عزت وآبرو سب کچھ داؤ پر لگا دیا۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ بن ثابت کے ایک شعر کا مفہوم ہے: ”میرے ماں باپ دادا اور خود میری ذات وآبرو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت وناموس کی ڈھال ہے۔“

حضرت حسان رضی اللہ عنہ بن ثابت کے اشعار کی قرآنی معانی ومفاہیم سے مستفاد ہوتے۔ مدح رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ساتھ کفار کی ہجو وقدح میں بھی دفترِ کے دفتر کہہ ڈالے جس سے مشرک شعرا سر پیٹ کر رہ گئے۔ انھیں ہجو قدح میں خاص ملکہ حاصل تھا۔ اس لیے ان کی شاعری میں اس بلا کی تیزی، گرمی، شدت اور فصاحت وبلاغت ہوتی کہ کفار عرب پناہ مانگتے تھے۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ بن ثابت کی شاعری واقعاتی اور حقیقت پر مبنی ہوا کرتی تھی۔ ان کی ہجو وقدح میں جہاں گستاخانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سرکوبی ہوتی، وہیں رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کا دفاع بھی شامل ہوتا۔ واقعہ یہ ہے کہ جب بھی اسلمی حمیت وغیرت پر آنچ آتی تو ان کے جذبات اس طرح برانگیختہ اور موجزن ہوتے جس طرح دیگچی کا پانی جوش کھاتا ہے۔ دین حق کی راہ میں کوئی سنگین مسئلہ در پیش ہوتا تو اپنی صلاحیت کا مظاہرہ کرتے اور مشرکین پر بھرپور وار کرتے۔ انھوں نے

اپنے خاص انداز میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو جو خراج تحسین پیش کیا، وہ تاریخ کے اوراق میں ہمیشہ زندہ رہے گا۔ ملاحظہ کیجئے!

اَتَعْرِفُ الدَّارَ عَفَا رَسْمُهَا
بَعْدَكَ صَوبُ الْمُسْبَلِ الهَاطِلِ
بین السَّرَادِیحِ فَاُدْمَانَةٍ
فَمَدْعِ . الرَّوْحاءِ فِی حَائِلِ
سَأَلتُهَا عَنْ ذَاكَ فَاسْتَعْجَمَتْ
لم تَدرِ مَا مَرجُوعَةُ السائِلِ
دَعْ عَنكَ دَاراً قَدْ عَفَا رَسْمُهَا
وَابْكِ عَلٰى حَمزَةَ ذِی النَّائِلِ
اَلمَالِیُ الشِّیزَیٰ اِذَا اَعْصَفَت
غَبَرَ اَوْ فِی ذِی الثَّیمَ المَا حِلِ
وَالشَّارِكُ القِرنَ لَدَیٰ لِبدِةٍ
یُعْشُرُ فِی ذِی الخُرُصِ الذَّابِلِ
واللابس الخَیل اذا احجمت
کَاللَیْثِ فِی غَابَتِهِ البَاسِلِ
اَبْیَضَ فِی الذُّرْوَةِ مِن هاشِمِ
لَمْ یَمْرِ دُوْنَ الحقِّ بِالبَا طِلِ
اَظْلَمَتِ الارض لِفِقْدِ انِهِ
و اَسْوَدَّ نُوْرُ القَمَرِ النَاصِلِ
صَلّی عَلَیْكَ اللّٰهُ فِی جَنَّةٍ

عَالِيَةٍ مُكَرَّ مَةِ الدَّاخِلِ

كُنَّا نَرَىٰ حَمْزَةَ حِرْزًا لَنَا

مِنْ كُلِّ أَمْرٍ نَابَنَا نَازِلٍ

وَكَانَ فِي الْاسلامِ ذَا تُدْرَءٍ

لم يَكُ فقد القاعد الخاذل

أَرَادَهُمْ حَمْزَةُ فِي أُسْرَاةٍ

يَمْشُونَ تَحْتَ الحَلَقِ الفَاضِلِ

غَدَاةَ جبريلُ وَزِيرُلَهُ

نِعْمَ وَزِيرُ الفارسِ الحَامِلِ

ترجمہ: ''کیا تم حبیب کا گھر پہچان سکتے ہو؟ تمھارے جانے کے بعد لگاتار اور مسلسل موسلا دھار بارشوں نے ان کے راستوں کے نشانات مٹا ڈالے ہیں۔ یہ گھر، یہ وادیاں، یہ مقامات خصوصاً 'امانہ' اور 'طنی' پہاڑ کی وادی جو 'حائل' میں روسائے قریش کے پانی کے جمع ہونے کی جگہ کے درمیان واقع ہے۔ میں نے اس گھر سے اس کا سبب پوچھا، تو گھر والا گونگا بن گیا۔ اسے معلوم نہ تھا کہ سوال کرنے والے کے لیے کیا جواب تھا۔ اچھا گھر کا ذکر چھوڑ اس کا تو نشان بھی مٹ گیا ہے۔ اب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ جو صاحب عطا اور بخشش تھے، ان کا ذکر کرو۔ اس حمزہ رضی اللہ عنہ پر آنسو بہاؤ، جو ضرورت مندوں اور غریبوں کے لکڑی کے پیالوں کو اس وقت بھر دیا کرتے تھے جب موسم سرما کی قحط سالی کے وقت گرد آلود ہوائیں تیز اور سخت ہو جاتی تھیں۔ حمزہ رضی اللہ عنہ وہ شخص تھے، جو میدان جنگ میں اپنے مدمقابل کو اپنے نیزے سے ٹھوکریں مار کر قلابازیاں کھاتے ہوئے یوں چھوڑ دیا کرتے تھے جس طرح ایک بڑے بالوں والا

شیر اپنے شکار کو چھینک دیتا ہے۔ وہ ایسا شخص تھا جس کے رعب سے شیر اپنی کچھار سے باہر نہیں نکلتا تھا۔ وہ بنو ہاشم کے سارے خاندان میں ایک سر بر آوردہ شخصیت کے مالک تھے اور حق کو چھوڑ کر باطل کی طرف نہیں جاتے تھے۔ حمزہ رضی اللہ عنہ کی موت سے ساری دنیا تاریک ہوگئی اور بادلوں سے نظر آنے والا چاند بھی نظر آنے لگا۔ اللہ تعالیٰ حمزہ رضی اللہ عنہ پر اپنی رحمت نازل فرمائے، انھیں اپنی جنت میں جگہ دے اور اکرام و اعزاز سے نوازے۔ ہم پر مصائب نازل ہونے کے وقت حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ایک ڈھال کا کام دیتے تھے۔ وہ اسلام کے زبردست حامی تھے اور اس کا دفاع کرتے تھے۔ وہ میدان جنگ میں تھک جانے والوں اور بے بس ہونے والوں کی کمی پوری کرتے تھے۔ مکہ کے کفار کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اس وقت قتل کیا جب ان کے جسم لوہے کے لباس میں ڈوبے ہوئے تھے۔ اس دن حضرت جبریل علیہ السلام حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی امداد فرما رہے تھے اور دیکھا جائے، تو اس سوار میں کتنے ہی اعلیٰ مددگار تھے۔"

منقبت حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ

بزبان حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ

طَرَقَتْ	هُمُوْمُكَ	فَالرُّ	قَادُ مُسَهَّدُ
وَجَزِعْتَ	اَنْ	سَلَخَ	الشَّبَابُ اَلْاَغْيَدُ
وَدَعَتْ	فُئَوادَكَ	لِلْهَوٰى	ضَمْرِيَّةٌ
فَهُوَاكَ	غُوْرِيٌّ	وَ	صَحْوُكَ مُنْجِدُ

فَدَعِ التَّمَادِیَ فِی اَلْغَوَایَةِ تُفْنَدُ
ولقد اَتَیٰ لَكَ اَنْ تَنَاهیٰ طَائِعاً
اَوْ تَسْتَفِیْقَ اِذَا نَهَاكَ الْمُرْشِدُ
وَلَقَدْ هُدَّتْ لِفَقْدِ حَمْزَةَ هَدَّةً
ظَلَّتْ بَنَاتُ الْقَلْبِ مِنْهَا تَرْعَدُ
لَوْ اَنَّهُ فُجِعَ حِرَائُ بِمِثْلِهٖ
لَرَاَیْتُ رَاْسِیَ صَخْرِهَا تَتَهَدَّدُ

ترجمہ: ''تیری یادوں نے آدھی رات کو آ کر مجھے بے آرام کر دیا اور میری نیند اچاٹ ہوگئی۔ پھر تم نے اپنے زخم دکھائے، تو میری پر کیف زندگی وایرن ہوگئی۔ ضمر یہ نے تیرے دل کو محبت والفت کی دعوت دی تھی۔ تیرا یہ عشق مجازی تھا اور پست تھا۔ مگر اب تیری پرواز بلندیوں کو چھوڑ رہی ہے۔ گمراہی اور بے راہ روی میں بھٹکنے والے! یہ تساہل اور تغافل چھوڑ دے، تو بے راہ روی کے پیچھے پڑ کر بے وقوف ہو رہا ہے۔ اب تیرے لیے وقت آ گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کر کے باز آ جاؤ۔ جب تمھیں تمھارا ہادی و مرشد منع کرے، تو ہوش میں آ جاؤ۔ اب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو کھو کر میں شکستہ دل اور بوڑھا ہو گیا ہوں۔ میرے باطنی اعضا دل اور جگر کانپنے لگے ہیں۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا صدمہ اگر 'کوہ حرا' کو محسوس ہوتا، تو اس کے پتھر ریزہ ریزہ ہو جاتے۔

منقبت حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بزبان عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ

بَکَتْ عَیْنِیْ وَ حقَّ لَهَا بَکَاهَا
وما یُغْنِی الْبُکَاءُ وَ لَا الْعَوِیْلُ
علیٰ اَسَدِ الالٰهِ غَدَاةَ قَالُوْا
لِحَمْزَةَ ذَاکُمُ الرَّجُلُ الْقَتِیْلُ
اُصِیْبَ الْمُسْلِمُوْنَ بِهِ جَمِیْعاً
هُنَاكَ وَقَدْ اُصِیْبَ بِهِ الرَّسُوْلُ
اَبَا یَعْلیٰ لَكَ الْاَرْکَانُ هُدَّتْ
وَاَنْتَ لَمَاجِدُ الْبِرُّ الْوَصُوْلُ
عَلَیْكَ سَلَامُ رَبِّكَ فِیْ جِنَانٍ
یُخَالِطُهَا نَعِیْمٌ لَا یَزُوْلُ
اَلَا یَا هَاشِمُ الْاَخْیَارُ صَبْرًا
فَکُلُّ فُعَالِکُمْ حَسَنٌ جَمِیْلُ
رَسُوْلُ اللّٰهِ مُصْطَبِرٌ کَرِیْمٌ
بِاَمْرِاللّٰهِ یَنْطِقُ عَنی لُوْیاً
فَبَعْدَ الْیَوْمِ دَائِلَةٌ تَدُوْلُ
وَقَبْلَ الْیَوْمِ مَا عَرَفُوْا وَ ذَاقُوْا!
وَ قَائِعُنَا بِهِ یَشْفِی الْعَلِیْلُ
نَسِیْتُمْ ضَرْبَنَا بِقُلَیْبِ بَدْرٍ
غَدَاةَ اَتَاکُمُ الْمَوْتُ الْعَجِیْلُ

غَدَاةَ ثَوٰی اَبُو جَھْلٍ صَرِیعًا
عَلَیْہِ الطَّھْرُ حَائِمَةٌ تَجُوْلُ
وَ عُتْبَةُ وَ اِبْنُہٗ خَرَّا جَبِیًا
وَ شَیْبَةُ عَضَّہُ السَّیْفُ الصَّقِیْلُ

ترجمہ: میری آنکھ رو رہی ہے اور اسے رونا ہی سزاوار ہے۔ اگرچہ رونا اور چلانا کچھ فائدہ نہیں دیتا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شیر خدا پر آنکھ روئی جب لوگوں نے کہا، "تمھارے حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔" ان کی شہادت سے تمام مسلمانوں کو صدمہ ہوا اور اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی شدید رنج پہنچا۔ اے ابو یعلیٰ! تمھاری شہادت سے کئی ستون ہل گئے۔ تم بڑے بزرگ نیکوکار اور صلہ رحمی کرنے والے تھے۔ اے حمزہ رضی اللہ عنہ! تم پر خدا کا سلام ہو۔ آپ ایسی جنتوں میں ہیں کہ جن میں ایسی نعمتیں ہیں، جن کو کبھی زوال نہیں۔ آل ہاشم کے سردارو! صبر کرو، کیوں کہ تمھارے سب کام اچھے ہی ہوتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبر کرنے والے برگزیدہ رسول ہیں۔ جب وہ کچھ کہتے ہیں، تو اللہ کے حکم سے بولتے ہیں۔ میری طرف سے کوئی لوی کو کہہ دے کہ آج کے بعد اس کا انتقام لیا جائے گا اور اسے پہلے بھی کیا وہ نہیں جانتے، ہمارے ان واقعات کو، جو بیمار کے لیے باعث شفا ہیں۔ کیا تم لوگ جنگِ بدر میں ہماری مار بھول گئے، جب جلدی جلدی تمھیں موت آئی تھی۔ جب اللہ کا دشمن ابو جہل گرا تھا اور اس پر گوشت خور پرندے اڑ رہے تھے اور عتبہ اور اس کا بیٹا گرا تھا اور شیبہ کو چمکتی ہوئی تلوار نے کاٹا تھا۔

☆☆☆

حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ

در جوانی حمزہ رضی اللہ عنہ عمِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
باز رہ می شد مدام اندر وغا

''رسول اللہ کے چچا حضرت حمزہ جوانی میں ہمیشہ زرہ کے ساتھ جنگ میں جاتے تھے''

اندر آخر حمزہ رضی اللہ عنہ چون در صف شدی
بی زرہ سرمست در غزو آمدی

''مگر آخر عمر میں جب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ صف جنگ میں جاتے تو بغیر زرہ پہنے مست ہو کر جنگ کرتے''

خل پر سید ندکای عمِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ای هز برصف شکن شاہِ فحول

''لوگوں نے پوچھا، اے عم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اے صفوں کو درہم برہم کردینے والے جوانمردوں کے بادشاہ''

نه تو لا تلقوا بایدیکم الی
التهلکه خواندی ز پیغام خدا

''کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام نہیں پڑھا کہ اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو''

پس چرا تو خویش را در هلکه
می در اندازی چنین در معرکه

''پس آپ اپنے آپ کو حالت جنگ میں کیوں ہلاکت میں ڈالتے ہیں''

گفت حمزہ رضی اللہ عنہ چوں کہ بودم من جوان
مرگ می دیدم و داع ایں جہان

''حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا جب میں جاہلیت کے زمانے میں جوان تھا تو موت کو اس جہان سے زیادہ عزیز سمجھتا تھا''

لیک از نورِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من کنون
نیستم این شہرِ فانی راہ زجون

''لیکن اب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کی بدولت اب اس عالم فانی کا محتاج نہیں ہوں''

☆☆☆

حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک شعر در شان سید شہداء رضی اللہ عنہم پر مختلف شعراء کی تضمینات

''ان کے آگے وہ حمزہ رضی اللہ عنہ کی جانبازیاں
شیر غرّاں سطوت پہ لاکھوں سلام''

☆☆☆

حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

فوج اعداد میں گھس کر سناں بازیاں
دور ہی سے کبھی تیر اندازیاں
پرچم افتخار صف غازیاں
''ان کے آگے وہ حمزہ رضی اللہ عنہ جانبازیاں
شیر غرّاں سطوت پہ لاکھوں سلام''

☆☆☆

سید محمد مرغوب اختر الحامدی

دن کے شیر کی معرکہ سازیاں
تیر کی بارشیں پھر فرس تازیاں
صفِ اعدا پہ وہ تیغ اندازیاں
''ان کے آگے وہ حمزہ رضی اللہ عنہ کی جانبازیاں
شیر غرّاں سطوت پہ لاکھوں سلام''

☆☆☆

محمد عثمان اوجؔ اعظمی

یہ تمنا، یہ جذبہ، یہ قربانیاں
اور یہ ذوق شہادت کی بے چینیاں
کافروں کی یہ میداں میں حیرانیاں
''ان کے آگے وہ حمزہ رضی اللہ عنہ کی جانبازیاں
شیر غرّاں سطوت پہ لاکھوں سلام''

☆☆☆

ڈاکٹر بلال جعفری

وہ رضاعی اخ شاہ کون و مکاں
وہ شجاعت کا لاریب! کوہ گراں
وہ شہامت کا ہر رن میں اونچا نشاں
''ان کے آگے وہ حمزہ رضی اللہ عنہ کی جانبازیاں
شیر غرّاں سطوت پہ لاکھوں سلام''

☆☆☆

محمد عبدالقیوم طارق سلطان پوری

سرگروہ شہیدانِ حق بے گماں
وہ فلک مرتبت وہ سپہر آستاں
شیر حق اور شیر شہ انس وجاں
"ان کے آگے وہ حمزہ رضی اللہ عنہ کی جانبازیاں
شیر غرّاں سطوت پہ لاکھوں سلام"

☆☆☆

محمد عبدالقیوم طارق سلطان پوری

شیر حق دین کا ضیغم سخت ضاں
عظمت شاہ کون ین کا آستاں
دشمنان نبی کا مٹایا نشاں
"ان کے آگے وہ حمزہ رضی اللہ عنہ کی جانبازیاں
شیر غرّاں سطوت پہ لاکھوں سلام"

☆☆☆

محمد عبدالقیوم طارق سلطان پوری

جاں نثاران مولا کی جانبازیاں
اہل بطحا و طیبہ کی جانبازیاں
حق پسند، اہل تقویٰ کی جانبازیاں
"ان کے آگے وہ حمزہ رضی اللہ عنہ کی جانبازیاں
شیر غرّاں سطوت پہ لاکھوں سلام"

☆☆☆

حافظ عبدالغفار حافظ

ابن اسود پہ وہ تیر اندازیاں
گاہے عتبہ پہ ان کی سناں بازیاں
مرحبا مرحبا وہ سرفرازیاں
"ان کے آگے وہ حمزہ رضی اللہ عنہ کی جانبازیاں
شیر غرّاں سطوت پہ لاکھوں سلام"

☆☆☆

حضرت خواجہ غلام فخر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سید الشہدا
کاشفِ الکرب ہیں بفضل خدا
جملہ اصحاب یوں تو آقا کے
صاحب رشد ہیں نجوم ہدیٰ
دودھ بھائی ہیں اور عم رسول
شان ہے آپ رضی اللہ عنہ کی یہ سب سے جدا
ہے لقب آپ کا جو اسد اللہ
یہ بھی رتبہ ہے ارفع و اعلیٰ
قبر انور ہی بس نہیں جنت
اُحد سارا ہے جنت الماویٰ
خاک بوسی کا شرف ہم کو ملا
شکر کتنا کریں ترا مولا

بھیک مل جائے در پہ حاضر ہے
فخر ادنیٰ دائے کوئے شما

☆☆☆

ڈاکٹر سید علی عباس شاہ

خدا کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ
زمیں کی عظمت سما کا چرچا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ امیر حمزہ رضی اللہ عنہ
وہ سب شہیدوں کے رہبر ہیں وہ رہنما ہیں
بدر کے غازی، اُحد کے کشتہ امیر حمزہ رضی اللہ عنہ امیر حمزہ رضی اللہ عنہ
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی تربت کی جا کے اکثر ہے کی زیارت
بتادیا ہے مقام و رتبہ امیر حمزہ رضی اللہ عنہ امیر حمزہ رضی اللہ عنہ
حضور کرتے ہیں یاد پیہم وفائیں کی ادائیں ان کی
دل و نگاہ ذہیں میں ہر جا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ امیر حمزہ رضی اللہ عنہ
تمام مشرک بھگا دیئے اور ابو جہل کا بھی نکالا خوں
انہی کی قربت سے کفر ٹوٹا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ امیر حمزہ رضی اللہ عنہ
وہ اہل جنت کے پیشوا ہیں، وہ اہل ایمان کے مقتدا ہیں
امیر حزبِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و اللہ امیر حمزہ رضی اللہ عنہ امیر حمزہ رضی اللہ عنہ
بیان خدا کی کتاب کا ہیں سکوں رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہیں
ہمارے آقا ہمارے مولا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ امیر حمزہ رضی اللہ عنہ
علی رضی اللہ عنہ ولی کی رفاقتوں میں تھے پاسباں پیامِ سرور
نقیب ملت عمامِ زہرا رضی اللہ عنہا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ امیر حمزہ رضی اللہ عنہ

پڑھا ہے پیارے نبی نے ان کا احد میں ستر دفعہ جنازہ
شہید راہ خدا میں ایسا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ امیر حمزہ رضی اللہ عنہ
سلام تیری سیادتوں کو قیادتوں کو شہرِ بطحا
علی رضی اللہ عنہ سراپا ایاز تیرا، امیر حمزہ رضی اللہ عنہ امیر حمزہ رضی اللہ عنہ

☆☆☆

علامہ محمد منشاء تابش قصوری

صد شکر کہ میں نے دیکھ لیا مزار امیرحمزہ کا
اللہ کرے ہو جیتے جی دیدار امیرحمزہ کا
جاتے تھے رسول اکرم بھی اصحاب نبی سب آل نبی
گویا کہ وہ کرنے جاتے تھے دیدار امیرحمزہ کا
جاتی تھیں بکثرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی حسنین کریم بھی جاتے تھے
کیا شفقت تھی کیا الفت تھی کیا پیار امیرحمزہ کا
غلامان رسول اکرم کے سردار امیرحمزہ ہیں
ہر ایک ہی بخشا جائے گا حب دار امیرحمزہ کا
بے مثل شجاعت تھی ان کی بے مثل جلالت تھی ان کی
بے مثل شہادت ہے رتبہ سردار امیرحمزہ کا
نکلے تھے بدر کے میداں میں اک رعب تھا دشمن پر طاری
عتبہ کو جہنم میں ڈالے تھا وار امیرحمزہ کا
قسمت میں جبل احد کی ازل سے سعادت لکھی تھی
بن جائے گا اس کے دامن میں مزار امیرحمزہ کا

آئے گا مزار اقدس پر پائے گا بشارت جنت کی
ہر عاشق صادق جو ہو گا دلدار امیرحمزہ کا
ہر وقت مقام احد پر انوار کی بارش ہوتی ہے
گویا یہ علاقہ سارا ہے مختار امیرحمزہ کا
اک کیف سا طاری ہوتا ہے جب نام زباں پر آتا ہے
سرکار امیر حمزہ کا سرکار امیرحمزہ کا
غلامان امیر حمزہ میں شامل ہے ازل سے تابش بھی
للہ الحمد کہ ہے یارو میخار امیرحمزہ کا

☆☆☆

بابر حسین بابر

منقبت حضور سید الشہداء امیر حمزہ رضی اللہ عنہ

جنہیں ہمارے نبی کی حاصل ہوئی قرابت امیر حمزہ
جنہیں میسر رہی ہمارے نبی کی صحبت امیر حمزہ
نبی کا بدلہ لیا جنہوں نے نبی کے دشمن کو خوب مارا
جنہیں محبت کے واسطے سے ملی ہدایت امیر حمزہ
بہادری میں مثال بھی تھے وہ جراتوں میں کمال بھی تھے
وہ جن کے دم سے ملی تھی اسلام کو بھی قوت امیر حمزہ
حضور تشریف لے کے جاتے جہاں پہ جاتی تھیں سیدہ بھی
لحد مبارک وہ آپ کی ہے خوشا یہ قسمت امیر حمزہ
جہاں برستی ہیں رحمتیں بھی ملا ہے فیضان صوفیاء کو
مزار انور وہ آپ کا ہے بڑا با برکت امیر حمزہ

علی بھی میدان بدر میں تھے بنے قیامت جو دشمنوں پہ
ہوئی تھی یکجا علی کی ہمت تری شجاعت امیر حمزہ

ہمیں ہے ان سے بڑی عقیدت ہم ان کے مدحت سراہیں بابر
وہ جن کے دم سے ہماری شوکت ہے تا قیامت امیر حمزہ

☆☆☆

محمد یٰسین اجمل چشتی

سرکارِ دو عالم کو پیاری ہے ذات امیر حمزہ کی
بخشش کی سند مل جائے گی کر بات امیر حمزہ کی

میں شاہِ مدینہ کے در پہ جب حاضری دینے جاتا ہوں
سرکار سے ل کے آتا ہوں خیرات امیرحمزہ کی

اسلام کے پلنے بڑھنے میں ہے ہاتھ امیر طیبہ کا
اسلام کبھی نہ بھولے گا خدمات امیر حمزہ کی

تا حشر گورنر طیبہ کے سرکار پیارے دلبر ہیں
کیا شان امیرحمزہ کی کیا بات امیر حمزہ کی

جو سائل در پہ جاتے ہیں وہ جھولیاں بھر کر آتے ہیں
طیبہ میں سخاوت جاری ہے دن رات امیر حمزہ کی

جائے گی اجمل طیبہ سے اور خُلد بریں میں اترے گی
اصحابِ نبی کے جُھرمٹ میں بارات امیر حمزہ کی

☆☆☆

محمد یٰسین اجمل چشتی

منقبت سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ

سرکار کی نظروں میں ایسا رُتبہ ہے امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا
دنیا تو کیا ہے جنت میں شہرہ ہے امیر حمزہ کا
ہیں عمِ نبی بھی بھائی بھی یہ خاص فضیلت ہے ان کی
سرکار دو عالم سے دوہرا رشتہ ہے امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا
ہر نعمت ان کی چوکھٹ پہ جنت سے اتری لگتی ہے
صد شکر کہ میں نے بھی دیکھا صفراء ہے امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا
آواز نہ جانے کس کی تھی میں نے تو سنی ہے کانوں سے
جو مانگتا ہے دے دو اس کو منگتا ہے امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا
شبیر رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر کربل میں پہچان یزیدی کر نہ سکے
حیدر کی وجاہت ہے یا کہ جلوہ ہے امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا
یہ اُن کے کرم کی باتیں ہیں یہ خاص عنایت ہے ان کی
جو کچھ ہے میرے دامن میں صدقہ ہے امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا

☆☆☆

پروفیسر فیض رسول فیضان

ابو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیر حمزہ رضی اللہ عنہ
وفا سراپہ امیر حمزہ رضی اللہ عنہ
خدا نبی کے جو شیر ٹھہرے
ہے وہ شجاع شہیر حمزہ رضی اللہ عنہ

ہدف جن کا غلو باطل
کمان حق کا وہ تیر حمزہ
گل شجاعت کا بانکپن ہیں
وہ شہادت کے میر حمزہ رضی اللہ عنہ
گواہ بدر و احد ہیں اب تک
دلاورِ بے نظیر حمزہ رضی اللہ عنہ
سبھی شہیدوں کے مقتداء ہیں
سعادتوں کے سفیر حمزہ رضی اللہ عنہ
مرید ہیں سب شہید گویا
وغا کے حلقے کے میر حمزہ رضی اللہ عنہ
یہ شیبہ کی لاش کہہ رہی ہے
نڈر جری تھے اخیر حمزہ رضی اللہ عنہ
نبی نے کہہ کر کرائی ذاری
تھے ایسے روشن ضمیر حمزہ رضی اللہ عنہ
امیر اقلیم حریت ہیں
محبتوں کے اسیر حمزہ رضی اللہ عنہ
ہے ذات فرد وحید ان کی
امین وصفِ کثیر حمزہ رضی اللہ عنہ
نفاق اعداء سے دب نہ پایا
وہ جس کے ہیں دستگیر حمزہ رضی اللہ عنہ
شہید فیضان ہیں ہزاروں
شہید اعظم امیر حمزہ رضی اللہ عنہ

☆☆☆

محمد قاسم کیلانی

بھیجتا ہوں لحہ لحہ حضرتِ حمزہ رضی اللہ عنہ سلام
لب پہ جاری ہے وظیفہ حضرتِ حمزہ رضی اللہ عنہ سلام
نازش سردار بطحا حضرتِ حمزہ رضی اللہ عنہ سلام
زینب بزم صحابہ حضرتِ حمزہ رضی اللہ عنہ سلام
آپ ہیں لاریب شیرِ رحمت اللعالمین
آپ کا اونچا ہے رتبہ حضرتِ حمزہ رضی اللہ عنہ سلام
آپ ہیں لجپال عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے دل کا چین
ہاشمی غیرت کا جلوی حضرتِ حمزہ رضی اللہ عنہ سلام
آپ کی پر درد قربانی پہ چشم نم کے ساتھ
بھیجتی ہے آل زہرا رضی اللہ عنہ حضرتِ حمزہ رضی اللہ عنہ سلام
السلام اے ناز حیدر رضی اللہ عنہ اے ابو طالب رضی اللہ عنہ کی جان
سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تایا حضرتِ حمزہ رضی اللہ عنہ سلام
آپ کی دہلیز پر میں اپنی پلکوں سے کروں
کب سے ہے میری تمنا حضرتِ حمزہ رضی اللہ عنہ سلام
حو ر و غلمان و ملائک خلد میں یا سیدی
آپ کا گاتے ہیں سہرا حضرتِ حمزہ رضی اللہ عنہ سلام
آپ شمشیرِ غضب تھے مشرکوں کے واسطے
مومنو کے ملجا ماوا حضرتِ حمزہ رضی اللہ عنہ سلام
اس لیے بھی رد نہیں ہوتی میری کوئی دعا
آپ ہیں میرا وسیلہ حضرتِ حمزہ رضی اللہ عنہ سلام

کیجئے میری سفارش سید ابرار سے
بحرِ حیدر رضی اللہ عنہ بحرِ زہرہ رضی اللہ عنہا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سلام
مشکلوں کو ٹال دیتا ہے وسیلہ آپ کا
حرزِ جاں ہے اب تو اپنا حضرتِ حمزہ رضی اللہ عنہ سلام
والدین مصطفیٰ کا واسطہ کردیں عطا
جائے گا خالی نہ منگتا حضرتِ حمزہ رضی اللہ عنہ سلام
پیش کرتا ہے سلامی لیجیے در پر بلا
آپ کا قاسم ہے شیدا حضرتِ حمزہ رضی اللہ عنہ سلام

☆☆☆

اسلم ساگر

جس کسی کو بھی محبت حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سے ہے
اس پہ آقا کی عنایت گنبد خضرا سے ہے
آپ رضی اللہ عنہ سے اتنا قریبی تھا وہ رشتہ آپ کا
آپ رضی اللہ عنہ کا گہرا تعلق آپ کے شجرہ سے ہے
آپ رضی اللہ عنہ کو محسوس ہونے دی کمی نہ باپ کی
موجزن دل میں محبت آپ کی چچا سے ہے
آپ کے چچا ہیں پھر بھی آپ کے ہیں جانثار
دونوں جانب سے تقدس قدر رشتہ سے ہے
جو زیارت کر کے آیا آپ رضی اللہ عنہ کے قدس میں
پھر ملا ہے جو بھیاس کو آپ رضی اللہ عنہ کے صدقہ سے ہے

بات کوئی آپ کی ٹالی نہ ٹالیں گے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
آپ رضی اللہ عنہ کہہ دیں گے اگر تو کیسا ڈر عقبیٰ سے ہے
ہوگئی پھر آج ساگر منقبت سے حاضری
یہ کرم بارِ دگر مجھ پر میرے آقا سے ہے

☆☆☆

علامہ محمد شہزاد مجددی

سلام سید الشہداء

اسد اللہ و اسد رسولہ سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ
السلام اے سید اہل شہادت السلام
السلام اے واقفِ رمزِ عبادت السلام
السلام اے شیر میدان عزیمت السلام
السلام اے حاملِ شانِ امامت السلام
السلام اے روح عزم و استقامت السلام
السلام اے لاجواب و بیش قیمت السلام
السلام اے صاحب تاج و سیادت السلام
السلام اے فخرِ ارباب قیادت السلام

☆☆☆

علامہ محمد شہزاد مجددی

منقبت سید الشہداء سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ

شیرِ حق فخرِ بدرواحد آپ ہیں
کوئی میدان ہو مستند آپ ہیں

عبد مطلب کا نور نظر کون ہے
ام کلثوم و زہرا کے جد آپ ہیں
جس نے روکا ہے دشمن کے ہر تیر کو
عزم و ذوقِ یقیں کی وہ سد آپ ہیں
جس کے ڈر سے لرزتا تھا بوجہل بھی
جس کو تھی کفر و باطل سے کد، آپ ہیں
آپ ہی تو ہیں محبوب خیر الوریٰ
عاشقِ ذاتِ ربِ صمد آپ ہیں
فارقِ حق و باطل ہے وصف آپ کا
حامی حکمِ ذات احد آپ ہیں
مرد شمشیر زن ، شیرِ باطل شکن
فخرِ اہل عرب تا ابد آپ ہیں
فخرِ اصحاب و سرخیل آلِ نبی
رہبرِ علم و عشق و خرد آپ ہیں
جن کو کہتے تھے سرکار یا عمنا
میرے آقا کے وہ معتمد آپ ہیں
جن پہ نازاں ہے شہزاد تاریخ بھی
نازشِ اہل حق تا ابد آپ ہیں

☆☆☆

صوفی شاہ محمد کمال میاں جمیلی سلطانی

فریاد کناں ہیں فلسطینی یا سیدنا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ

تم شیرِ خدا و شیرِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا سیدنا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ

سردار شہیداں ہو تم ہی یا سیدنا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ

تم عمِ رسولِ خدا بھی ہو میدان میں ان پہ فدا بھی ہو
شاہد ہے وادی اُحد کی بھی یا سیدنا حضرتِ حمزہ رضی اللہ عنہ

ہیں آپ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چچا اور ان کے رضاعی بھائی بھی
بے مثل شہادت آپ نے دی یا سیدنا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ

اسلام پہ آج ہے سخت گھڑی، تقدیرِ مسلماں ہے بگڑی
دیتا ہوں دُہائی آپ ہی کی یا سیدنا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ

اغیار تو پھر اغیار ہوئے اپنے بھی تو دل آزار ہوئے
اب کون کرے گا داد رَسی یا سیدنا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ

افغانی عراقی کشمیری پستے گئے ظلم کی چکی میں
فریاد کُناں ہیں فلسطینی یا سیدنا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ

ہم پر ہو نگاہِ لطف و کرم رکھ لیجیے مسلمانوں کا بھرم
ہے عرضِ سلطانی یاسیدنا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ

☆☆☆

نجیب قاصر

بڑے کمال کے حامل جناب حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں
مرے کلام کا حاصل جناب حمزہ ہیں

مثال جن کی ہے مشکل جناب حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں
ہے جسم لشکرِ دیں، دل جناب حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں

رفیق جادۂ مشکل جناب حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں
عزیز رہبر کامل جناب حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو پکارا ہے سید الشہداء
مقام خاص کے حامل جناب حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں
اڈ اڈ کے چلے آ رہے ہیں پروانے
چراغ جادۂ منزل جناب حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں
اہالیانِ عقیدت تمھیں مبارک ہو
تمھارے صاحب محفل جناب حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں
جہانِ جہدو عمل میں ابدتلک قاصر
تفاوتِ حق و باطل جناب حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں

☆☆☆

وزیر حسن

وفا کی راہ کی منزل جناب حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں
کمال و مہر کا حاصل جناب حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں
جنھیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سید الشہداء
وہی تو گوہر کامل جناب حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں
زمینِ بدر ہو یا معرکہ اُحد کا ہو
عدو کے مد مقابل جناب حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں
وہ جن کے واسطے آیات کا نزول ہوا
وہ جن سے دب گیا باطل جناب حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں
نبی کے ایک اشارے پہ جان دے دینا
وہ جاں نثار وہ عادل جناب حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں

احد کی جنگ میں شامل ہوئے شہید ہوئے
وہی بہشت میں داخل جناب حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں
وزیرؔ اونچا صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا رتبہ ہے
وہ جن سے دور ہو مشکل جناب حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں

☆☆☆

محمد احمد متین

ہماری سوچ سے بڑھ کر جناب حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں
انوکھی شان کے حامل جناب حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں
جوانمردی کا حاصل جناب حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں
خدا کے دین کا حاصل جناب حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں
حریفِ قوتِ باطل جناب حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں
وہ سر کے ساتھ جو دیں دل جناب حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں
بہشت خاص میں داخل جناب حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں
خود اپنی ذات میں کامل جناب حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں
کمال و مہر کا حاصل جناب حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق میں گھائل جناب حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں
اُحد کی جنگ کا حاصل جناب حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینے میں خود دل جناب حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں
جہاں میں ماحیٔ طلب جناب حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں
تجلیات نوافل جناب حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں

عجیب شان کے حامل جناب حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں
نبی کے فیض کے حامل جناب حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں
محاذ جنگ میں کامل جناب حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں
خطاب شاہ کے حامل جناب حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں
وفا و فوز کی منزل جناب حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں
وفا کے پیکرِ کامل جناب حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں
شعور و فکر کا حاصل جناب حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں
عطائے خاص کے حامل جناب حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں
زمیں پہ فخر کے قابل جناب حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں
محبتوں سے بھرا دل جناب حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں
مقام خاص کے حامل جناب حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں
وہ جن سے دور ہو مشکل جناب حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں
عدوئے دیں کے مقابل جناب حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں
میرے سفینے کا ساحل جناب حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں
صفِ عدو کے مقابل جناب حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل میں شامل جناب حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں
جو جسم دین ہے تو دل جناب حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں
خلوص و عشق کی منزل جناب حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں
فضیلتوں میں مقدم جناب حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں

☆☆☆

محمد سلمان رضا فریدیؔ

تسخیر فان حمزہ رضی اللہ عنہ ، تعمیر بقا حمزہ رضی اللہ عنہ
قرطاس شجاعت پر تحریر وفا حمزہ رضی اللہ عنہ

سرکار نے بخشا تھا پرچم جو قیادت کا
لہراتا ہے عالم میں اب بھی لواء حمزہ رضی اللہ عنہ

سرداری تمھیں حاصل ہے سارے شہیدوں کی
یوں حق کی حفاظت میں کی جان فدا حمزہ رضی اللہ عنہ

احسان نہ بھولے گا میدان احد تیرا
ہے اس کی شب جاں میں اب تیری ضیا حمزہ رضی اللہ عنہ

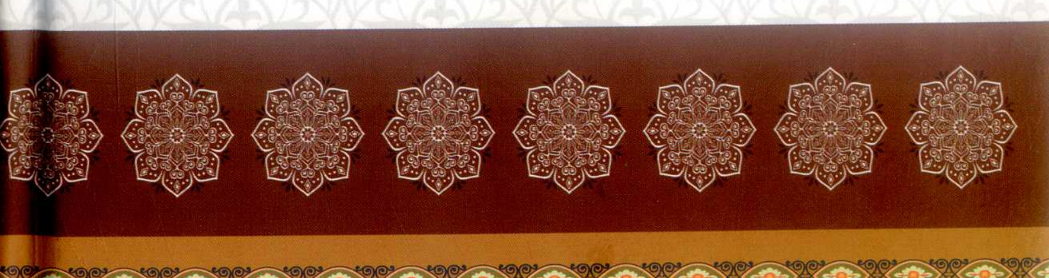
شاہد ہے ترا روضہ، سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنے کا
خود آ کے شہ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیتے تھے دعا حمزہ رضی اللہ عنہ

تم شمع نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پروانوں کے قائد ہو
قدموں میں جھکے ہیں سب اربابِ رضا حمزہ رضی اللہ عنہ

ہر دشمن ملت پر غالب ہو فریدیؔ بھی
پہنایئے اب اس کو نصرت کی عبا حمزہ رضی اللہ عنہ







صبحِ نور پبلی کیشنز
غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور 042-37350476
بالمقابل القمر ہاسٹل، بھیرہ 048-6690418
facebook.com/subhenoorpublications
Email: subhenoorpublications@gmail.com